علاماتِ قیامت اور نزولِ مسیحؑ

مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی

مکتبہ دار العلوم کراچی ۱۴

علاماتِ قیامت

اور

نزولِ مسیحؑ

نزولِ عیسیٰؑ کی ایک سو سولہ ۱۱۶ احادیث نبویہ کا نادر مجموعہ اور بیشتر علاماتِ قیامت
کی ایمان افروز تفصیلات

انتخاب حدیث

حضرت علامہ سید محمد انور شاہ صاحب کشمیریؒ

تالیف

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ

(سابق) مفتی اعظم پاکستان

ترتیب اور ترجمہ و تشریح

مولانا مفتی محمد رفیع صاحب عثمانی

مفتی اعظم پاکستان

صدر جامعہ دار العلوم کراچی

مکتبۂ دار العلوم کراچی ۱۴

ترتیب کتاب

تالیف حصۂ اول : مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ

انتخاب احادیث حصۂ دوم : حجۃ الاسلام علامہ سیّد محمد انور شاہ کشمیریؒ

ترتیب حصۂ دوم : مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمّد شفیع صاحبؒ

ترجمہ وتشریح حصۂ دوم : مولانا محمد رفیع صاحب عثمانی استاذِ حدیث دار العلوم کراچی

تالیف حصۂ سوم : " " " " " "

طبع جدید — شوال ۱۴۲۴ھ

باہتمام — محمّد قاسم

طباعت — زم زم پرنٹنگ پریس

ناشر — مکتبہ دار العلوم کراچی

ملنے کے پتے

مکتبہ دار العلوم کراچی ☆ ادارہ اسلامیات موہن چوک اردو بازار کراچی

ادارۃ المعارف احاطہ دار العلوم کراچی ☆ بیت الکتب بالمقابل مدرسہ اشرف المدارس گلشن اقبال

دار الاشاعت اردو بازار کراچی ☆ ادارہ اسلامیات ۱۹۰ انارکلی لاہور

فہرست مضامین

۷۸۶

دیباچہ طبع اوّل

یہ کتاب تین حصّوں پر مشتمل ہے، بنیادی حِصّہ حصّۂ دوم ہے جو والد ماجد حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مدظلہم نے اپنے شیخ امامِ عصر حجۃ الاسلام علّامہ سید محمد انور شاہ کشمیریؒ کی ہدایت کے مطابق تالیف فرمایا تھا اور عربی زبان میں "التصریح بما تواتر فی نزول المسیح" کے نام سے پہلی بار دیوبند سے اور دوسری بار حلب (شام) سے شائع ہو چکا ہے، اور اب والد ماجد مدظلہم کے حکم پر احقر نے اس کا اردو میں ترجمہ کیا ہے اور اس کے مختصر حواشی بھی اردو میں تحریر کئے ہیں۔

پہلا حِصّہ حصّۂ دوم ہی کی ایک خاص انداز پر تلخیص ہے جس میں حضرت عیسٰی علیہ السلام کی علامات کا مقابلہ مرزا غلام احمد قادیانی کے حالات سے کیا گیا ہے، یہ حضرت والد ماجد مدظلہم نے اردو ہی میں تالیف فرمایا تھا اور کئی بار "مسیح موعود کی پہچان" کے نام سے الگ شائع ہو چکا ہے۔

تیسرا حِصّہ علاماتِ قیامت کے بارے میں احقر نے تالیف کیا ہے اس میں وہ تمام علاماتِ قیامت ایک خاص انداز پر مرتّب کی گئی ہیں جو حِصّہ دوم کی احادیث میں آئی ہیں، نیز علاماتِ قیامت کے بعض اہم پہلوؤں پر قرآن وسنت کی روشنی میں تحقیقی بحث کی گئی ہے۔

اب تینوں حصّے پہلی بار یک جا کتابی شکل میں "علاماتِ قیامت اور نزولِ مسیح" کے نام سے شائع کئے جا رہے ہیں، اللہ تعالیٰ نافع اور مقبول بنائے، آمین۔

ناچیز محمد رفیع عثمانی عفا اللہ عنہ

خادم طلبہ دار الافتاء دار العلوم کراچی ۱۴

۱۹/صفر ۱۳۹۳ھ

عرضِ مؤلّف

آج سے سینتالیس سال پہلے شعبان ۱۳۴۵ھ میں جب کہ احقر دار العلوم دیوبند میں درس و تدریس کی خدمت انجام دیتا تھا دار العلوم کے صدر مدرس حجۃ الاسلام سیدی و استاذی حضرت مولانا سیّد محمد انور شاہ صاحب قدس اللہ سرہ نے نزولِ مسیح علیہ السلام کے متعلق احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کو جمع فرما کر ان کو کتابی شکل میں تدوین و تالیف کے لئے احقر کو مامور فرمایا تھا۔ حسب الحکم یہ کتاب تیار ہو کر اُسی وقت بنام التصریح بما تواتر فی نزول المسیح شائع ہوگئی، یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ یہ مجموعہ احادیث صرف کسی فرقہ کا رد نہیں بلکہ علاماتِ قیامت کے متعلق احادیث معتبرہ کا اہم مجموعہ ہونے کی حیثیت سے ہر مسلمان کے پڑھنے اور یاد رکھنے کی چیز ہے مگر حسب ارشاد استاذ المحترم اس کو عربی زبان میں لکھا گیا تھا تاکہ عراق و مصر وغیرہ میں جہاں قادیانیوں نے نزولِ مسیح علیہ السلام کے مسئلے میں فتنہ پھیلایا ہے اس کو پہنچایا جا سکے۔

اردو داں حضرات کے لئے احقر نے اس رسالہ کا خلاصہ بنام مسیح موعود کی پہچان الگ لکھ کر شائع کیا۔ اس اردو رسالے میں حدیث سے ثابت شدہ مضمون اور علاماتِ مسیح موعود کو مختصر عنوان کی صورت میں لکھ دیا گیا اور تفصیل کے لئے اُس حدیث کا حوالہ دے دیا گیا جو رسالہ التصریح میں اس مضمون سے متعلق آئی ہے۔ التصریح میں احادیث پر نمبر ڈال دیئے گئے تھے۔ مسیح موعود کی پہچان میں اُن نمبروں کا حوالہ لکھ دیا گیا۔

مگر یہ ظاہر ہے کہ التصریح کے عربی زبان میں ہونے کی وجہ سے اس سے استفادہ صرف اہلِ علم ہی کر سکتے تھے۔ ضرورت تھی کہ التصریح کا اردو ترجمہ ضروری تشریح کے

ساتھ کر دیا جائے۔

مگر زمانے کے مشاغل وذواہل نے اس کی فرصت نہ دی یہاں تک کہ یہ دونوں شائع شدہ رسالے بھی نایاب ہو گئے پھر ملک شام حلب کے ایک بڑے ماہر عالم شیخ عبدالفتاح ابو غدہ جو علامہ زاہد کوثری مصری رحمۃ اللہ علیہ کے خاص شاگرد ہیں اور علوم قرآن حدیث میں حق تعالیٰ نے ان کو خاص مہارت عطا فرمائی ہے ان سے ابتدائی ملاقات تو ۱۹۵۶ء میں موتمر عالم اسلامی کے اجلاس منعقدہ دمشق میں احقر کی حاضری کے وقت ہوئی تھی، وہ غالباً ۱۳۸۰ھ میں کراچی تشریف لائے اور رسالہ التصریح پر خاص حواشی اور تحقیق کے ساتھ دوبارہ اشاعت کا عزم ظاہر فرمایا ایک نسخہ کتاب کا جو میرے پاس تھا موصوف کو دے دیا موصوف نے اپنی مہارت اور کمال علمی سے ماشاء اللہ کتاب کا حسن چند در چند کر دیا اور بیروت سے ۱۳۸۵ھ میں بڑی آب و تاب کے ساتھ شائع ہوئی۔

اس کتاب کی تجدید نے پھر اس ارادے کی تجدید کر دی کہ اس کا اردو ترجمہ کر کے رسالہ مسیح موعود کے ساتھ شائع کیا جائے اس لئے برخوردار عزیز مولوی محمد رفیع سلمہ، مدرس دارالعلوم کراچی کو یہ کام سپرد کیا۔ اللہ تعالیٰ ان کے علم وعمل اور عمر و عافیت میں ترقیات ظاہرہ و باطنہ عطا فرمادے کہ انھوں نے بڑے سلیقہ سے رسالہ التصریح کی تمام احادیث کا نہایت سلیس وصحیح ترجمہ اور اس کے ساتھ حواشی میں خاص خاص تشریحات بھی لکھ دیں۔

اور ایک کام اور کیا جو اپنی جگہ ایک مستقل خدمت ہے کہ علاماتِ قیامت جو رسالہ التصریح میں منتشر طور سے آئی ہیں ان کو ایک خاص ترتیب کے ساتھ ایک فہرست کی صورت میں جمع کر دیا جس سے یہ کتاب علاماتِ قیامت کے اہم مباحث کا مرتب مجموعہ ہو گیا۔ اور اس رسالہ کے شروع میں علاماتِ قیامت سے متعلق چند اہم مباحث نہایت محنت و تحقیق کے ساتھ درج کر دیں جن میں علاماتِ قیامت کے مابین ظاہری تعارض کے شبہات کا ازالہ اور علاماتِ قیامت کی تین

قسموں پر تقسیم علامات بعیدہ۔ متوسطہ اور قریبہ کی تفصیلات کے ضمن میں فتنہ تاتار اور نار حجاز پر ایک تحقیقی مقالہ لکھا ہے جزاہ اللہ تعالیٰ خیر الجزاء و وفقہ لما یحب و یرضاہ۔ اب زیر نظر کتاب تین مستقل رسالوں کا مجموعہ ہوگئی۔ ایک مسیح موعود کی پہچان۔ دوسرا التصریح کی احادیث کا ترجمہ اور شرح تیسرا علاماتِ قیامت ترتیب و تحقیق کے ساتھ حق تعالیٰ مقبول و مفید بنادے وہو المستعان و علیہ التکلان۔

بندہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ

۱۵ صفر ۱۳۹۳ھ

حصہ اوّل

مسیح موعود کی پہچان

قرآن وحدیث کی روشنی میں علاماتِ مسیحؑ
کا اجمالی نقشہ

تالیف

مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب



الحمد للہ وکفیٰ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

اما بعد۔ آفتاب نبوت کے غروب کے بعد اسلامی دنیا پر ہزاروں مصائب کے پہاڑ ٹوٹے، حوادث کی خطرناک آندھیاں چلیں، فتنوں کی بارشیں ہوئیں خانہ جنگیاں اور فرقہ بندیاں ہونے لگیں۔ خصوصاً ہجری تاریخ کے ایک ہزار سال پورے ہونے کے بعد تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی کے مطابق گویا فتن کی لڑی ٹوٹ پڑی، جو دن آیا ایک نیا فتنہ لے کر آیا جو رات ہوئی ایک بھیانک ظلمت ساتھ لائی۔ یہ سب کچھ ہوا لیکن قادیانی فتنہ نے جتنہ صدمہ عالم اسلام کو پہنچایا ہے اس کی نظیر اسلامی تاریخ میں نہیں پائی جاتی، اس فتنہ کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی نے مسلمانوں کے لباس میں بدترین کفر کی تبلیغ کی اور اس مکر سے ہزاروں مسلمانوں کو کافر بنا دیا۔ نبوت، وحی، شریعت مستقلہ کے دعوے کئے اپنی وحی کو بالکل قرآن کے برابر بتلایا۔ عیسیٰ علیہ السلام ہونے کا دعویٰ کیا اور اپنے آپ کو اکثر انبیاء علیہم السلام سے افضل کہا، بلکہ ہمارے آقا خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمسری بلکہ آپ سے افضلیت کے دعوے کئے۔ آپ کے معجزات کل تین ہزار اور اپنے دس لاکھ بتلائے، انبیاء علیہم السلام کی توہین کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مغلظات گالیاں دیں، بہت سی ضروریاتِ دین اور قطعیاتِ اسلامیہ کا انکار اور نصوص قرآن و حدیث کی تحریف کی۔ اپنے نبی ماننے والی ایک مٹھی جماعت کے سوا ساری اُمت محمدیہ (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کے کروڑہا مسلمانوں کو کافر جہنمی کہا۔

یہ مرزا صاحب کے وہ دعوے ہیں جن کا راگ ان کی اکثر تصانیف میں مکرر سہ کرر الاپا گیا ہے۔ احقر نے ان کے اسی قسم کے پینتالیس دعوے خود ان کی تصانیف

سے نقل کر کے ان کی عبارتیں مع حوالہ صفحات ایک مختصر رسالہ (دعاوی مرزا[ا]) میں جمع کی ہیں۔

الغرض مرزا صاحب کو یہ لمبے چوڑے دعوے دنیا کے سامنے پیش کرنے تھے لیکن انھوں نے دیکھا کہ ابھی تک مسلمان ایمان سے اتنے کورے نہیں ہوئے کہ ان کے ہر دعوے کو ماننے کے لئے تیار ہو جائیں اسی لئے اپنے دعویٰ اور عقائد کفریہ پر پردہ ڈالنے کے لئے طرح طرح کے حیلے بہانے تراشے، وفات مسیح علیہ السلام کا مسئلہ اور حیات مسیح میں بحثیں اور جھگڑے بھی اسی مصلحت کے لئے ایجاد کئے گئے کہ لوگوں کی توجہ ادھر مصروف ہو جائے ورنہ

کیونکہ کسی شخص کا مسیح موعود یا نبی یا ولی بننا کسی دوسرے کی موت وحیات سے کوئی واسطہ	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات ووفات سے مرزا جی اور ان کے دعووں کا کوئی تعلق نہیں

نہیں رکھتا بلکہ ان سب باتوں کا معیار صرف یہ ہے کہ اگر اس کے ذاتی اخلاق وصفات عقائد واعمال معاشرت ومعاملات اس کے متحمل ہیں اور شرعی قوانین اس کے دعوے کو تسلیم کرنے سے مانع نہیں تو تسلیم کیا جائے ورنہ نہیں۔ مگر ہم تھوڑی دیر کیلئے اس بات کو تسلیم کرلیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام (مرزا جی کے دعوے کے مطابق) وفات پا چکے اور اب جس مسیح موعود کے نزول کی خبریں اسلامی روایات میں منقول ہیں وہ ان کے مثیل کوئی اور شخص ہوں گے تب بھی مرزا جی کے لئے مسیحیت کا ثابت ہونا محال ہے کیونکہ ۔

کس نیاید بزیر سایہ بوم　　　　ورہما از جہان شود معدوم

مرزا جی کے اعمال واخلاق عمر بھر کے کارنامے دیکھنے والا آدمی تو ان کو مسلمان بھی نہیں سمجھ سکتا مسیح موعود تو بڑی چیز ہے۔ بہرحال "عقل" اس مرزائی منطق کے سمجھنے سے قاصر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ہو تو مرزا زندہ ہوں اور نبی بن بیٹھیں ورنہ اُن کی اور ان کے دعوؤں کی موت آجادے۔ ہاں ہمت اور عقل کی بات یہ تھی کہ اگر ان کو مسیح موعود بننا تھا تو مرد میدان بن کر سامنے آتے اور اپنے اندر وہ صفات اور اخلاق وعادات دکھلاتے جو حضرت مسیح علیہ السلام کے اندر تھے اور خلق خدا کے لئے وہ

[ا] یہ رسالہ اور ہر قسم کی دینی کتابیں "مکتبہ دار العلوم کراچی ۱۴" سے مل سکتی ہیں۔

کام کرجاتے جو مسیح موعود کے فرائض منصبی ہیں، پھر اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ بھی ہوتے تو شاید لوگ اُنھیں بھول جاتے اور کہہ اُٹھتے ؎

من کہ امروزم بہشت نقد حاصل می شود
وعدۂ فردائے زاہد را چرا باور کنم

لیکن یہاں تو اس کے نام صفر ہی نہیں بلکہ نقیض صریح موجود تھی مثلاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری کا ایک ادنیٰ کرشمہ یہ ہوگا کہ وہ دنیا کو مسلمانوں سے اس طرح بھردیں گے جیسے پانی سے برتن بھرجاتا ہے اور کوئی کافر باقی نہ رہے گا۔ مرزا جی تشریف لائے تو آپ کی برکت سے دنیا کے ستر کروڑ مسلمان (آپ کے فتوے کے مطابق) کافر ہوگئے خوب مسیحائی کی ؎

جب مسیحا دشمن جاں ہو تو کیا ہو زندگی
کون رہبر بن سکے جب خضر بہکانے لگے

دنیا تو اپنے مصائب سے عاجز ہو کر خود ہی مسیح کے انتظار میں ہے کہ وہ تشریف لائیں تو ہم ان کے قدم لیں لیکن کوئی مسیحائی بھی تو دکھائے ؎

یہ مان لیا ہم نے کہ عیسیٰ سے سوا ہو
جب جانیں کہ دردِ دل عاشق کی دوا ہو

الحاصل واقعہ یہ ہے کہ مرزا صاحب کے دعویٰ مسیحیت کو حضرت مسیح علیہ السلام کی حیات و وفات سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ بحث ہی محض اس پالیسی پر مبنی ہے کہ لوگوں کی توجہ اس طرف جذب کرلی جائے تاکہ وہ مدعی مسیحیت کا جائزہ لینے اور اس کے اخلاق و اعمال معاملات و حالات کو حضرت مسیحؑ کی صفات سے تطبیق دینے کی طرف متوجہ نہ ہوجائیں کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اگر ایسا کیا گیا تو اس خط منحنی کی تطبیق خطِ مستقیم پر کیسے ہوگی، یہاں کفر، جھوٹ، مکر، و ہوا پرستی کے سوا کیا رکھا ہے تاویلات بلکہ تحریفات کرتے بھی نہ بن پڑے گی اور سوائے اس کے کہ سیکڑوں نصوص شرعیہ کی صریح تکذیب کرکے کفر کا ایک اور تمغہ حاصل کریں اور کچھ ہاتھ نہ آئے گا اس لئے اصولِ مرزائیت میں زبردستی وفات مسیح علیہ السلام کے عقیدہ کو درج کیا گیا بلکہ اسی مسئلہ کو تمام اپنے مذہب و صداقت کا سنگ بنیاد بتلایا گیا۔ علماء جانتے تھے کہ مرزا صاحب یہ چاہتے ہیں کہ ان کی ذات اور ذاتی صفات عقائد و

اخلاق معرکہ بحث نہ بنیں بلکہ لوگ اس مسئلہ میں اُلجھے رہیں کیونکہ اوّل تو یہ مسئلہ علمی ہے عوام اس کے حق و باطل کی تمیز ہی نہ کرسکیں گے۔ مناظرہ میں ہر قسم کی شکست و ذلّت کے باوجود بھی مرزاجی کو کہنے کی گنجائش رہے گی کہ ہم جیتے۔ اور اگر بالفرض اہلِ حق نے کہیں اُن کا منہ اس طرح بھی بند کردیا کہ وہ بالکل نہ بول سکے تب بھی زیادہ سے زیادہ لوگوں پر یہ اثر ہوگا کہ ایک فروعی سی بحث ہے اس میں اگر ان کا خیال مخالف ہی ہے تو کوئی بڑی بات نہیں ایسے اختلافات ہمیشہ سے ہیں اور ہمیشہ رہیں گے۔ غرض اس بحث کی وجہ سے مرزائیت کے عظیم الشان اور خطرناک فتنہ کو ہلکا اور خفیف اختلاف سمجھنے لگیں گے، علماء اس مکر کو سمجھے اور فرمایا کہ ؎

بہر رنگے کہ خواہی جامہ مے پوش   من اندازِ قدت را می شناسم

اور اسی لئے اہل تجربہ نے اس بحث کو طول دینا شروع میں پسند نہ کیا بلکہ صرف اس کو کافی سمجھا (اور حقیقت میں اب بھی یہی کافی ہے) کہ مرزاجی کے حالات کا کچا چٹھا، لوگوں کے سامنے رکھ دیا جائے جس کو دیکھ کر وہ خود بخود کہہ اٹھیں کہ اگر دنیا کا ہر ایک انسان[۱] مسیح موعود بن سکے تو بن جائے لیکن مرزاجی تو اپنے کارناموں کی بدولت قیامت تک کسی طرح مسیح موعود کی خاکِ راہ بھی نہیں ہو سکتے۔ حضرت مسیح علیہ السلام زندہ ہوں یا وفات پا چکے ہوں مرزائیت کا خاتمہ تو صرف اتنی بات سے ہو جاتا ہے۔ مرزائی ہونے کی حیثیت سے کسی شخص کو یہ حق نہیں کہ اس فیصلہ کن اور اسہل و اقرب طریق کو چھوڑ کر وفات مسیح علیہ السلام کی غیر متعلق بحث پر زور دے اور نہ کسی مسلمان کے لئے بحیثیت مناظرہ یہ ضروری ہے کہ مرزائیوں کے مقابلہ میں حضرت مسیح علیہ السلام کی حیات کا ثبوت پیش کرے لیکن پھر دو وجہ سے علماء کو اس مسئلہ پر روشنی ڈالنے کی ضرورت پیش آئی۔ ایک یہ کہ فی نفسہٖ یہ مسئلہ اہم اور اجماعی مسئلہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر اُٹھا لئے گئے اور قربِ قیامت میں پھر نازل ہوں گے نصوص قرآنیہ اور احادیث متواترہ اور اجماعِ اُمّت کے قطعی دلائل اس کے ایسے شاہد ہیں

---

[۱] کیونکہ مرزاجی خود اپنے اقرار سے ہر بدسے بدتر ثابت ہو چکے ہیں۔

کہ کسی مسلمان کو اس سے آنکھ چرانے کی مجال نہیں اور کسی تاویل و تحریف کی گنجائش نہیں۔

دوسرے یہ کہ مرزائیوں کی نظر فریب چالاکی نے عوام پر یہ ظاہر کیا ہے کہ وفات مسیح علیہ السلام کا مسئلہ مرزائیت کا سنگِ بنیاد ہے اور اسی مسئلہ کے فیصلہ پر اس کی شکست اور فتح کا دار و مدار ہے۔ اگر حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات ثابت ہو گئی تو گویا مرزا جی کی مسیحیت مسلّم ہو گئی اس لئے بھی علماء اسلام کو اس کی طرف توجہ کرنے کی ضرورت ہوئی کہ عوام اس مغالطہ میں نہ پھنس جائیں۔

نیز ایک یہ بات بھی اس کی طرف داعی ہوئی کہ مرزائی مبلغین نے عوام کے خیالات میں اس مسئلہ کے متعلق بہت سے اوہام پیدا کر دیئے تھے۔ ان کا ازالہ سب سے زیادہ ضروری تھا۔

اس لئے علماء اسلام اس طرف متوجہ ہوئے تو بفضلہٖ تعالےٰ مختلف زبانوں اور مختلف پیرایوں اور مختلف طرز استدلال میں بہت سے چھوٹے بڑے رسالے اس بحث پر لکھے گئے جن میں قرآن و حدیث کی ادلۂ قطعیہ پیش کرنے کے ساتھ ہی مرزائی اوہام کی بھی قلعی کھول دی گئی۔

دار العلوم دیوبند جو ہندوستان میں مسلمانوں کا صحیح معنی میں مذہبی مرکز ہے اس نے جس وقت اس کی طرف توجہ کی تو دو سال کے عرصہ میں بہت سے رسائل اس موضوع پر تصنیف ہو کر مفیدِ خواص و عوام ہوئے خاص اس مسئلہ پر بھی رسائل ذیل تصنیف ہو چکے ہیں اور بعض زیر تالیف ہیں۔

کلمۃ اللہ فی حیات روح اللہ	مصنفہ مولانا محمد ادریس صاحب مدرس دار العلوم دیوبند
الجواب الفصیح فی حیات المسیح	مصنفہ مولانا بدر عالم صاحب میرٹھی مدرس دار العلوم دیوبند
اعلام الخبیر فی حدیث ابن کثیر	مصنفہ حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن صاحب ناظم تعلیم و تبلیغ دار العلوم دیوبند
عقیدۃ الاسلام فی حیاۃ عیسیٰ علیہ السلام	مصنفہ حضرت مولانا سید محمد انور شاہ صاحب کشمیری صدر مدرس دار العلوم دیوبند

ان سب رسائل میں آخرالذکر تصنیف سب سے زیادہ جامع اور لاجواب ثابت ہوئی جس نے اس بحث کا بکلی خاتمہ کر دیا لیکن نزولِ مسیح علیہ السلام کے متعلق جو احادیث متواترہ وارد ہوئی ہیں ان کا استیعاب اس میں بھی نہیں کیا گیا تھا اس لئے حضرت ممدوح نے مکرر اس طرف توجہ فرمائی اور ذخیرہ حدیث کی جتنی کتب اس وقت میسر آسکتی تھیں ان سب کا تتبع کر کے تھوڑے سے عرصہ میں تمام روایات کو ایک مستقل رسالہ کی شکل میں جمع فرما دیا حالانکہ اس کے لئے مسند احمد کی پانچوں عظیم و ضخیم جلدوں کو بھی حرف بحرف مطالعہ کرنا پڑا اور اب بحمد للہ یہ سو سے زائد احادیث کا مجموعہ اس بحث پر جمع ہو گیا۔

اس سے پہلے بھی بعض علماء نے اس موضوع پر رسالے لکھے ہیں لیکن اتنا مواد کسی نے جمع نہیں کیا۔ قاضی شوکانی نے اس بحث پر ایک رسالہ لکھا ہے جس کا نام "التوضیح بما تواتر فی المنتظر والمھدی والمسیح" رکھا ہے اس میں اگرچہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے علاوہ مہدی علیہ السلام اور دجّال کی احادیث کو بھی شامل کر لیا ہے لیکن پھر بھی اس میں تیس سے زیادہ احادیث نہیں الغرض حضرت شاہ صاحب موصوف نے یہ احادیث کا مادّہ جمع فرما کر احقر کے سپرد فرمایا احقر نے حسب الارشاد اس کو عربی زبان میں لکھ کر التصریح بما تواتر فی نزول المسیح کے نام سے شائع کیا۔ لیکن اوّل تو یہ رسالہ عرب ممالک کے پیش نظر عربی میں لکھا گیا تھا پھر اس کی تفصیل بھی طویل تھی۔ اس لئے ابنائے زمانہ کی نزاکتِ طبع اور قلت فرصت کا خیال کر کے احقر نے تمام رسالہ کی رُوح اور خلاصہ اس طرح چند اوراق میں درج کر دیا کہ احادیث مندرجہ رسالہ میں جو جو علامات مسیح موعود کے لئے وارد ہوئی ہیں ان کو قرآن و حدیث کی تصریحات کے ساتھ اردو میں بیان کیا اور پھر مرزا صاحب کے حالات سے اس کا جائزہ لیا کہ ان میں یہ علامات کس حد تک موجود ہیں جس کے نتیجہ میں واضح ہوا کہ ان علامات میں سے ایک بھی انھیں نصیب نہیں اس رسالہ کو "مسیح موعود کی پہچان"

کے نام سے شائع کیا گیا تھا، اب جب کہ اصل کتاب کا ترجمہ ہو گیا ہے اسے اس کا حصۂ اول بنا کر ساتھ شائع کیا جا رہا ہے۔ اس کو دیکھنے کے بعد ایک مسلمان کو کسی طرح گنجائش نہیں رہتی کہ وہ قادیانی مرزا صاحب کے مسیح موعود ہونے کا وہم بھی دل میں لا سکے۔ والتوفیق بید اللہ سبحانہ وعلیہ التکلان۔

العبد الضعیف

محمد شفیع غفرلہٗ



علاماتِ مسیحؑ کا اجمالی نقشہ

اور

مرزا قادیانی کے حالات سے ان کا مقابلہ

مسیح موعود کی علامات اور اوصاف جمیلہ	نمبر سلسلہ	ان علامات اور اوصاف کا بیان قرآن وحدیث سے	جن احادیث میں یہ اوصاف مذکور ہیں ان کا حوالہ مع نمبر حدیث جو ملحقہ رسالہ التصریح میں درج ہے	مرزا کے حالات کا مقابلہ مسیح موعود کے حالات مذکورہ سے	کیفیت
نام مبارک	۱	عیسیٰ علیہ السلام	قرآن مجید و احادیث مشہور بوجہ شہرت نقل حوالہ کی حاجت نہیں	غلام احمد	
آپ کی کنیت	۲	ابن مریم	ذٰلِكَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ قَوْلَ الْحَقِّ	مرزا جی کی کوئی کنیت ہی مشہور نہیں	
آپ کا لقب	۳	مسیح	اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ	〃	〃
	۴	کلمۃ اللہ	اِنَّمَا الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهٗ اَلْقٰهَآ	〃	〃
	۵	روح اللہ	اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ	〃	〃
آپ کی والدہ ماجدہ	۶	مریم	قرآن مجید و احادیث مشہور بوجہ شہرت نقل حوالہ کی حاجت نہیں	چراغ بی بی	
نفی والد	۷	بنص قرآن آپ بغیر والد کے محض قدرت خداوندی سے پیدا ہوئے	〃	غلام مرتضیٰ	
آپ کے نانا	۸	عمران علیہ السلام	مَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرَانَ الَّتِىْٓ الآیہ	مرزا جی کے نانا کو کون جانتا ہے	

آپ کے ماموں	۹	ہارون	یٰاُخْتَ ھٰرُوْنَ (مریم)	ہارون سے مراد اس جگہ ہارون نبی علیہ السلام نہیں کیونکہ وہ تو مریم سے بہت پہلے گذر چکے تھے بلکہ ان کے نام پر حضرت مریم کے بھائی کا نام ہارون رکھا گیا تھا (کذا رواہ مسلم والنسائی والترمذی مرفوعًا)
آپ کی نانی	۱۰	امراۃ عمران (حنہ)	اِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ الآیۃ	
	۱۱	اُن کی یہ نذر کہ اس حمل سے جو بچہ ہوگا وہ بیت المقدس کے لیئے وقف کردوں گی	اِنِّیْ نَذَرْتُ لَکَ مَا فِیْ بَطْنِیْ مُحَرَّرًا (آل عمران)	
	۱۲	پھر حمل سے لڑکی کا پیدا ہونا	فَلَمَّا وَضَعَتْھَا الآیۃ 〃	
	۱۳	پھر ان کا عذر کرنا کہ یہ عورت ہونے کی وجہ سے وقف کے قابل نہیں	اِنِّیْ وَضَعْتُھَآ اُنْثٰی 〃	
	۱۴	اس لڑکی کا نام مریم رکھنا	اِنِّیْ سَمَّیْتُھَا مَرْیَمَ 〃	
والدہ مسیح موعود علیہ السلام حضرت مریم کے بعض حالات	۱۵	مس شیطان سے محفوظ رہنا	اِنِّیْٓ اُعِیْذُھَا بِکَ 〃	چراغ بی بی صاحبہ کو یہ کہاں نصیب ہوتا کیونکہ حدیث نبوی نے اس کو صرف عیسیٰ کا خاصہ قرار دیا ہے (بخاری و مسلم)
	۱۶	ان کا نشوونما غیر عادی طور پر ایک دن میں سال بھر کی برابر ہونا	وَاَنْبَتَھَا نَبَاتًا حَسَنًا الآیۃ	چراغ بی بی صاحبہ کی حالت شاہد ہے کہ عام بچوں کی طرح ہوئی حضرت مریم کے ساتھ جو معاملات خرق عادت کے پیش آئے مفسرین نے لکھا ہے کہ وہ دراصل ارہاص تھا یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کی بنیاد تھی۔
	۱۷	مجاورین بیت المقدس کا مریم کی تربیت میں جھگڑنا اور حضرت زکریا کا کفیل ہونا	اِذْ یَخْتَصِمُوْنَ الآیۃ	چراغ بی بی کو یہ عزت کہاں نصیب 〃
	۱۸	ان کو محراب میں ٹھہرانا اور	کُلَّمَا دَخَلَ عَلَیْھَا زَکَرِیَّا الْمِحْرَابَ	چراغ بی بی کے رزق کا 〃

	۱۹	اُن کے پاس غیبی رزق آنا	وَجَدَ عِندَهَا رِزْقًا الآیہ	حال سب کو معلوم ہے
	۲۰	ذکریا کا سوال اور مریم کا جواب کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے۔	قَالَتْ هُوَ مِنْ عِندِ اللّٰهِ	″ ″
	۲۱	فرشتوں کا اُن سے کلام کرنا	اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ	″ ″
	۲۲	اُن کا اللہ کے نزدیک مقبول ہونا	اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰكِ (آل عمران)	″ ″
	۲۳	اُن کا حیض سے پاک ہونا	وَطَهَّرَكِ ″	مرزا جی کی والدہ کو یہ بات نصیب نہ تھی
	۲۴	تمام دنیا کی موجودہ عورتوں سے افضل ہونا	وَاصْطَفٰكِ عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ	″ ″
حضرت مسیح علیہ السلام کے ابتدائی حالات استقرار حمل وغیرہ	۲۵	مریم کا ایک گوشہ میں جانا	اِذِ انْتَبَذَتْ (مریم)	″ ″
	۲۶	اس گوشہ کا شرقی جانب میں ہونا	مَكَانًا شَرْقِيًّا	″ ″
	۲۷	اُن کا پردہ ڈالنا	فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ حِجَابًا	″ ″
	۲۸	اُن کے پاس بشکل انسان فرشتہ کا آنا	فَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا	″ ″
	۲۹	مریم کا پناہ مانگنا	اِنِّيْٓ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ	″ ″
	۳۰	فرشتہ کا منجانب اللہ ولادت حضرت عیسیٰ کی خبر دینا	لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا	″ ″
	۳۱	مریم کا اس خبر پر تعجب کرنا کہ بغیر صحبت مرد کے کیسے بچہ ہوگا	اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ	″ ″
	۳۲	فرشتہ کا منجانب اللہ یہ پیغام دینا کہ اللہ تعالیٰ پر یہ سب آسان ہے	قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ (مریم)	مرزا جی کی والدہ کو یہ بات ہرگز نصیب نہیں ہوئی۔
	۳۳	بحکم خداوندی بغیر صحبت مرد کے ان کا حاملہ ہونا۔	فَحَمَلَتْهُ ″	″ ″

	۳۴	دروزہ کے وقت ایک کھجور کے درخت کے نیچے جانا	فَاَجَاءَهَا الْمَخَاضُ (مریم)	" "
آپکی ولادت کس جگہ اور	۳۵	مسکونہ مکان سے دور ایک باغ کے گوشہ میں	فَانْتَبَذَتْ بِهٖ مَكَانًا قَصِيًّا (مریم)	" "
کس طرح ہوئی	۳۶	ایک کھجور کے درخت کے تنہ پر ٹیک لگائے ہوئے	اِلٰى جِذْعِ النَّخْلَةِ	مرزا جی کی والدہ کو یہ بات ہرگز نصیب نہیں ہوئی
ولادت کے بعد کی حالت	۳۷	مریم کا بوجہ حیا کے پریشان ہونا اور لوگوں کی تہمت سے ڈرنا	قَالَتْ يٰلَيْتَنِىْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا (مریم)	" "
	۳۸	درخت کے نیچے سے فرشتہ کا آواز دینا کہ گھبراؤ نہیں اللہ نے تمہارے نیچے ایک نہر پیدا کر دی ہے۔	اَلَّا تَحْزَنِىْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا	" "
	۳۹	ولادت کے بعد حضرت مریم کی غذا تازہ کھجوریں	تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا	" "
	۴۰	حضرت مریم کا آپ کو گود میں اٹھا کر گھر لانا۔	فَاَتَتْ بِهٖ قَوْمَهَا تَحْمِلُهٗ	" "
حضرت مریم	۴۱	ان کی قوم کا تہمت رکھنا اور بدنام کرنا	يٰمَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْئًا فَرِيًّا	" "
سے دفع تہمت کیلئے تائید غیبی	۴۲	حضرت عیسی علیہ السلام کا کلام کرنا اور فرمانا کہ میں نبی ہوں	اِنِّىْ عَبْدُ اللّٰهِ اٰتٰنِىَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِىْ نَبِيًّا	مرزا جی کو ولادت کے قریب بچپن میں بولنا کہاں نصیب ہوا
مسیح موعود کا حلیہ	۴۳	وجیہہ ہونا	وَجِيْهًا فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ	یہاں تک سب علامات قرآن سے بیان کی گئی ہیں۔

	۴۴	قدوقامت درمیانہ	حدیث مندرجہ رسالہ التصریح ۱ بروایت ابوداؤد وابن ابی شیبہ واحمد وابن حبان وصححہ ابن حجر فی الفتح	مرزاجی کا حلیہ اس کے خلاف تھا
	۴۵	رنگ سفید سُرخی مائل	ایضاً	" "
	۴۶	بالوں کی لمبائی دونوں شانوں تک ہوگی	حدیث ۱ کے حاشیہ پر حدیث بخاری	" "
	۴۷	بالوں کا رنگ بہت سیاہ چمکدار جیسے نہانے کے بعد ہوتے ہیں	حدیث ۱ ابوداؤد و احمد وغیرہما	" "
	۴۸	بال سیدھے ہوں گے پیچدار نہ ہوں گے	حدیث ۵ مسند احمد	" "
صحابہ میں آپکے مشابہ	۴۹	عروہ بن مسعود	حدیث ۶ مسلم، احمد، حاکم	" "
آپ کی خوراک	۵۰	لوبیا اور جو چیزیں آگ پر نہ پکیں	حدیث ۲ رواہ الدیلمی	مرزاجی تو خوب بھونے ہوئے مرغ اور انڈے اڑاتے تھے
مسیح موعود کے خصائص	۵۱	مردوں کو بحکم خداوندی زندہ کرنا	وَاُحْیِ الْمَوْتٰی	مرزاجی تو زندوں کو مارنے کی فکر میں تھے چنانچہ بہت سے لوگوں کے لئے مرنے کی دعائیں اور پیشگوئیاں کیں مگر پوری نہ ہوئیں
	۵۲	برص کے بیمار کو شفا دینا	اُبْرِئُ الْاَکْمَہَ وَالْاَبْرَصَ (آل عمران)	مرزاجی سے تو ایک ابرص بھی اچھا نہ ہوا

	۵۳	مادر زاد اندھے کو بحکم الٰہی شفا دینا	اُبْرِئُ الْاَکْمَہَ وَ الْاَبْرَصَ	مرزا جی سے تو ایک اندھا بھی اچھا نہ ہوا
	۵۴	مٹی کی چڑیوں میں بحکم الٰہی جان ڈالنا	فَاَنْفُخُ فِیْهِ فَیَکُوْنُ طَیْرًا بِاِذْنِ اللّٰهِ	مرزا جی کو یہ شرف کہاں نصیب
	۵۵	آدمیوں کے کھائے ہوئے کھانے کو بتا دینا کہ کیا کھایا تھا	وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِیْ بُیُوْتِكُمْ (آل عمران)	〃 〃
	۵۶	جو چیزیں لوگوں کے گھروں میں چھپی ہوئی رکھی ہیں اُن کو بن دیکھے تبلا دینا	〃 〃	〃 〃
	۵۷	کفار بنی اسرائیل کا حضرت عیسٰی کے قتل کا ارادہ کرنا اور حفاظت الٰہی	وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَیْرُ الْمٰكِرِیْنَ	〃 〃
	۵۸	کفار کے نرغہ کے وقت آپکو آسمان پر زندہ اٹھانا	اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ وَ رَافِعُكَ اِلَیَّ	مرزا جی کی ناگفتہ بہ موت کا حال سب کو معلوم ہے
آخر زمانہ میں آپکا دوبارہ نزول	۵۹	قرب قیامت میں پھر آسمان سے اُترنا	حدیث ملا سے ۵۵ تک تقریباً تمام احادیث میں صراحت ہے	مرزا جی کو یہ عزت کہاں نصیب
نزول کے وقت آپکا لباس اور حلیہ	۶۰	دو کپڑے زرد رنگ کے پہنے ہوں گے	حدیث ۵ و ۱۰ مسلم و ابوداؤد وغیرہ	〃 〃
	۶۱	آپکے سر پر ایک لمبی ٹوپی ہو گی	حدیث ۴۹ ابن عساکر	〃 〃
	۶۲	آپ ایک زرہ پہنیں گے	حدیث ۶۹ درمنثور	شاید عمر بھر زرہ پہننے کی نوبت نہ آئی ہو

بوقت نزول آپ کے بعض حالات	۶۳	دونوں ہاتھ دو فرشتوں کے کندھوں پر رکھے ہوئے اتریں گے	حدیث ۵ مسلم، ابو داؤد، ترمذی احمد	مرزا جی کو اس عزت سے کیا واسطہ۔
	۶۴	آپ کے ہاتھ میں ایک حربہ ہوگا جس سے دجال کو قتل کریں گے	حدیث ۱۴ ابن عساکر	" "
	۶۵	اس وقت جس کسی کافر پر آپ کے سانس کی ہوا پہنچ جائے گی مرجائے گا	حدیث ۵ صحیح مسلم	مرزا جی کے سانس سے تو ایک کافر بھی نہ مرا
	۶۶	سانس کی ہوا اتنی دور تک پہنچے گی جہاں تک آپ کی نظر جائے گی	" "	مرزا جی کا حال بداہۃً اس کے خلاف تھا۔
مقام نزول اور وقت نزول کی مکمل تعیین توضیح	۶۷	آپ کا نزول دمشق میں ہوگا	حدیث ۵ مذکورہ	مرزا جی نے عمر بھر دمشق نہیں دیکھا
	۶۸	دمشق میں بھی سفید منارے کے پاس	" "	" "
	۶۹	دمشق کے بھی شرقی حصہ میں	" "	" "
کس وقت نازل ہوں گے	۷۰	نماز صبح کے وقت	حدیث ۱۶ احمد، حاکم ابن ابی شیبہ	" "
بوقت نزول حاضرین کا مجمع اور اُن کی کیفیت	۷۱	مسلمانوں کی ایک جماعت جو دجال سے لڑنے کے لئے جمع ہوئے ہوں گے	حدیث ۷ مسلم	مرزا جی کو ان چیزوں سے کیا واسطہ نہ یہاں کوئی مہدی نہ وہ دجال جس کا مقابلہ حضرت مسیح کریں گے نہ اس سے لڑنے کا اس وقت کوئی سوال
	۷۲	ان کی تعداد آٹھ سو مرد اور چار سو عورتیں ہوگی	حدیث ۶۹ دیلمی	مرزا جی کو ان چیزوں سے کیا واسطہ
	۷۳	بوقت نزول عیسیٰ علیہ السلام یہ لوگ نماز کے لئے صفیں درست کرتے ہوں گے	حدیث ۷ مسلم	" "

	۷۴	اس وقت اس جماعت کے امام حضرت مہدی ہوں گے	حدیث ۲، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۱۰ تا ۱۱۲ و ۱۱۵	〃 〃
	۷۵	حضرت مہدی عیسیٰ علیہ السلام کو امامت کے لئے بلائیں گے اور وہ انکار کریں گے	حدیث ۳ مسلم و احمد ۱۳ ابوداؤد و ابن ماجہ	مرزاجی کے حالات قطعاً اس کے خلاف تھے
	۷۶	جب مہدی پیچھے ہٹنے لگیں گے تو عیسیٰ علیہ السلام ان کی پشت پر ہاتھ رکھ کر انھیں کو امام بنائیں گے	حدیث ۱۳ ابوداؤد ابن ماجہ، ابن حبان ابن خزیمہ	〃 〃
	۷۷	پھر حضرت مہدی نماز پڑھائیں گے	حدیث ۱۴ ابونعیم، و ۱۳	〃 〃
بعد نزول کتنے دنوں دنیا میں رہینگے	۷۸	چالیس سال تک دنیا میں قیام فرمائیں گے	حدیث ۱۰ ابوداؤد ابن ابی شیبہ، احمد، ابن حبان، ابن جریر	مرزاجی کی عمر بھی چالیس سال سے بہت زائد ہوئی
	۷۹	آپ بعد نزول نکاح کریں گے	حدیث ۳۶ فتح الباری و ۵۵ کنز العمال	〃 〃
	۸۰	حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم میں نکاح ہوگا	حدیث ۱۰ الکتاب الخلط للمقریزی	مرزاجی کا نکاح اپنی قوم میں ہوا
	۸۱	بعد نزول آپ کی اولاد ہوگی	حدیث ۵۵ مذکور	
نزول کے بعد مسیح موعود کے کارنامے	۸۲	صلیب توڑیں گے یعنی صلیب پرستی کو اٹھادیں گے	حدیث ۱ بخاری و مسلم	مرزاجی کے زمانہ میں صلیب پرستی اور نصرانیت کی انتہائی ترقی ہوگئی

۸۳	خنزیر کو قتل کریں گے یعنی نصرانیت کو مٹائیں گے	حدیث ۱ بخاری و مسلم	مرزاجی کے زمانہ میں صلیب پرستی اور نصرانیت کی انتہائی ترقی ہوگئی
۸۴	آپ نماز سے فارغ ہوکر دروازۂ مسجد کھلوائیں گے اور اس کے پیچھے دجال ہوگا	حدیث ۱۳	
۸۵	دجال اور اس کے اعوان یہودیوں کے ساتھ جہاد کرینگے	"	مرزاجی نے جہاد خواب میں بھی نہ دیکھا
۸۶	دجال کو قتل فرمادیں گے	"	مرزاجی کے نزدیک دجال انگریز ہیں اور ان میں سے ایک کو بھی قتل نہیں کیا
۸۷	قتل ارض فلسطین میں باب لُد کے پاس واقع ہوگا	"	مرزاجی نے باب لُد کی صورت بھی نہیں دیکھی
۸۸	اس کے بعد تمام دنیا مسلمان ہوجائے گی	"	مرزاجی کے آتے ہی (ان کے قول کے مطابق) ساری دنیا کافر ہوگئی
۸۹	جو یہودی باقی ہوں گے چن چن کر قتل کردیئے جائیں گے	"	مرزاجی کے زمانہ میں ایک یہودی بھی قتل نہ ہوا
۹۰	کسی یہودی کو کوئی چیز پناہ نہ دے سکے گی	"	مرزاجی کے زمانہ میں یہودی آرام سے بسر کرتے رہے
۹۱	یہاں تک کہ درخت اور پتھر بول اٹھیں گے کہ ہمارے پیچھے یہودی چھپا ہوا ہے	"	
۹۲	اسوقت اسلام کے سوا تمام مذاہب مٹ جائیں گے	حدیث ۱۴ ابوداؤد و احمد ابن ابی شیبہ ابن حبان ابن جریر	مرزاجی کی برکت سے اسلام مٹنے لگا

	۹۳	اور جہاد موقوف ہوجائے گا کیونکہ کوئی کافر ہی نہ رہے گا	حدیث ۱ بخاری و مسلم	مرزاجی کے عہد میں کافر بھی رہے اور جہاد بھی مسلمان کرتے رہے ہاں مرزاجی کو جہاد نصیب نہیں ہوا
	۹۴	اور اس لئے جزیہ اور خراج کا حکم بھی باقی نہ رہے گا	حدیث ۴ مسند احمد و ۱۰ ابوداؤد و ۱۲ ابن ماجہ و ۳۶ مستدرک حاکم وغیرہ و ۱۵ مسند احمد	
	۹۵	مال و زر لوگوں میں اتنا عام کردیں گے کہ کوئی قبول نہ کرے گا	حدیث ۱ بخاری مسلم	مرزاجی کی برکت سے اتنا افلاس و فقر لوگوں میں بڑھا کہ فاقوں مرنے لگے
	۹۶	حضرت عیسیٰ علیہ السلام لوگوں کی امامت کریں گے	حدیث ۴ مسلم، مسند احمد	پہلی نماز کے امام تو مہدی ہونگے جیسا کہ گذر چکا ہے اور بعد میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام امام ہوں گے
	۹۷	حضرت مسیح مقام فج الروحاء میں تشریف لے جائیں گے	〃	مرزاجی نے شاید اس مقام کا نام بھی نہ سنا ہو
	۹۸	حج یا عمرہ یا دونوں کریں گے	〃	مرزاجی دونوں سے محروم مرے
	۹۹	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس پر جائیں گے	حدیث ۲ تفسیر درمنثور بحوالہ حاکم و ابن جریر	مرزاجی اس سے بھی محروم رہے
	۱۰۰	آپ ان کو سلام کا جواب دیں گے	〃	مرزاجی کی ایسی قسمت کہاں تھی
مسیح موعود لوگوں کو کس مذہب پر چلائیں گے	۱۰۱	قرآن و حدیث پر خود بھی عمل کریں گے اور لوگوں کو بھی اس پر چلائیں گے	حدیث ۵۵ الاشاعۃ للشوکانی	مرزاجی تو احادیث کو ردی کی ٹوکری میں ڈالتے تھے۔
مسیح موعود کے زمانہ میں ظاہری اور باطنی برکات	۱۰۲	ہر قسم کی دینی اور دنیوی برکات نازل ہوں گی	حدیث ۵ مسلم، ابوداؤد، ترمذی، مسند احمد	مرزاجی کی برکت سے برکات کے بجائے آفات کی بارش ہوئی

	۱۰۳	سب کے دلوں سے بغض و حسد اور کینہ نکل جائے گا	حدیث ۱ بخاری و مسلم و حدیث ۱۳ ابوداؤد و ابن ماجہ وغیرہ	مرزا جی کے عہد میں بغض و حسد کی وہ کثرت ہوئی کہ الامان
	۱۰۴	ایک انار اتنا بڑا ہوگا کہ ایک جماعت کے لئے کافی ہوگا	حدیث ۵ مذکور	مرزا جی کی برکات ان سب باتوں کے برعکس ہوئی جن کا مشاہدہ آج تک ہر شخص کر رہا ہے
	۱۰۵	ایک دودھ دینے والی اونٹنی لوگوں کی ایک جماعت کے لئے کافی ہوگی	حدیث ۵ مذکور	〃 〃
	۱۰۶	ایک دودھ والی بکری ایک قبیلہ کے لئے کافی ہو جائے گی	〃	مرزا جی کی برکات ان سب باتوں کے برعکس ہوئیں جن کا مشاہدہ آج تک ہر شخص کر رہا ہے
	۱۰۷	ہر ڈنک والے زہریلے جانور کا ڈنک وغیرہ نکال لیا جائیگا	حدیث ۱۳ ابوداؤد ابن ماجہ	〃 〃
	۱۰۸	یہاں تک کہ اگر ایک بچہ سانپ کے منہ میں ہاتھ دیگا تو وہ اس کو نقصان نہ پہنچائے گا	〃	〃 〃
	۱۰۹	ایک لڑکی شیر کے دانت کھول کر دیکھے گی اور وہ اس کو کوئی تکلیف نہ پہنچا سکے گا	〃	〃 〃
	۱۱۰	بھیڑیا بکریوں کے ساتھ ایسا رہے گا جیسا کتا ریوڑ کی حفاظت کے لئے رہتا ہے	〃	〃 〃

	۱۱۱	ساری زمین امن و امان سے اس طرح بھر جائے گی جیسے برتن پانی سے بھر جاتا ہے	حدیث ۱۳ ابوداؤد ابن ماجہ	مرزا جی کی برکت سے ساری دنیا بدامنی سے بھر گئی۔
	۱۱۲	صدقات کا وصول کرنا چھوڑ دیا جائے گا	"	مرزا جی کے یہاں تو نبوت کا معیار و مدار ہی صدقات کی وصولیابی ہے
یہ برکات کتنی مدت تک رہیں گی	۱۱۳	سات سال تک	حدیث ۱۶ مسلم و احمد و حاکم	یہاں تو ایک دن بھی نہ ہوئی
لوگوں کے حالات متفرقہ جو مسیح موعود کے نزول سے کچھ پہلے پیش آئیں گے	۱۱۴	رومی لشکر مقام اعماق یا دابق میں اترے گا	حدیث ۷ مسلم	مرزا جی کے زمانہ میں ایسا نہ ہوا
	۱۱۵	اُن سے جہاد کے لئے مدینہ سے ایک لشکر چلے گا	"	" "
	۱۱۶	یہ لشکر اپنے زمانہ کے بہترین لوگوں کا مجمع ہوگا	"	مرزا صاحب نے ساری عمر یہ حالات خواب میں بھی نہ دیکھے ہوں گے
	۱۱۷	اس جہاد میں لوگوں کے تین ٹکڑے ہو جائیں گے	"	" "
	۱۱۸	ایک تہائی حصہ شکست کھائیگا	"	" "
	۱۱۹	ایک تہائی شہید ہو جائے گا	"	" "
	۱۲۰	ایک تہائی فتح پائیں گے	"	" "
	۱۲۱	قسطنطنیہ فتح کریں گے	"	" "
پہلے خروج دجال کی غلط خبر مشہور ہونا	۱۲۲	جس وقت وہ غنیمت تقسیم کرنے میں مشغول ہوں گے تو خروج دجال کی غلط خبر مشہور ہو جائے گی	"	" "

	۱۲۳	لیکن جب لوگ ملک شام میں واپس آئیں گے تو دجال نکل آئے گا	حدیث ۴ مسلم	〃	〃
اس زمانہ میں عرب کا حال	۱۲۴	عرب اس زمانہ میں بہت کم ہوں گے اور اکثر بیت المقدس میں ہوں گے	حدیث ۱۳ ابوداؤد و ابن ماجہ	〃	〃
لوگوں کے بقیہ حالات	۱۲۵	مسلمان دجال سے بچ کر افیق نامی گھاٹی میں جمع ہو جائیں گے	حدیث ۱۶ احمد حاکم، طبرانی	〃	〃
	۱۲۶	اس وقت مسلمان سخت فقر و فاقہ میں مبتلا ہوں گے یہاں تک کہ بعض لوگ اپنی کمان کا چلہ جلا کر کھا جائیں گے	حدیث ۱۶ مذکور	〃	〃
	۱۲۷	اس وقت اچانک ایک منادی آواز دیگا کہ تمہارا فریادرس آگیا	〃	〃	〃
	۱۲۸	لوگ تعجب سے کہیں گے کہ یہ تو کسی پیٹ بھرے ہوئے کی آواز ہے	〃	〃	〃
	۱۲۹	ایک مسلمانوں کا لشکر ہندوستان پر جہاد کرے گا اور اس کے بادشاہوں کو قید کرے گا	حدیث ۲۶ ابونعیم		مرزا جی جہاد کو مٹانے کے لئے آئے ہیں اُن کو یہ کہاں نصیب
	۱۳۰	یہ لشکر اللہ کے نزدیک مقبول و مغفور ہوگا	〃	〃	〃
	۱۳۱	جس وقت یہ لشکر واپس ہوگا تو عیسیٰ علیہ السلام کو ملک شام میں پائے گا	〃		مرزا جی نے عمر بھر ملک شام دیکھا بھی نہیں۔

مسیح موعود کے زمانہ کے اہم واقعات آپ کے نزول سے پہلے دجّال کا خروج	۱۳۲	شام وعراق کے درمیان دجّال نکلے گا	حدیث ۵ مسلم ابوداؤد، ترمذی احمد	مرزا جی اگرچہ خود ایک دجّال تھے مگر یہ بڑا دجّال ان کے زمانہ میں نہیں نکلا
دجّال کی علامات	۱۳۳	اس کی پیشانی پر کافر اس صورت میں لکھا ہوگا۔ ک۔ ف۔ ر	حدیث ۳۱ مسند احمد مستدرک حاکم	ان حالات کا کوئی شخص مرزا جی کے زمانہ میں نہ دیکھا گیا نہ سنا گیا
	۱۳۴	وہ بائیں آنکھ سے کانا ہوگا	حدیث ۳۵ ابن ابی شیبہ	〃 〃
	۱۳۵	داہنی آنکھ میں سخت ناخنہ ہوگا	〃	〃 〃
	۱۳۶	تمام دنیا میں پھر جائے گا کوئی جگہ باقی نہ رہے گی جہاں وہ نہ پہنچے	حدیث ۳۱ مسند احمدؒ	〃 〃
	۱۳۷	البتہ حرمین مکہ و مدینہ اس کے شر سے محفوظ رہیں گے	حدیث ۳۱ مسند احمدؒ	مرزا جی کے زمانہ میں ان میں سے ایک واقعہ بھی ہرگز رونما نہیں ہوا یہاں تک کہ اس میں کسی مرزائی کا مجاز واستعارہ کا کام نہیں دیسکتا
	۱۳۸	مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ کے ہر راستہ پر فرشتوں کا پہرہ ہوگا جو دجّال کو اندر نہ گھسنے دیں گے	حدیث ۱۳ و ۳۱ حاکم و احمد	〃 〃
	۱۳۹	جب مکہ و مدینہ سے دفع کر دیا جائے گا تو ظریب احمر میں سبخہ (کھاری زمین) کے ختم پر جا کر ٹھیرے گا	حدیث ۱۳ مذکور و حدیث ۶۸ اخرجہ معمر	〃 〃

	۱۴۰	اس وقت مدینہ میں تین زلزلے آئیں گے جو منافقین کو مدینہ سے نکال پھینکیں گے اور تمام منافق مرد عورت دجال کے ساتھ جا ملیں گے	حدیث ۱۳ ابوداؤد وغیرہ و ۶۸ اخرجہ معمر	〃 〃
	۱۴۱	اس کے ساتھ ظاہری طور پر جنت و دوزخ ہوگی مگر حقیقت میں اس کی جنت دوزخ اور دوزخ جنت ہوگی	حدیث ۲۱ مسند احمد	〃 〃
	۱۴۲	اس کے زمانہ میں ایک دن سال بھر کی برابر اور دوسرا مہینہ بھر کی برابر اور تیسرا ہفتہ کی برابر ہوگا اور پھر باقی ایام عادت کے موافق	〃	کیا کوئی مرزائی ثابت کرسکتا ہے کہ مرزاجی کے زمانہ میں یہ واقعات پیش آئے۔
	۱۴۳	وہ ایک گدھے پر سوار ہوگا جس کے دونوں کانوں کا درمیانی فاصلہ چالیس ہاتھ ہوگا	حدیث ۲۱ احمد و حاکم	〃 〃
	۱۴۴	اس کے ساتھ شیاطین ہوں گے جو لوگوں سے کلام کریں گے	〃	〃 〃
دجال کے حالات	۱۴۵	جب وہ بادل کو کہے گا فوراً بارش ہو جائے گی	حدیث ۵ مسلم، ابوداؤد	〃 〃
	۱۴۶	اور جب چاہے گا تو قحط پڑ جائیگا	〃	〃 〃
	۱۴۷	مادر زاد اندھے اور ابرص کو تندرست کردے گا	حدیث ۳۸ طبرانی	〃 〃

	۴۸	زمین کے پوشیدہ خزانوں کو حکم دے گا تو فوراً باہر آکر اس کے پیچھے ہو جائیں گے	حدیث ۵ ابوداؤد مسلم، ترمذی وغیرہ	کیا کوئی مرزائی ثابت کرسکتا ہے کہ مرزاجی کے زمانہ میں ان حالات کا کوئی شخص پیدا ہوا
	۴۹	دجال ایک نوجوان آدمی کو بلائے گا اور تلوار سے اس کے دو ٹکڑے بیچ سے کردے گا اور پھر اس کو بلائے گا تو وہ صحیح سالم ہو کر ہنستا ہوا سامنے آجائے گا	〃	〃 〃
	۵۰	اس کے ساتھ ستر ہزار یہودی ہوں گے جن کے پاس جڑاؤ تلواریں اور ساج ہوں گے	حدیث ۱۳ ابوداؤد ابن ماجہ، ابن حبان ابن خزیمہ	〃 〃
	۵۱	لوگوں کے تین فرقے ہو جائیں گے ایک فرقہ دجال کا اتباع کرے گا ایک فرقہ اپنی کاشتکاری میں لگا رہے گا اور ایک فرقہ دریائے فرات کے کنارے پر اس کے ساتھ جہاد کرے گا	حدیث ۵، ابن ابی شیبہ عبد ابن حمید حاکم، بیہقی، ابن ابی حاتم	〃 〃
	۵۲	مسلمان ملک شام کی بستیوں میں جمع ہو جائیں گے اور دجال کے پاس ایک ابتدائی لشکر بھیجیں گے	حدیث ۵، ابن ابی شیبہ عبد ابن حمید حاکم، بیہقی ابن ابی حاتم	〃 〃

	۱۵۳	اس لشکر میں ایک شخص ایک (سرخ) یا سیہ سفید گھوڑے پر سوار ہوگا اور یہ سارا لشکر شہید ہوجائے گا۔ ان میں سے ایک بھی واپس نہ آئے گا	حدیث ۵، ابن ابی شیبہ عبد ابن حمید حاکم، بیہقی ابن ابی حاتم	کیا کوئی مرزائی ثابت کرسکتا ہے کہ مرزا جی کے زمانہ میں ان حالات کا کوئی شخص پیدا ہوا
دجال کی ہلاکت اور اس کے لشکر کی شکست	۱۵۴	دجال جب حضرت عیسیٰ کو دیکھے گا تو اس طرح پگھلنے لگے گا جیسے نمک پانی میں	حدیث ۱۳ مذکور	〃 〃
	۱۵۵	اس وقت تمام یہودیوں کو شکست ہوگی	〃	〃 〃
یاجوج ماجوج کا نکلنا اور ان کے بعض حالات	۱۵۶	اللہ تعالیٰ یاجوج ماجوج کو نکالے گا جن کا سیلاب تمام عالم کو گھیر لے گا	حدیث ۵ مسلم، ابوداؤد ترمذی، احمد	کیا کوئی قادیانی بتلا سکتا ہے کہ مرزا جی کے زمانہ میں ان حالات میں سے ایک بھی پیش آیا
حضرت عیسیٰ کا مسلمانوں کو لیکر طور پر چلا جانا	۱۵۷	اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام تمام مسلمانوں کو پہاڑ طور پر جمع فرما دیں گے	〃	〃 〃
	۱۵۸	یاجوج ماجوج کا ابتدائی حصہ جب دریائے طبریہ	حدیث ۵ مسلم	〃 〃

		پر گزرے گا تو سب دریا کو پی کر صاف کر دے گا	ترمذی، احمد	کیا کوئی قادیانی تبلا سکتا ہے کہ مرزاجی کے زمانہ میں ان حالات میں سے ایک بھی پیش آیا
	۱۵۹	اس وقت ایک بیل کا سر لوگوں کے لئے سو دینار سے بہتر ہوگا (بوجہ قحط یا دنیا سے قلت رغبت کی وجہ سے)	حدیث ۵ مسلم، ابوداؤد ترمذی، احمد	〃 〃
یاجوج ماجوج کے لئے بددعا فرمانا اور ان کی ہلاکت	۱۶۰	اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام یاجوج ماجوج کے لئے بددعا فرمائیں گے	〃	
	۱۶۱	اللہ تعالیٰ ان کے گلوں میں ایک گلٹی نکال دے گا جس سے سب کے سب دفعۃً مرے ہوئے ہو کر رہ جائیں گے	〃	
حضرت عیسیٰ کا جبل طور سے اترنا	۱۶۲	اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام مسلمانوں کو لے کر جبل طور سے زمین پر اتریں گے	〃	〃 〃
	۱۶۳	مگر تمام زمین یاجوج ماجوج کے مردوں کی بدبو سے بھری ہوئی ہوگی	〃	مرزاجی نے یہ حالات خواب میں بھی نہ دیکھے

	۱۶۴	حضرت عیسیٰ علیہ السلام دعا فرمائیں گے کہ یہ بو دور ہو جائے	حدیث ۵ مسلم ، ابوداؤد ، ترمذی احمد	مرزاجی نے یہ حالات خواب میں بھی نہ دیکھے
	۱۶۵	اللہ تعالیٰ بارش برسائے گا جس سے تمام زمین دُھل جائے گی	〃	〃 〃
	۱۶۶	پھر زمین اپنی اصلی حالت پر ثمرات و برکات سے بھر جائے گی	〃	〃 〃
مسیح موعود کی وفات اور اس سے قبل و بعد کے حالات	۱۶۷	حضرت عیسیٰ علیہ السلام لوگوں کو فرمائیں گے کہ میرے بعد ایک شخص کو خلیفہ بنائیں جس کا نام مُقعد ہے۔	حدیث ۵۵ الاشاعۃ	
	۱۶۸	اس کے بعد آپ کی وفات ہو جائے گی	حدیث ۵۵ و ۱۵ مسند احمد و حافظ	
	۱۶۹	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر میں چوتھی قبر آپ کی ہو گی	حدیث ۵۰ ، اخرجہ ابن عساکر و حدیث ۵۹ الدر المنثور	
	۱۷۰	لوگ حضرت عیسیٰ کی تعمیل ارشاد کے لئے مُقعد کو خلیفہ بنائیں گے	حدیث ۵۵ مذکور	
	۱۷۱	پھر مُقعد کا بھی انتقال ہو جائے گا	〃	

١٧٢	پھر لوگوں کے سینوں سے قرآن اٹھالیا جائے گا	حدیث ۵۵ مذکور	مرزا جی نے یہ حالات خواب میں بھی نہیں دیکھے	
١٧٣	یہ واقعہ مُقعد کی موت سے تیس سال بعد ہوگا	"	"	"
١٧٤	اس کے بعد قیامت کا حال ایسا ہوگا جیسے کسی پُورے نو مہینہ کی حاملہ کو معلوم نہیں کب ولادت ہوجائے	حدیث ۱۴ مسند احمد و مستدرک حاکم و ابن ماجہ وغیرہم	"	"
١٧٥	اس کے بعد قیامت کی بالکل قریبی علامات ظاہر ہونگی	حدیث ۵۵ الاشاعۃ		



حصّۂ دوم

نزولِ مسیحؑ کی احادیث متواترہ

(التصریح بما تواتر فی نزول المسیح کا اردو ترجمہ)

انتخاب احادیث:۔ حضرت مولانا سید محمد انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ

تالیف:۔ مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ وتشریح: مولانا محمد رفیع عثمانی صاحب استاذ حدیث دارالعلوم کراچی ۱۴

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

عرضِ مترجم

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

امابعد اگلے صفحات میں ان احادیث متواترہ اور ارشاداتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اردو ترجمہ ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آخر زمانہ میں نزول اور دوسری علاماتِ قیامت کے متعلق ہیں جن کو والد ماجد حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دامت برکاتہم نے اپنے شیخ امام عصر حجۃ الاسلام حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ کی ہدایت کے مطابق بنام التصریح بما تواتر فی نزول المسیح جمع فرمایا تھا، پہلی مرتبہ یہ کتاب دارالعلوم دیوبند سے شائع ہوئی دوسری مرتبہ علامۂ عصر عبد الفتاح ابوغدہ حلبی شامی (تلمیذ علامہ کوثری مصری) نے تحقیق وتنقیح اور حواشی کے ساتھ اس کو بیروت سے شائع کیا، یہ کتاب عربی زبان میں تھی حضرت والد ماجد نے اس کا اردو ترجمہ لکھنے کے لئے مجھ ناکارہ کو مامور فرمایا تعمیل حکم کے لئے اپنی ناچیز کوشش ان صفحات میں پیش کی جارہی ہے اس سلسلہ میں چند امور کی وضاحت ضروری ہے۔

۱۔ اصل کتاب ایک سو ایک حدیثوں پر مشتمل تھی جن میں سے ابتدائی چالیس احادیث تو ائمہ حدیث کی تصریحات کے مطابق سب کی سب قوی سند سے ثابت بعض صحیح اور بعض حسن ہیں، ان میں کوئی حدیث ضعیف نہیں اور حدیث ۴۱ تا ۱۰۱ جن کتب حدیث سے لی گئی ہیں ان کے مؤلفین نے ان کے صحیح یا حسن وغیرہ ہونے کی تصریح نہیں کی بلکہ سکوت فرمایا ہے اور مؤلف مدظلہم کو بھی ان احادیث کی کما حقہ چھان بین کا موقع نہیں ملا اسی لئے ان احادیث کو مستقل عنوان کے ذریعہ ممتاز کر دیا گیا تھا تاکہ دوسرے علماء کرام ان کی تحقیق فرماسکیں۔

۲۔ جب شیخ عبد الفتاح ابوغدہ دامت برکاتہم نے کتاب کا دوسرا ایڈیشن

حَلَب (شام) سے شائع فرمایا تو دیگر تحقیقات کے ساتھ انھوں نے احادیث مرفوعہ کی حد تک یہ فریضہ بھی نہایت حسن وخوبی سے انجام دیا یعنی احادیث مرفوعہ کی سندوں کے بارے میں محدثین کی ناقدانہ آراء کتاب کے حاشیہ میں جمع فرمادیں اور نہایت کاوش سے یہ نشاندہی کی کہ ان میں تین حدیثیں (یعنی حدیث نمبر ۴۸ و نمبر ۵۰ و نمبر ۴۱) ضعیف اور چار (یعنی حدیث نمبر ۴۲ و نمبر ۴۳ و نمبر ۴۹ و نمبر ۶۰) موضوع ہیں اس کی کچھ تفصیل احقر نے حدیث نمبر ۴۱ سے ذرا پہلے اپنے حاشیہ میں بیان کی ہے اسے ضرور ملاحظہ فرمایا جائے۔

۳۔ شیخ عبدالفتّاح ابوغدّہ دامت برکاتہم کو اپنی تحقیق کے دوران نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں مزید بیس حدیثیں مختلف کتابوں سے دستیاب ہوئیں جو انھوں نے حلبی ایڈیشن میں "تتمہ و استدراک" کے عنوان سے اضافہ فرمادیں مگر احقر نے ان میں سے صرف پندرہ حدیثیں اپنے ترجمہ میں لی ہیں جو بعنوان "تتمہ" آخر کتاب میں آئیں گی باقی پانچ حدیثیں ترجمہ میں نہیں لی گئیں جس کی وجہ وہیں بیان ہوگی۔

اس طرح اب جو مجموعۂ احادیث آپ کے سامنے ہے کل ایک سو سولہ (۱۱۶) احادیث پر مشتمل ہے اس میں جو تین ضعیف اور چار موضوع حدیثیں آئی ہیں ان کی نشاندہی ہر مناسب مقام پر کردی گئی ہے باقی ایک سو نو (۱۰۹) حدیثوں نے جو نزولِ عیسیٰ کے بارے میں قطعی طور پر متواتر ہیں اس اجماعی عقیدے کو ہر قسم کی تحریف وتاویل سے ہمیشہ کے لئے مامون و محفوظ کردیا ہے۔

اس کتاب کا اصل موضوع اگرچہ "نزولِ عیسیٰ" ہے لیکن یہ احادیث دیگر علامات قیامت کی بھی بیشتر تفصیلات پر مشتمل ہیں جن کا مطالعہ انشاء اللہ قلب کو نورِ ایمان اور خوفِ آخرت سے معمور کرے گا۔

اس کتاب کے حصۂ سوم میں احقر نے اُن تمام علاماتِ قیامت کو تفصیل سے ایک خاص انداز میں مرتب کردیا ہے۔

۴۔ حضرت والد ماجد مدظلہم نے طبع اوّل میں طویل احادیث کے صرف ان حصول کو لیا تھا جو موضوع کتاب کے لئے ناگزیر تھے باقی اجزاء بخوفِ طوالت حذف فرما دیئے تھے پھر شیخ عبدالفتاح ابو غدّہ دامت برکاتہم نے طبع دوم میں احادیث کے متروک حصّے بھی شامل فرما دیئے اس طرح کتاب کی افادیت کے ساتھ ضخامت بھی دوچند ہوگئی۔

احقر نے ترجمہ میں بین بین راستہ اختیار کیا ہے کہ طبع اوّل کو تو بعینہٖ لے لیا اور طبع دوم کے اضافات میں سے صرف وہ حصّے لئے ہیں جو موضوع کتاب کے لئے مفید نظر آئے۔

۵۔ ترجمہ صرف احادیث کا کیا گیا ہے اصل کتاب میں حضرت والد ماجد کا بصیرت افروز مقدمہ اور متنِ کتاب میں کہیں محدثانہ اصطلاحات، اور تبصرے بھی آئے ہیں جو علماء کرام ہی کے لئے ہیں اس لئے ان کا ترجمہ نہیں کیا گیا۔

۶۔ طبع دوم کے حاشیہ میں شیخ ابو غدّہ دامت برکاتہم نے احادیث کی تخریج بھی کی ہے اور تمام حوالے بقید صفحات نہایت تفصیل سے دیئے ہیں مگر احقر نے ترجمہ میں صرف وہ حوالے ذکر کئے ہیں جو طبع دوم کے متن میں درج ہیں، ورنہ کتاب کا حجم بہت بڑھ جاتا۔

۷۔ معاملہ چونکہ حدیث کا ہے اس لئے ترجمہ کو الفاظ کا پابند رکھنے کا خاص اہتمام کیا ہے ربط، توضیح یا محاورے کی مطابقت کے لئے ناگزیر اضافے قوسین میں کئے گئے ہیں تاکہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم کی طرف ایسی کوئی بات منسوب نہ ہو جو آپ نے اُس حدیث میں صراحۃً نہیں فرمائی پھر قوسین کے اضافے بھی قرآن وسنت کی روشنی میں نہایت احتیاط سے کئے گئے ہیں جہاں تشریح کے لئے تفصیل ضروری تھی وہ بقدر ضرورت حواشی میں دی گئی ہے۔

الفاظ کی ایسی پابندی کے ساتھ سلیس عام فہم اور بامحاورہ ترجمہ کا کام جتنا مشکل ہو جاتا ہے اس کا اندازہ اہلِ علم ہی کر سکتے ہیں تاہم خامیوں کی اصلاح یا ان سے درگزر کی امید رکھتے ہوئے یہ ناچیز کوشش پیشِ خدمت ہے۔

۷۔ ناچیز نے اپنے حواشی میں شیخ عبد الفتاح ابو غدہ کی گراں بہا تحقیقات سے جگہ جگہ استفادہ کیا ہے ایسے مقامات پر حوالہ کے لئے لفظ "حاشیہ" لکھ دیا ہے اس سے شیخ ابو غدہ کا عربی حاشیہ مراد ہے اور جہاں دوسری کتابوں سے مدد لی ہے ان کا پورا حوالہ وہیں درج کر دیا گیا ہے ۔

اللہ تعالیٰ اس ناچیز کوشش کو شرف قبول بخشے اور ناظرین کے لئے مفید بنائے آمین ۔

بندہ محمد رفیع عثمانی عفا اللہ عنہ
خادم دار الافتاء و مدرس دار العلوم کراچی ۱۴
ربیع الاول سنہ ۱۳۹۲ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

احادیث مرفوعہ

جنھیں محدثین نے صحیح یا حسن قرار دیا ہے

۱۔ سعید بن المسیبؒ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ وہ وقت ضرور آئے گا جب تم میں (اے امتِ محمدیہ) ابن مریم حاکم عادل کی حیثیت سے نازل ہو کر صلیب کو توڑیں گے (یعنی صلیب پرستی ختم کر دیں گے)، خنزیر[۱] کو قتل کریں گے، جنگ کا خاتمہ[۲] کر دیں گے اور مال و دولت کی ایسی فراوانی ہوگی کہ اسے کوئی قبول نہ کرے گا، اور (لوگ ایسے دیندار ہو جائیں گے کہ ان کے نزدیک) ایک سجدہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہو گا۔"

پھر ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر تم (نزولِ عیسیٰ کی دلیل قرآن کریم میں دیکھنا) چاہو تو یہ آیت[۳] پڑھ لو "وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ وَ

---

[۱] تاکہ نصاریٰ کی تردید ہو جائے جو خنزیر حلال سمجھ کر کھاتے ہیں [۲] کیونکہ قتل دجال کے بعد جو کفار مقابلہ پر آئیں گے ختم کر دیئے جائیں گے اور جو باقی بچیں گے مسلمان ہو جائیں گے، دنیا میں صرف دین اسلام اور مسلمان باقی رہ جائیں گے لہٰذا قتال و جہاد کی ضرورت ہی نہ رہے گی جیسا کہ اگلی احادیث میں صراحت آ رہی ہے [۳] کیونکہ آیت سے معلوم ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام کو ابھی موت نہیں آئی بلکہ آئندہ زمانے میں آنے والی ہے، اور ظاہر ہے کہ موت دنیا میں نزول کے بعد ہی آئے گی، اس لئے کہ سورۂ طٰہٰ میں ارشاد ہے "مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى" یعنی ہم نے تم سب انسانوں کو اسی زمین سے (بواسطہ آدمؑ) پیدا کیا، اور اسی میں ہم تم کو (موت کے بعد) لوٹائیں گے، اور حشر کے وقت اسی سے پھر دوبارہ ہم تم کو نکال لیں گے۔

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا" یعنی (اس زمانہ کے) تمام اہلِ کتاب عیسیٰ علیہ السلام کی تصدیق اُن کی موت سے پہلے کر دیں گے (کہ بیشک آپ زندہ ہیں مرے نہ تھے اور آپ نہ خدا ہیں نہ خدا کے بیٹے بلکہ اللہ کے بندے اور رسول ہیں) اور عیسیٰ علیہ السلام قیامت کے دن اُن اہلِ کتاب کے خلاف گواہی دیں گے (جنھوں نے اُن کو خدا کا بیٹا کہا تھا یعنی نصاریٰ، اور جنھوں نے ان کی تکذیب کی تھی یعنی یہود) —— اور مسلم کی روایت میں اتنا اور زیادہ ہے کہ (عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں) لوگوں میں باہمی عداوت اور کینہ و حسد ختم ہو جائے گا۔ (بخاری، مسلم، ابوداؤد، ابن ماجہ و مسند احمد)

۲۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ "تمہارا اس وقت کیا حال ہوگا جب ابن مریم تم میں نازل ہوں گے اور اس وقت تمہارا امام تم (امتِ محمدیہ) ہی میں سے ہوگا۔ (بخاری و مسلم)

۳۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ میری اُمت میں ایک جماعت (قربِ) قیامت تک حق کے لئے سربلندی کے ساتھ برسرِ پیکار رہے گی —— فرمایا —— پس عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نازل ہوں گے تو اس جماعت کا امیر ان سے کہے گا کہ "آئیے نماز پڑھائیے" آپ فرمائیں گے نہیں اللہ نے اس اُمت کو اعزاز بخشا ہے اس لئے تم (ہی) میں سے بعض بعض کے امیر ہیں (مسلم و احمد)

۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ل۱ یہ آیت کی ایک تفسیر ہے جو حضرت ابوہریرہؓ کے علاوہ حضرت ابن عباسؓ سے بھی منقول ہے، اسی تفسیر کی رُو سے حدیث نمبر ۴ و ۶ و ۷ و ۸ میں بھی اس آیت کو نزولِ عیسیٰ کی دلیل قرار دیا گیا، مگر اس آیت کی ایک اور تفسیر بھی منقول ہے جو حدیث ۴۹ و ۵۰ میں آگے آئے گی ل۲ دوسری احادیث مثلاً حدیث نمبر ۱۰۴ و ۱۰۵ و ۱۰۷ و ۱۱۱ تا ۱۱۲ و ۱۱۵ میں صراحت ہے کہ وہ امام مہدی ہوں گے جو عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے وقت نمازِ فجر کی امامت کریں گے، مگر بعد کی نمازوں میں امامت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کیا کریں گے، یہ بات حدیث نمبر ۱۲ سے بھی واضح ہو جائے گی (وقد صرح بہ فی فیض الباری ایضاً ص ۴۴ ج ۴) نیز حدیث ۱۱۵ میں اس کی پوری صراحت ہے۔

نے ارشاد فرمایا کہ "قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے ابن مریم فج الروحا[1] کے مقام پر حج کا یا عمرے کا یا دونوں کا تلبیہ ضرور پڑھیں گے۔

اور مسند احمد کی روایت میں یہ تفصیل بھی ہے کہ "عیسیٰ ابن مریم نازل ہو کر خنزیر کو قتل کریں گے، صلیب کو مٹائیں گے، نماز[2] وں کی امامت کریں گے اور (لوگوں کو) اتنا مال دیں گے کہ لیا نہ جائے گا، خراج[3] لینا بند کر دیں گے اور رَوْحَاء کے مقام پر (بھی) قیام کریں گے اور یہیں سے حج یا عمرہ یا دونوں کام کریں گے ــــــ یہ حدیث سُنا کر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت تلاوت کی "وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا[4]" حضرت حنظلہ (جنھوں نے یہ حدیث حضرت ابو ہریرہؓ سے سن کر روایت کی) کہتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضؓ نے (اس آیت کی تفسیر میں) فرمایا تھا کہ "تمام اہلِ کتاب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے ان کی تصدیق کر دیں گے"۔ اب مجھے نہیں معلوم کہ یہ سب (تفسیر بھی) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمودہ ہے یا ابو ہریرہ رضؓ نے (اپنے اجتہاد سے) کہی ہے۔

یہ حدیث حاکم نے بھی روایت کر کے اسے صحیح قرار دیا ہے اور اس میں مزید تفصیل یہ ہے کہ ابن مریم حاکم عادل اور امام منصف کی حیثیت سے نازل ہوں گے اور حج یا عمرے کو جاتے ہوئے مقام فجّ سے گزریں گے اور میری (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) کی قبر پر بھی ضرور آئیں گے، حتّٰی کہ مجھے سلام کریں گے اور میں ان کو جواب دُوں گا،

---

[1] مدینہ طیبہ اور بدر کے درمیان ایک مقام جو مدینہ طیبہ سے چھ میل پر واقع ہے اسے صرف فج اور صرف "الرَّوْحَاء" بھی کہتے ہیں (حاشیہ) [2] حدیث ۲، ۳ میں گزر چکا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے وقت نماز کی امامت امام مہدی کریں گے لہٰذا اس حدیث کا مطلب یہ ہوگا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بعد کی نمازوں میں امامت کریں گے حدیث ۱۵ میں یہ تفصیل وضاحت سے آئی ہے [3] حدیث ۱۰، ۱۲، ۱۵ میں خراج کی بجائے جزیہ کا ذکر ہے معلوم ہوا کہ خراج بھی بند کر دیا جائے گا، جزیہ بھی اور وجہ یہ ہے کہ یہ دونوں ٹیکس کافروں سے وصول کیے جاتے ہیں، اور اس وقت دنیا میں کوئی کافر نہ ہوگا جس سے یہ وصول کیے جائیں [4] اس آیت کی تفسیر حدیث ۱ کے ضمن میں گزر چکی ہے اور آگے بھی حدیث ۲۲ تا ۲۸ میں بیان ہوگی۔

(یہ حدیث سُنا کر) ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ اے میرے بھتیجو[1]! اگر تم ان کو دیکھو تو اُن سے کہنا کہ ابوہریرہؓ نے آپ کو سلام کہا ہے۔

۵۔ حضرت نوّاس بن سمعان رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک صبح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کا ذکر فرمایا، اور اس کے (فتنہ) کے نشیب و فراز[2] بتائے اس بیان سے (بوجہ خوف کے) ہمیں یوں لگا جیسے دجال قریبی نخلستان میں موجود ہو۔ ہم اس وقت تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے چلے گئے، جب شام کو آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے (خوف کی) اس کیفیت کو بھانپ لیا جو ہم پر طاری تھی، اور پوچھا تمہارا کیا حال ہے؟ ہم نے کہا یا رسول اللہ آپ نے صبح دجال کا ذکر فرمایا اور اس کے فتنہ کے نشیب و فراز بتائے حتیٰ کہ ہمیں ایسا معلوم ہونے لگا کہ جیسے دجال قریبی نخلستان میں موجود ہو، یہ سُن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے (امت محمدیہ کے) بارے میں مجھے دجال سے زیادہ دوسری چیز[3] کا ڈر ہے (کیونکہ) اگر وہ میری زندگی میں نکلا تو تمہاری طرف سے اس کا مقابلہ کرنے والا میں موجود ہوں، (لہٰذا تمھیں فکر کی ضرورت نہیں) اور اگر وُہ

---

[1] عربی محاورے میں چھوٹے کو بطور شفقت کے بھتیجا کہہ دیتے ہیں، اگرچہ اس سے کوئی رشتہ داری نہ ہو ۱۲

[2] یہ "خفّض فیہ ورفّع" کا ترجمہ ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ "دجال کے بارے میں کچھ باتیں ایسی بتائیں جن سے اس کا حقیر و ذلیل ہونا معلوم ہوتا تھا (مثلاً کانا ہونا وغیرہ) اور کچھ باتیں ایسی فرمائیں جن سے اس کے فتنہ کا عظیم ہونا معلوم ہوتا تھا، مثلاً اس کے حکم سے بارش ہونا اور قحط پڑنا وغیرہ" اور خفّض فیہ ورفّع کا ایک مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ دجال کے اس تذکرہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی آواز کبھی نیچی کرتے تھے کبھی اونچی، اس صورت میں اشارہ اس طرف ہوگا کہ یہ بیان دیر تک جاری رہا اور آپ نے اسے بہت اہمیت اور تفصیل سے ارشاد فرمایا، کیونکہ ایسی ہی حالت میں آواز کبھی پست اور کبھی بلند ہوتی ہے

[3] وہ دوسری چیز ایک اور مستند حدیث میں بیان کی گئی ہے جسے امام احمد نے اپنی مسند میں حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری امت کے لئے دجال سے زیادہ خوفناک چیز دوسری ہے اور وہ ہیں گمراہ کن لیڈر اور سربراہ (حاشیہ)

اُس زمانہ میں نکلا جب کہ میں تمہارے درمیان نہ ہوں گا (یعنی میری وفات کے بعد نکلا) تو ہر مردِ (مسلم) اپنا دفاع خود کرے گا، میرے بعد اللہ (تو) ہر مسلمان کا حامی و ناصر ہے ہی۔

(دجال کی علامات اور حالات پھر سُن لو) وہ جوان ہوگا، بال سخت پیچیدہ ہوں گے اس کی آنکھ بے نور[1] ہوگی، میرے خیال میں وہ عبد العزیٰ[2] بن قطن کے مشابہ ہوگا، تم میں سے جو دجال کو پائے وہ اس پر سورۂ کہف کی ابتدائی[3] آیات پڑھ دے ــــ وہ شام و عراق کے درمیان ایک راستہ پر نمودار ہوگا اور دائیں بائیں (ہر طرف) فساد پھیلائے گا ــــ اے اللہ کے بندو! تم اس وقت ثابت قدم رہنا ــــ ہم نے کہا یارسول اللہ وہ دنیا میں کتنے عرصے رہے گا؟ آپ نے فرمایا "چالیس روز، (جن میں سے) ایک دن ایک سال کی برابر، اور ایک دن ایک مہینہ کی برابر اور ایک دن ایک ہفتہ کی برابر ہوگا، اور باقی ایام عام دنوں کے برابر ہوں گے ــــ ہم نے کہا یارسول اللہ جو دن ایک سال کی برابر ہوگا اس میں ہمارے لئے کیا ایک ہی دن کی نماز کافی ہوگی؟ آپ نے فرمایا نہیں (بلکہ) تم ہر وقتِ نماز کے لئے اس کی مقدار کا

---

[1] یہ طافئۃ کا ترجمہ ہے جس میں فاء کے بعد ہمزہ ہے اور بعض مستند روایات میں طافیۃ (فاء کے بعد یا ہے جس کے معنی ہیں "اُبھری ہوئی، باہر کو نکلی ہوئی"، علامہ نوویؒ کی تحقیق یہ ہے کہ دونوں روایتیں اپنی اپنی جگہ ٹھیک ہیں اور حاصل یہ ہے کہ اس کی دونوں آنکھیں عیب دار ہوں گی ایک آنکھ بے نور (طافئۃ) ہوگی اور ایک آنکھ انگور کی طرح باہر کو اُبھری ہوئی (طافیۃ) ہوگی ــــ صحیح مسلم اور دیگر کتب حدیث میں جو متعدد احادیث مختلف الفاظ سے آئی ہیں اُن سے علامہ نوویؒ کی اس تحقیق کی تائید ہوتی ہے۔ نیز آگے حدیث ۳۵ میں بھی صراحت ہے کہ وہ بائیں آنکھ سے کانا ہوگا اور دائیں آنکھ باہر کو اُبھری ہوئی ہوگی اور اتنی صراحت حدیث ۷ میں بھی ہے کہ اس کی بائیں آنکھ ممسوح ہوگی یعنی ایسی بے نور ہوگی جیسے کسی نے ہاتھ پھیر کر اس کا نور بجھا دیا ہو۔ [2] قبیلہ خزاعہ کا ایک شخص جو زمانۂ جاہلیت میں مرگیا تھا (حاشیہ)

[3] مسند احمد کی روایت میں صراحت ہے کہ جو شخص سورہ کہف کی ابتدائی دس آیات محفوظ رکھے گا فتنۂ دجال سے محفوظ رہے گا، ایک دوسری روایت میں یہی مضمون سورۂ کہف کی آخری دس آیات کے بارے میں بھی ارشاد ہوا ہے اسی لئے علامہ طیبی نے فرمایا ہے کہ دونوں روایتوں میں کوئی تعارض نہیں اور مطلب یہ ہے کہ جو شخص سورۂ کہف کی ابتدائی دس یا آخری دس آیتیں یاد رکھے گا فتنۂ دجال سے محفوظ رہے گا (حاشیہ)

اندازہ کر لیا کرنا[1]

ہم نے کہا یا رسول اللہ زمین پر اس کی رفتار کتنی تیز ہوگی؟ فرمایا بارش (کے اس بادل) کی طرح ہوگی جسے پیچھے سے ہوا ہانک رہی ہو — پس وہ ایک قوم کے پاس آئے گا اور انھیں دعوت دے گا (کہ اسے اپنا خدا تسلیم کریں) وہ لوگ اس پر ایمان لے آئیں گے اور اس کی بات مان لیں گے۔ پس وہ بادلوں کو حکم دے گا تو بادل بارش برسائیں گے، زمین کو حکم دے گا تو وہ (نباتات) اُگائے گی چنانچہ ان کے مویشی (اونٹ وغیرہ جو صبح چرنے گئے تھے) شام کو اس حالت میں لوٹیں گے کہ ان کے کوہان خوب اونچے، تھن لبریز اور کوکھیں بھری ہوئی ہوں گی۔ پھر ایک قوم کے پاس آکر ان کو (اپنے باطل دعوے کی طرف) بلائے گا، وہ اُسے ردّ کر دیں گے تو دجّال وہاں سے چلا جائے گا مگر یہ لوگ صبح کو اس حالت میں اُٹھیں گے کہ ان میں قحط پھیل چکا ہوگا، ان کے اموال میں سے ان کے پاس کچھ نہ بچے گا — اور دجّال ایک ویران زمین سے گزرے گا تو اس سے کہے گا "اپنے خزانے اُگل دے" تو زمین کے خزانے (نکل کر) اس کے پیچھے اس طرح چلیں گے جیسے شہد کی مکھیاں اپنے بادشاہ کے پیچھے چلتی ہیں۔

پھر وہ ایک پُرشباب نوجوان کو بلائے گا اور اُسے تلوار مار کر دو ٹکڑے کر دے گا اور دونوں ٹکڑوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہو جائے گا جتنا تیر مارنے والے اور اس کے نشانہ کے درمیان ہوتا ہے۔ پھر وہ اس نوجوان کو آواز دے گا پس نوجوان (زندہ ہو کر) ہنستا ہوا پُررونق چہرے کے ساتھ اس کی طرف بڑھے گا — ابھی یہ اسی (قسم کے) حال میں ہوگا کہ اللہ تعالیٰ مسیح ابن مریم کو بھیج دے گا (جن کی

---

[1] یعنی جب طلوع فجر کے بعد اتنا وقت گذر جائے جتنا عام دنوں میں ظہر تک ہوتا ہے تو ظہر کی نماز پڑھ لو، پھر جب اتنا وقت گزر جائے جتنا عصر و مغرب کے درمیان ہوتا ہے تو مغرب پڑھ لو، اسی طرح عشاء اور فجر پھر ظہر پھر عصر پھر مغرب، اسی طرح اندازہ کر کر کے نمازیں پڑھتے رہو یہاں تک کہ وہ عجیب و غریب دن ختم ہو جائے۔ (حاشیہ بحوالہ نووی)

تفصیل یہ ہے کہ) وہ دمشق کے مشرقی جانب[1] سفید منارے کے پاس نزول فرمائیں گے، اس وقت وہ ہلکے زرد رنگ کے دو کپڑوں میں (ملبوس) ہوں گے اور اپنے دونوں ہاتھ دو فرشتوں کے بازوؤں پر رکھے ہوئے ہوں گے، جب سر جھکائیں گے تو اُس سے (پانی کے) قطرات ٹپکیں گے اور جب سر اٹھائیں گے تو اس سے ایسے قطرے گریں گے جو چاندی کے دانوں کی طرح (چمکدار) اور موتیوں کی طرح (سفید) ہوں گے۔ آپ کے سانس کی ہوا جس کافر کو لگے گی اسی وقت مر جائے گا، اور جہاں تک آپ کی نظر جائے گی وہیں تک آپ کا سانس پہنچے گا۔ پس عیسیٰ علیہ السلام دجّال کو تلاش کریں گے، حتیٰ کہ اُسے لُد[2] کے دروازے پر جالیں گے اور قتل کر ڈالیں گے۔

پھر عیسیٰ علیہ السلام کے پاس وہ لوگ آئیں گے جن کو اللہ نے دجّال (کے دھوکہ و فریب) سے محفوظ رکھا ہوگا، تو آپ ان کے چہروں سے (غبار سفر یا آثار رنج و مصیبت کو) پونچھ دیں گے، اور جنت میں ان کے درجاتِ (عالیہ) کی خوش خبری سنائیں گے ــــــ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسی طرح کے حالات میں ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ ان کے پاس وحی بھیجے گا کہ اب میں نے اپنے ایسے بندوں (یاجوج ماجوج) کو نکالا ہے جن سے لڑنے کی طاقت کسی میں نہیں ہے، لہٰذا آپ میرے خاص بندوں (مؤمنین) کو کوہِ طور پر جمع کر لیجیے (عیسیٰ علیہ السلام ایسا ہی کریں گے)

---

[1] علامہ علی قاری رحمۃ اللہ نے حافظ ابن کثیر رحمہ کے حوالہ سے بیان کیا ہے کہ ایک روایت میں "دمشق کے مشرقی جانب" کی بجائے "بیت المقدس" کا لفظ ہے اور ایک روایت میں "اُردن" اور ایک روایت میں مسلمانوں کی لشکرگاہ کا ذکر ہے کہ وہاں نازل ہوں گے، علامہ علی قاریؒ نے "بیت المقدس" کی روایت کو ترجیح دی ہے جسے ابن ماجہؒ نے روایت کیا ہے، فرماتے ہیں کہ اگر آج کل بیت المقدس میں کوئی سفید منارہ نہ بھی ہو تو اُس وقت تک ضرور بن جائے گا (حاشیہ)

[2] فلسطین کا یہ مقام آج کل اسرائیل (یہودیوں) کے قبضہ میں ہے اس مقام پر یہودیوں کا ایئرپورٹ ہے اور لُد ہی کے نام سے مشہور ہے ۱۲ مترجم

اور اللہ تعالیٰ یاجوج[1] اور ماجوج کو (اتنی بڑی تعداد میں) بھیجے گا کہ وہ ہر بلندی سے (اتریں گے اور تیز رفتاری کے باعث پھسلتے ہوئے (معلوم) ہوں گے ——
جب ان کا پہلا حصہ بحیرۂ طبریہ[2] سے گذرے گا تو اُس کا سارا پانی پی کر ختم کر دے گا۔ اور جب اُن کا آخری حصہ وہاں سے گذرے گا تو کہے گا یہاں کبھی پانی تھا"

اللہ کے نبی عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی (کوہ طور میں) محصور ہو جائیں گے، (اور اشیاء خورد و نوش کی قلت کے باعث) یہ نوبت آجائے گی کہ ایک بیل کے سر کو سو دینار (اشرفیوں) سے بہتر سمجھا جائے گا۔ اب اللہ کے نبی عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی اللہ تعالیٰ سے دعا کریں گے پس اللہ ان کے اوپر (وبا کی صورت میں) ایک کیڑا مسلّط کر دے گا جو ان کی گردنوں میں پیدا ہو گا اُس سے سب کے جسم پھٹ جائیں گے اور سب کے سب دفعتہً ہلاک ہو جائیں گے۔

---

[1] یہ انسانوں ہی کے دو بڑے بڑے وحشی قبیلوں کے نام ہیں، قرآن حکیم میں ان کا ذکر سورۂ کہف اور سورہ انبیاء میں آیا ہے اور احادیث صحیحہ میں ان کی بعض تفصیلات بیان کی گئی ہیں۔ البتہ ان کے موجودہ محلِ وقوع کی صراحت قرآن و حدیث میں نہیں ملتی تاہم علامہ جمال الدین قاسمیؒ نے اپنی تفسیر "محاسن التاویل" میں بعض محققین کے حوالہ سے بیان کیا ہے کہ داغستان کے علاقہ قوقاز یعنی کوہ قاف کے پہاڑوں میں سے کسی پہاڑ کے پیچھے دو قبیلے پائے جاتے تھے ان میں سے ایک کا نام "آقوق" اور دوسرے کا نام "ماقوق" تھا، پھر عرب ان کو "یاجوج" اور "ماجوج" کہنے لگے۔ یہ دونوں قبیلے بہت سی امتوں میں معروف ہیں اور ان کا ذکر اہلِ کتاب کی کتابوں میں بھی آیا ہے، پھر ان دونوں قبیلوں کی نسل ہی سے روس اور ایشیا کی بہت سی قومیں پیدا ہوئیں (حاشیہ) احقر مترجم عرض کرتا ہے کہ جغرافیہ کے مشہور مسلمان عالم شریف ادریسی (متوفی ۵۶۰ھ) نے جو دنیا کا نقشہ تیار کیا تھا اس میں بھی یاجوج ماجوج کا محل وقوع مشرق اقصیٰ کے بالکل آخری کنارے پر شمال کی جانب دکھایا ہے۔ اُن کے اور دنیا کی باقی آبادی کے درمیان طویل پہاڑی سلسلہ حائل ہے، صرف ایک راستہ نقشہ میں دکھایا ہے جہاں پہاڑ نہیں ہیں، اس علاقہ کے مغرب اور جنوب میں جو بستیاں اس نقشہ میں دکھائی گئی ہیں ان کے نام یہ ہیں رغوان، خرقان، اشندران، منع قشان نجعہ، خاقان۔ واللہ اعلم بالصواب۔ رقیع [2] اردن کا ایک مشہور بڑا دریا جو بیت المقدس سے تقریباً پچاس میل کے فاصلہ پر ہے۔ معجم البلدان یاقوت الحموی۔

پھر اللہ کے نبی عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی (جبلِ طور سے) زمین پر اتریں گے تو انھیں زمین پر بالشت بھر جگہ بھی ایسی نہ ملے گی جسے یاجوج و ماجوج (کی لاشوں) کی چکنائی اور تعفن نے بھر نہ دیا ہو۔ اب اللہ کے نبی عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی (پھر) اللہ سے دُعا کریں گے جس کے نتیجہ میں اللہ ایسے (بڑے بڑے) پرندے بھیجے گا جن کی گردنیں بختی[۱] اونٹ کی گردنوں کی طرح ہوں گی یہ پرندے اُن کی لاشوں کو اُٹھا کر جہاں اللہ چاہے گا پھینک دیں گے۔

پھر اللہ ایسی بارش برسائے گا جس سے نہ کوئی مٹی کا گھر بچے گا نہ چمڑے کا کوئی خیمہ (یعنی یہ بارش مکانات والی بستیوں میں بھی ہوگی اور ان جنگلوں میں بھی جہاں خانہ بدوش خیموں میں رہتے ہیں) یہ بارش زمین کو دھو کر آئینہ کی طرح صاف کر دے گی۔

پھر زمین سے اللہ تعالیٰ کا خطاب ہوگا کہ اپنی پیداوار اُگا اور اپنی برکت از سرِ نو ظاہر کر دے، چنانچہ اس زمانہ میں ایک انار (اتنا بڑا ہوگا کہ اُسے) آدمیوں کی ایک جماعت کھا سکے گی اور اُس کے چھلکے کے نیچے لوگ سایہ حاصل کریں گے، اور دُودھ میں اتنی برکت ہوگی کہ دودھ ... والی ایک اونٹنی لوگوں کی بہت بڑی جماعت کے لئے کافی ہوگی، اور دودھ دینے والی گائے پورے قبیلہ کے لئے کافی ہوگی، اور دودھ دینے والی بکری پوری برادری کو کافی ہوگی۔

لوگ اسی حال میں ہوں گے کہ اللہ ایک خوشگوار ہوا بھیج دے گا جو ان کے بغلوں کے زیرین حصہ میں اثر انداز ہو کر ہر مومن اور ہر مسلمان کی روح قبض کر لے (نے کا سبب بنے) گی، اور (دنیا میں صرف) بدترین لوگ باقی رہ جائیں گے جو گدھوں کی طرح (کھلم کھلا) زنا کیا کریں گے، چنانچہ قیامت انھی بدترین انسانوں پر آئے گی۔

(مسلم، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، احمد، حاکم، کنز العمال و ابن عساکر)

۶۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دجّال میری اُمت میں نکلے گا، پس وہ چالیس ...... رہے گا

---

[۱] لمبی گردن والے اونٹوں کی ایک قسم جسے عربی میں بخت کہتے ہیں۔

—— مجھے نہیں معلوم کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس دن (فرمایا) یا چالیس مہینے، یا چالیس[۱] سال —— پس اللہ عیسیٰ ابن مریم کو بھیج دے گا جو عروہ ابن مسعود کے مشابہ ہوں گے۔ اور اُسے (دجال کو) تلاش کر کے ہلاک کر ڈالیں گے۔ پھر لوگ سات سال اس حالت میں گذاریں گے کہ کسی بھی دو کے درمیان عداوت نہ پائی جائے گی (مسلم، احمد، درمنثور بحوالہ مستدرک حاکم وکنز العمال، بحوالہ ابن عساکر)

۷۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت سے پہلے یہ واقعہ ضرور ہو کر رہے گا کہ اہل روم "اعماق[۲] یا دابق" کے مقام پر پہنچ جائیں گے ان کی طرف مدینہ[۳] سے ایک لشکر پیش قدمی کرے گا، جو اس زمانہ کے بہترین لوگوں میں سے ہوگا جب دونوں لشکر آمنے سامنے صف بستہ ہوں گے تو رومی کہیں گے کہ ہمارے جو آدمی قید کیے گئے ہیں (اور اب مسلمان ہو چکے

---

[۱] حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کو یاد نہیں رہا اس لئے اپنی لاعلمی کا اظہار فرمانا ضروری سمجھا ورنہ حدیث ۵ میں حضرت نواس بن سمعان کے بیان میں صراحت آچکی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے "چالیس دن" فرمایا تھا جن میں سے ایک دن ایک سال کی برابر، اور ایک دن ایک مہینے کی برابر اور ایک دن ایک ہفتہ کی برابر ہوگا اور باقی ایام عام دنوں کی طرح ہوں گے۔

[۲] ایک جلیل القدر صحابی [۳] راوی حدیث کو شک ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لفظ اعماق فرمایا تھا یا دابق اور اعماق اگرچہ جمع کا صیغہ ہے لیکن مراد اس سے "عمق" ہے اور "عمق" ایک مقام کا نام ہے جو "دابق" کے قریب اور حلب و انطاکیہ کے درمیان واقع ہے اور "دابق" ایک بستی کا نام ہے جو حلب کے قریب عزاز کے علاقہ میں بیان کی گئی ہے دابق اور حلب کے درمیان چار فرسخ کا فاصلہ ہے (حاشیہ بحوالہ معجم البلدان للحموی) [۴] حدیث میں لفظ "المدینہ" ہے جس سے مدینہ منورہ بھی مراد ہو سکتا ہے لیکن عربی میں چونکہ "مدینہ" کا لفظ ہر شہر کے لئے استعمال ہوتا ہے اس لئے ہو سکتا ہے یہاں اس سے شام کا مشہور شہر "حلب" ہی مراد ہو کیونکہ اعماق اور دابق کے قریب یہی بڑا شہر ہے اور بعض حضرات کا خیال ہے کہ بیت المقدس مراد ہے (حاشیہ) واللہ اعلم

ہیں) اُنھیں اور ہمیں تنہا چھوڑ دو ہم اُن سے جنگ کریں گے مسلمان کہیں گے کہ نہیں واللہ ہم ہرگز اپنے بھائیوں کو تمھارے حوالہ نہیں کریں گے" اس پر وہ ان سے جنگ کریں گے۔ اب ایک تہائی مسلمان تو بھاگ کھڑے ہوں گے جن کی توبہ اللہ کبھی قبول نہ کرے گا (یعنی ان کو توبہ کی توفیق ہی نہ ہوگی) اور ایک تہائی مسلمان قتل ہو جائیں گے جو اللہ کے نزدیک افضل الشہداء (بہترین شہید) ہوں گے، اور باقی ایک تہائی مسلمان فتح حاصل کرلیں گے (جس کے نتیجہ میں) یہ آئندہ ہر قسم کے فتنے سے محفوظ و مامون ہو جائیں گے ـــــ اس کے بعد جلد ہی یہ لوگ قسطنطنیہ[1] فتح کرلیں گے، ـــــ اور اپنی تلواریں زیتون کے درخت پر لٹکا کر ابھی یہ لوگ مال غنیمت تقسیم ہی کر رہے ہوں گے کہ شیطان ان میں چیخ کر یہ آواز لگائے گا کہ مسیح[2] (دجال) تمھارے پیچھے تمھارے گھر والوں (بستیوں) میں گھس گیا ہے۔

یہ سنتے ہی یہ لشکر (دجال کے مقابلہ کے لئے قسطنطنیہ) سے روانہ ہو جائے گا۔ اور یہ خبر (اگرچہ) غلط ہوگی لیکن جب یہ لوگ شام پہنچیں گے تو دجال واقعی نکل آئے گا ابھی مسلمان جنگ کی تیاری اور صفیں درست کرنے ہی میں مشغول ہوں گے کہ نماز (فجر) کی اقامت ہو جائے گی اور فوراً ہی بعد عیسیٰ ابن مریم نازل ہو جائیں گے اور (مسلمانوں[3]

---

[1] ترکی کا مشہور شہر جسے آج کل استنبول کہا جاتا ہے (حاشیہ بحوالہ معجم البلدان)

[2] دجال کو بھی مسیح کہا جاتا ہے، مگر یہ لفظ جب دجال کے لئے استعمال ہو تو اس کے ساتھ لفظ دجال ملا کر "مسیح دجال" کہتے ہیں شاذ و نادر صرف "مسیح" بھی کہہ دیتے ہیں جیسا کہ اس حدیث میں ہے اور دجال کو مسیح کہنے کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ وہ "ممسوح العین" ہوگا یعنی اس کی داہنی آنکھ ایسی بے نور ہوگی جیسے اُسے کسی نے پونچھ کر صاف کردی ہو اور دوسری متعدد وجوہ علماء نے لکھی ہیں جو اسی کتاب (التصریح) کے عربی حاشیہ میں دیکھی جا سکتی ہیں

[3] حدیث کے لفظ "فَأَمَّهُم" کا اصل ترجمہ تو یہ ہے کہ "پس آپ ان کی امامت فرمائیں گے" اب اس کے دو مطلب ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ "اب آپ مسلمانوں کی قیادت اور امارت کے فرائض انجام دیں گے" اس میں تو کوئی اشکال ہی نہیں دوسرا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ "اب آپ نماز میں ان کی امامت کریں گے" اس پر اشکال ہوتا ہے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۶ پر

کے امیر کو) ان کی امامت (کا حکم) فرمائیں گے۔ اللہ کا دشمن (دجال) عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھتے ہی اس طرح گھلنے لگے گا جیسے پانی میں نمک گھلتا ہے۔ چنانچہ اگر وہ اُسے چھوڑ بھی دیتے تب بھی وُہ گھُل گھُل کر ہلاک ہوجاتا لیکن اللہ تعالیٰ اسے انہی کے ہاتھ سے قتل کریں گے، اور وہ لوگوں کو اس کا خون دکھلائیں گے جو ان کے حربہ میں لگ گیا ہوگا۔

(صحیح مسلم)

۸۔ حضرت ابوحذیفہ بن اسید غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے تو ہم آپس میں مذاکرہ کر رہے تھے، آپ نے پوچھا کیا باتیں کر رہے ہو حاضرین نے کہا قیامت کی باتیں کر رہے ہیں، آپ نے فرمایا جب تک تم دس علامات نہ دیکھ لو قیامت نہیں آئے گی پس آپ نے یہ (دس علامات) بیان فرمائیں دھُواں[1]

بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۵ حدیث ۲ میں گذر چکا ہے کہ نزول کے وقت نماز کی امامت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہیں بلکہ امام مہدی کریں گے، اس اشکال کے دو جواب ہو سکتے ہیں، ایک وہ جس کی طرف ہم نے متن کے ترجمہ میں قوسین کی عبارت بڑھا کر اشارہ کر دیا ہے کہ امامت فرمانے سے مراد امامت کا حکم دینا ہے کیونکہ عربی و اردو میں بکثرت کہا جاتا ہے کہ بادشاہ نے فلاں شخص کو قتل کر دیا اور مراد یہ ہوتا ہے کہ قتل کا حکم دیا، اور دوسرا جواب یہ ہو سکتا ہے کہ اس پہلی نماز کے بعد آئندہ کی نمازوں کی امامت مراد ہے یعنی آئندہ نمازوں کی امامت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کیا کریں گے، اگرچہ نزول کے وقت نماز کی امامت امام مہدی کریں گے۔ یہ بات حدیث ۲، ۱۲ میں بھی بیان ہو چکی ہے ۱۲ رفیع

حاشیہ صفحہ ھذا [1] حافظ ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایات اور دوسری مستند احادیث سے ثابت کیا ہے کہ یہ دھواں قرب قیامت میں ظاہر ہوگا، اور فرمایا کہ قرآن حکیم میں سورۂ دخان کی اس آیت میں اسی دھوئیں کی خبر دی گئی ہے کہ فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُّبِينٍ يَغْشَى النَّاسَ هَٰذَا عَذَابٌ أَلِيمٌ یعنی آپ کفار کے لئے اس روز کا انتظار کیجئے کہ آسمان سے ایک نظر آنے والا دھواں آجائے جو ان پر چھا جائے گا یہ ایک دردناک عذاب ہوگا، تفسیر ابن جریر میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب یہ دھواں نکلے گا تو مومن کو تو صرف زکام سا محسوس ہوگا لیکن کفار اور منافقین کے کانوں میں گھس جائے گا جس سے ان کے سر ایسے سخت گرم ہو جائیں گے جیسے انھیں آگ پر بھون دیا گیا ہو، دخان کی یہ تفسیر دوسرے متعدد صحابہ کرام سے بھی منقول ہے بعض نے مرفوعاً بیان کی ہے بعض نے موقوفاً (حاشیہ)

دجّال، دابّہ (یعنی دابۃ الارض[1] جو نہایت عجیب وغریب جانور ہوگا)۔ آفتاب کا مغرب سے طلوع[2]، عیسیٰ ابن مریم کا نزول، یاجوج ماجوج[3] اور زمین میں دھنس جانے کے تین

---

[1] قرآن حکیم (سورۂ نمل) میں جو ارشاد ہے وَإِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ أَخْرَجْنَا لَهُمْ دَابَّةً مِّنَ الْأَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ (یعنی جب وعدہ قیامت کا ان لوگوں پر پورا ہونے کو ہوگا یعنی قیامت کا زمانہ قریب آپہنچے گا تو ہم ان کے لئے زمین سے ایک جانور نکالیں گے جو ان سے باتیں کرے گا) اس آیت میں اسی دابۃ الارض کی خبر دی گئی ہے۔ علامہ قرطبی نے روایات کے حوالہ سے بیان کیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے کافی عرصہ کے بعد جب دوبارہ اللہ کی نافرمانی اور کفر دنیا میں پھیلنے لگے گا اور دین اسلام کے اکثر حصے پر عمل ترک کر دیا جائیگا تو اس وقت اللہ تعالیٰ اس جانور کو زمین سے نکالے گا جو مومن کو کافر سے ممتاز کر دے گا تاکہ کفار کفر سے اور فاسق اپنے فسق سے باز آجائیں، پھر یہ جانور غائب ہو جائے گا اور لوگوں کو سنبھلنے کی مہلت دی جائے گی مگر جب وہ اپنی سرکشی پر اڑے رہیں گے تو آفتاب کے مغرب سے طلوع ہونے کا عظیم واقعہ پیش آجائے گا جس کے بعد کسی کافر یا فاسق کی توبہ قبول نہ ہوگی پھر اس کے بعد جلد ہی قیامت آجائے گی اس بیان کا حاصل یہ ہے کہ دابۃ الارض کا واقعہ آفتاب کے مغرب سے طلوع ہونے سے پہلے پیش آئے گا۔ مگر حاکم (صاحب مستدرک) نے راجح اس کو قرار دیا ہے کہ دابۃ الارض اس کے بعد نکلے گا۔ حاصل یہ کہ پہلے یا بعد میں ہونے کے بارے میں علماء کے دو قول ہیں۔ واللہ اعلم (حاشیہ ملخصاً) [2] یہ علامت بھی قرآن حکیم (سورۂ انعام آیت ۱۵۸) میں بیان کی گئی ہے يَوْمَ يَأْتِي بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ لَا يَنفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِن قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيمَانِهَا خَيْرًا (یعنی جس روز آپ کے رب کی ایک بڑی نشانی آپہنچے گی اس روز کسی ایسے شخص کا ایمان کام نہ آئیگا جو پہلے سے ایمان نہ رکھتا ہو، یا ایمان تو پہلے سے رکھتا ہو لیکن اس نے اپنے ایمان میں کوئی نیک عمل نہ کیا ہو بلکہ گناہوں میں مبتلا رہا ہو) چنانچہ صحیح بخاری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد منقول ہے کہ قیامت اس وقت تک نہ آئے گی جب تک یہ واقعہ پیش نہ آجائے کہ آفتاب مغرب سے طلوع ہو پس جب لوگ طلوع ہوتے ہی دیکھیں گے تو سب کے سب ایمان لے آئیں گے (جو قبول نہ ہوگا) اسکے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی مذکورہ بالا آیت تلاوت فرمائی اور فرمایا کہ اس آیت کا یہی مطلب ہے (حاشیہ) [3] قیامت کی اس علامت کو بھی قرآن حکیم نے بیان فرمایا ہے سورۂ انبیاء آیت ۹۶ میں ارشاد ہے "حَتَّىٰ إِذَا فُتِحَتْ يَأْجُوجُ وَمَأْجُوجُ وَهُم مِّن كُلِّ حَدَبٍ يَنسِلُونَ وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ الخ (یعنی حتیٰ کہ جب یاجوج ماجوج کو کھول دیا جائے گا اور وہ ہر بلندی سے تیز رفتاری کے ساتھ اتریں گے اور سچا وعدہ نزدیک آپہنچا ہوگا۔ الخ

(بڑے بڑے واقعات، ایک مشرق میں، ایک مغرب میں اور ایک جزیرہ عرب میں) اور ان سب کے آخر میں ایک آگ یمن سے نکلے گی جو لوگوں کو ان کے محشر[1] کی طرف ہانک کر لے جائے گی۔ (مسلم، ابوداؤد، والترمذی، وابن ماجہ)

۹۔ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مولیٰ (آزاد کردہ غلام) تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ میری امت میں سے دو جماعتیں ایسی ہیں کہ ان کو اللہ تعالیٰ نے جہنم کی آگ سے محفوظ کر دیا ہے، ایک وہ جماعت جو ہندوستان سے جہاد کرے گی[2] اور ایک وہ جماعت جو عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے ساتھ ہوگی۔ (نسائی کتاب الجہاد، ومسند احمد اور کنز العمال بحوالہ "المختارۃ" و مجمع الزوائد بحوالہ اوسط طبرانی یہ حدیث امام نسائی کی شرائط کے مطابق صحیح ہے)۔

۱۰۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے اور ان کے یعنی عیسیٰؑ کے درمیان کوئی نبی نہیں، اور وہ نازل ہوں گے جب تم ان کو دیکھو تو پہچان لینا۔ اُن کا قد و قامت میانہ اور رنگ سُرخ و سفید ہوگا ہلکے زرد رنگ کے دو کپڑوں میں ہوں گے۔ سر کے بال اگرچہ بھیگے نہ ہوں تب

---

[1] محشر جمع کرنے کی جگہ کو کہتے ہیں مسند احمد، نسائی، ابوداؤد، ترمذی اور مستدرک حاکم میں صراحت ہے کہ محشر سے مراد ملک شام ہے کیونکہ اس آگ سے بھاگ کر مومنین ملک شام میں پناہ لیں گے ان روایات کی تفصیل عربی حاشیہ میں ملاحظہ کیجئے جو سب مرفوع اور مستند ہیں۔

[2] ہندوستان پر سب سے پہلا جہاد تو پہلی صدی ہجری میں محمد بن قاسمؒ نے کیا جس میں بعض صحابہ اور اکثر تابعین کی شرکت نقل کی جاتی ہے اور اس کے بعد سے آج تک مختلف زمانوں میں ہندوستان کے کفار کے خلاف جہاد ہوتے رہے ہیں لہٰذا سوال پیدا ہوتا ہے کہ حدیث میں ہندوستان پر جس جہاد کی یہ فضیلت بیان فرمائی گئی ہے اس سے مراد صرف پہلا جہاد ہے یا جتنے جہاد ہو چکے یا آئندہ ہوں گے وہ سب اس میں شامل ہیں؟ الفاظ حدیث میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حدیث کے الفاظ عام ہیں اس کو کسی خاص جہاد کے ساتھ مخصوص و مقید کرنے کی کوئی وجہ نہیں، اسلئے جتنے جہاد کفار ہندوستان کے خلاف مختلف زمانوں میں ہوتے رہے یا آئندہ ہوں گے انشاء اللہ وہ سب اس عظیم الشان بشارت میں شامل ہیں، واللہ اعلم۔ مدیح

بھی (چمک اور صفائی کی وجہ سے) ایسے ہوں گے کہ گویا ان سے پانی ٹپک رہا ہے۔ اسلام کی خاطر کفار سے قتال کریں گے، پس صلیب توڑ ڈالیں گے۔ خنزیر کو قتل کریں گے، اور جزیہ لینا بند کردیں گے! اور اللہ ان کے زمانہ میں اسلام کے سوا تمام ادیان و مذاہب کو ختم کردے گا، اور (انہی کے ہاتھوں) مسیح دجّال کو ہلاک کرے گا، پس عیسیٰ علیہ السلام زمین میں چالیس سال رہ کر وفات پائیں گے، اور مسلمان ان کی نماز جنازہ پڑھیں گے۔

(ابوداؤد، وابن ابی شیبہ، ومسند احمد، وصحیح ابن حبّان، وابن جریر)

۱۱۔ مجمّع بن جاریہ انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ "ابن مریم دجّال کو باب لُدّ پر قتل کریں گے" اس حدیث کو ترمذی نے روایت کرکے صحیح قرار دیا ہے، اور مسند احمد میں یہ حدیث چار سندوں سے آئی ہے۔ ایک سند میں یہ الفاظ ہیں کہ "باب لُدّ کی جانب میں قتل کریں گے"

۱۲۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ جب تک عیسیٰ ابن مریم حاکم عادل کی حیثیت سے نازل نہ ہوں قیامت نہیں آئے گی، پس (وہ نازل ہوکر) صلیب کو توڑ ڈالیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، اور جزیہ لینا بند کردیں گے، اور مال (پانی کی طرح) بہائیں گے، حتیٰ کہ کوئی اسے قبول نہ کرے گا۔

(ابن ماجہ ومسند احمد)

۱۳۔ حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے خطبہ دیا جس کا اکثر حصّہ حدیثِ دجّال پر مشتمل تھا آپ نے ہمیں

لہ صحیح بخاری کی ایک حدیث میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مزید علامات یہ بیان فرمائی گئی ہیں "رَجُلٌ آدم کاَحسن مَا اَنتَ راءٍ من اُدم الرجال سَبِطُ الشعر له لِمّةٌ کاحسن ما انت راءٍ مِنَ اللِمَم تضرب لِمّتُهٗ بین منکبیه یقطُرُ رَاسُهٗ مَاءً دَبعَةٌ اَحمرُ کاَنّمَا خَرَجَ مِنْ دِیمَاس یعنی عیسیٰ علیہ السلام نہایت حسین گندمی رنگ کے ہونگے بال بہت گھنگرالے نہیں ہونگے، بالوں کی لمبائی شانوں تک ہوگی سر سے پانی ٹپکتا ہوگا معتدل جسم و قامت کے ہونگے سرخی مائل رنگ ہوگا جیسے ابھی حمّام سے (غسل کرکے) آئے ہوں (عربی حاشیہ بر حدیث ۵)

اس سے خبردار کیا اسی سلسلہ میں آپ نے فرمایا کہ

"جب سے اللہ نے ذریتِ آدم کو پیدا کیا دنیا میں کوئی فتنہ دجال کے فتنہ سے بڑا نہیں ہوا اور اللہ نے جس نبی کو بھی مبعوث فرمایا اس نے اپنی امت کو دجال سے ڈرایا ہے اور میں آخری نبی ہوں اور تم بہترین امت، (اس لئے) وہ لامحالہ تمہارے ہی اندر نکلے گا، اگر وہ میری موجودگی (زندگی) میں نکلا تو ہر مسلمان کی طرف سے اس کا مقابلہ کرنے والا میں ہوں، اور اگر میرے بعد نکلا تو ہر مسلمان اپنا دفاع خود کرے گا، اور اللہ ہر مسلمان کا محافظ و نگہبان ہوگا، وہ شام و عراق کے درمیان ایک راستہ پر نمودار ہوگا۔ پس وہ دائیں بائیں (ہر طرف) فساد پھیلائے گا، اے اللہ کے بندو! تم اس وقت ثابت قدم رہنا میں تمہارے سامنے اس کی وہ علامات بیان کئے دیتا ہوں، جو مجھ سے پہلے کسی نبی نے بیان نہیں کیں۔ وہ سب سے پہلے تو یہ دعوےٰ کرے گا کہ میں نبی ہوں، حالانکہ میرے بعد کوئی نبی نہیں، پھر وہ یہ دعویٰ کرے گا کہ میں تمہارا رب ہوں (مگر اسے دیکھنے والے کو پہلی ہی نظر میں ایسی تین چیزیں نظر آجائیں گی جن سے اس کے دعوے کی تکذیب کی جاسکتی ہے۔ ایک تو یہ کہ وہ آنکھوں سے نظر آرہا ہوگا) حالانکہ تم اپنے رب کو مرنے سے پہلے نہیں دیکھ سکتے۔ (تو اس کا نظر آنا ہی اس بات کی دلیل ہوگا کہ وہ ربّ نہیں) اور (دوسری یہ کہ) وہ کانا ہوگا، حالانکہ تمہارا رب کانا نہیں، (تیسری یہ کہ) اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان "کافر" لکھا ہوگا جو ہر مومن پڑھ لے گا خواہ وہ لکھنا جانتا ہو یا نہ جانتا ہو۔

اس کے فتنوں میں سے ایک فتنہ یہ ہوگا کہ اس کے ساتھ ایک جنت اور ایک آگ ہوگی مگر حقیقت میں اس کی آگ جنت ہوگی اور جنت آگ[1] ہوگی۔ پس جو شخص اس کی آگ میں مبتلا ہو اس کو چاہیئے کہ اللہ سے فریاد کرے اور سورۂ کہف کی

---

[1] یعنی یا تو دجال کے سحر اور نظر بندی کی وجہ سے وہ لوگوں کو برعکس دکھائی دے گی کہ باہر سے دیکھنے والا آگ کو جنت اور جنت کو آگ سمجھے گا، یا اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے اس کی جنت کو باطنی طور پر آگ بنادیگا اور آگ کو باطنی طور پر جنت بنادے گا (حاشیہ بحوالہ فتح الباری)

ابتدائی آیات[1] پڑھے۔ ایسا کرنے سے وہ آگ اس کے لئے اسی طرح ٹھنڈی اور بے ضرر ہو جائے گی جس طرح ابراہیم (علیہ السلام) پر ہوگئی تھی۔

اس کا ایک فتنہ یہ ہوگا کہ وہ کسی دیہاتی سے کہے گا کہ "اگر تیرے (مردہ) ماں باپ کو میں زندہ کردوں تو کیا تو شہادت دے گا کہ میں تیرا رب ہوں؟ وہ کہے گا ہاں (میں شہادت دوں گا) بس دیہاتی کے سامنے دو شیطان اس کے ماں باپ کی صورت بنا کر آئیں گے اور کہیں گے کہ بیٹا تو اس کی پیروی کر یہ تیرا رب ہے۔

اُس کا ایک فتنہ یہ ہوگا کہ اُسے (اللہ کی طرف سے مؤمنین کی آزمائش کے لئے) ایک (مومن) شخص پر قدرت دی جائے گی پس وہ اس شخص کو قتل کردے گا اور آرے سے چیر کر اس کے دونوں ٹکڑے الگ الگ ڈال دے گا، پھر (لوگوں سے) کہے گا دیکھو میرے اس "بندے" کی طرف میں اسے ابھی زندہ کروں گا اور یہ پھر کہے گا کہ اُس کا رب میرے سوا کوئی اور ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ اس شخص کو زندہ فرمادیں گے اور خبیث (دجّال) اس سے کہے گا "بتا تیرا رب کون ہے؟" وہ کہیگا میرا رب اللہ ہے اور تو اللہ کا دشمن ہے، تو دجّال ہے، خدا کی قسم (تیرے دجال ہونے کا) جتنا یقین مجھے آج ہے اتنا کبھی نہیں تھا۔

اس کا ایک فتنہ یہ ہوگا کہ وہ بادلوں کو بارش کا حکم دے گا تو وہ بارش برسائیں گے، اور زمین کو اُگانے کا حکم دے گا تو وہ اُگائے گی۔

اس کا ایک فتنہ یہ ہوگا کہ اس کا گذر ایک بستی پر ہوگا، بستی کے لوگ اس کی تکذیب کریں گے تو ان کے سارے مویشی ہلاک ہوجائیں گے، اور ایک فتنہ یہ ہوگا کہ وہ ایک بستی سے گذرے گا وہ لوگ اس کی تصدیق کریں گے تو وہ بادلوں کو بارش کا حکم دے گا، بادل بارش برسائیں گے اور زمین کو اُگانے کا حکم دے گا تو وہ اُگائے گی، حتیٰ کہ اُسی روز شام کو جب اُن کے مویشی چرنے کے بعد واپس آئیں گے تو وہ خوب موٹے اور فربہ ہوں گے، ان کی کوکھیں بھری ہوں گی اور تھن دودھ سے لبریز ہوں گے۔

---

[1] ان آیات کی تفصیل حدیث ۵ کے حاشیہ میں گذر چکی ہے ۱۲

مکہ اور مدینہ کے علاوہ زمین کا کوئی علاقہ ایسا باقی نہ رہے گا جو اس کے پاؤں تلے نہ آیا ہو اور جس پر اس کا ظہور نہ ہوا ہو، البتہ جس درّہ سے بھی وہ مکہ یا مدینہ آنا چاہے گا فرشتے ننگی تلواریں لیئے اس کے سامنے آجائیں گے، (اور وہ آگے بڑھنے کی جرأت نہ کر سکے گا) چنانچہ وہ کھاری زمین کے کنارے سرخ ٹیلے کے پاس پڑاؤ ڈال دیگا، اب مدینہ طیبہ میں تین زلزلے آئیں گے جن کے باعث ہر منافق مرد و عورت مدینہ (طیبہ) سے نکل کر دجال سے جا ملے گا (ان زلزلوں کے ذریعہ) مدینہ طیبہ گندگی (منافقوں) کو اپنے سے اسی طرح دور کر دے گا جس طرح لوہار کی دھونکنی (جس سے آگ کو ہوا دی جاتی ہے) لوہے کا زنگ دور کر دیتی ہے (اسی لیئے) اس دن کو "یوم نجات" کہا جائے گا۔

(یہ حالات سن کر) ام شریک بنت ابی العکر (ایک جلیلۃ القدر صحابیہ) نے عرض کی کہ یارسول اللہ عرب اس زمانہ میں کہاں[1] ہوں گے؟ آپ نے فرمایا کہ عرب اس زمانہ میں تھوڑے ہوں گے، اور ان میں سے اکثر بیت المقدس میں ہوں گے، ان کا امام (پیشوا) ایک مرد صالح ہوگا (اور ایک دن یہ واقعہ ہوگا کہ) ان کا امام صبح کی نماز پڑھانے کے لئے آگے بڑھا ہی ہوگا کہ اُن میں عیسیٰ ابن مریم نازل ہو جائیں گے، چنانچہ امام پیچھے ہٹے گا تاکہ نماز پڑھانے کے لئے عیسیٰ (علیہ السلام) کو آگے کرے مگر عیسیٰ علیہ السلام اس کے کاندھوں پر اپنا ہاتھ رکھ کر فرمائیں گے۔ آگے بڑھو اور نماز پڑھاؤ کیونکہ نماز کی اقامت تمہارے ہی لئے ہوئی ہے[2]، لہٰذا (اس وقت) مسلمانوں کو ان کا امام ہی نماز پڑھائے گا۔

جب امام نماز پڑھا کر فارغ ہوگا تو عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے "دروازہ کھولو

---

[1] مقصد سوال کا یہ تھا کہ عرب تو نہایت بہادری اور جانبازی سے اسلام کا دفاع کرنے والے ہیں، ان کے ہوتے ہوئے دجّال کو اتنا فساد پھیلانے کا موقع کیسے مل جائے گا؟ [2] اس سے نماز باجماعت کا ایک ادب یہ معلوم ہوا کہ جب کوئی امامت کا اہل شخص نماز پڑھانے کے لئے آگے بڑھ جائے اور اقامت پڑھی جاچکی اس وقت کوئی اس سے افضل شخص آجائے تو اس افضل کو چاہیئے کہ پہلے امام کے بلانے کے باوجود آگے نہ بڑھے اور پہلے امام ہی کے پیچھے نماز پڑھے۔ ۱۲

دروازہ[1] کھول دیا جائے گا، اس کے پیچھے دجّال ہوگا اور اس کے ساتھ ستّر ہزار یہودی ہوں گے جن میں سے ہر ایک کے پاس زیور سے آراستہ تلوار اور ساج (ایک قیمتی دبیز کپڑے) کا لباس ہوگا، جب دجّال عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھے گا تو اس طرح گھلنے لگے گا جیسے پانی میں نمک گھلتا ہے، اور بھاگ کھڑا ہوگا، عیسیٰ (علیہ السلام) اس سے فرمائیں گے کہ میری ایک ایسی ضرب تیرے لئے مقدر ہوچکی ہے جس سے تو نکل نہیں سکتا، چنانچہ وہ اُسے "لُدّ" کے مشرقی دروازے پر جالیں گے اور قتل کر ڈالیں گے، پس اللہ یہودیوں کو شکست دے گا" اور اللہ کی مخلوق میں سے جس چیز کے پیچھے بھی کوئی یہودی چھپنا چاہے گا خواہ پتھر ہو یا درخت، دیوار ہو یا جانور ہو اللہ اُسے گویائی عطا فرمادے گا، اور وہ پکارے گی کہ "اے مسلمان بندۂ خدا یہ یہودی ہے، آکر اسے قتل کر ڈال ..." اور اسی حدیث میں چند سطروں کے بعد ہے کہ)

اور عیسیٰ علیہ السلام (سرکاری طور پر) زکوٰۃ لینا چھوڑ دیں گے، پس نہ بکری کی زکوٰۃ وصول کی جائے گی نہ اونٹ کی (کیونکہ سب مالدار ہوں گے زکوٰۃ لینے والا کوئی نہ رہیگا) اور بغض و عداوت ختم ہوجائے گی، اور ہر زہریلے جانور کا زہر نکال دیا جائے گا حتّٰی کہ چھوٹا بچّہ اپنا ہاتھ سانپ کے منہ میں دے دے گا تو سانپ گزند نہ پہنچائے گا، اور چھوٹی بچّی شیر کا منہ اپنے ہاتھ سے کھولے گی تو وہ نقصان نہ پہنچائے گا، اور بکریوں کے ریوڑ میں بھیڑیا اس طرح رہے گا جیسے ان کی حفاظت کرنے والا کتا، زمین امن و امان سے بھر جائے گی جیسے برتن پانی سے بھر جاتا ہے اور کلمہ (سب کا) ایک ہوگا، پس اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کی جائے گی[2] الخ

(ابن ماجہ، ابوداؤد، وابن خزیمۃ والحاکم)

---

[1] اللہ ہی جانتا ہے کس چیز کا دروازہ مراد ہے؟ شیخ ابوالفتاح ابوغدہ مدظلہم نے اپنے حاشیہ میں مسجد کا دروازہ مراد لیا ہے ۱۲ [2] آگے اس حدیث میں مزید تفصیلات ہیں مؤلف رحمۃ اللہ علیہ نے بقصدِ اختصار آخری حصّہ ذکر نہیں فرمایا جن حضرات کو شوق ہو وہ اس کتاب کے شامی ایڈیشن میں یہ حصّہ ملاحظہ فرما سکتے ہیں جو ناشر نے اس میں شامل کردیا ہے ۱۲

۱۴۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے شبِ معراج میں ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ (علیہم السلام) سے ملاقات کی تو وہ قیامت کے بارے میں باتیں کرنے لگے۔ پس انھوں نے اس معاملہ میں ابراہیم (علیہ السلام) سے رجوع کیا (کہ وہ وقتِ قیامت کے بارے میں کچھ بتائیں) (حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ "مجھے اس کا کوئی علم نہیں" پھر (حضرت) موسیٰ کی طرف رجوع کیا تو انھوں نے بھی فرمایا کہ "مجھے اس کا کوئی علم نہیں" پھر (حضرت) عیسیٰ کی طرف رجوع کیا تو انھوں نے فرمایا جہاں تک وقتِ قیامت کا معاملہ ہے تو اس کا علم سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کو نہیں، یہ بات تو اتنی ہی ہے، البتہ جو عہد پروردگار عزّ وجلّ نے مجھ سے کیا ہے اس میں یہ ہے کہ دجّال نکلے گا اور میرے پاس دو باریک سی نرم تلواریں ہوں گی پس وہ مجھے دیکھتے ہی رانگ (یا سیسہ) کی طرح پگھلنے لگے گا۔ پس اللہ اس کو ہلاک کریگا یہاں تک کہ پتھر اور درخت بھی کہیں گے کہ اے مردِ مسلم میرے نیچے ایک کافر (چھپا ہوا) ہے، آکر اُسے قتل کر دے، چنانچہ اللہ اُن سب (کافروں) کو ہلاک کر دے گا۔

پھر لوگ اپنے اپنے شہروں اور وطنوں کو واپس ہو جائیں گے تو اُس وقت یاجوج ماجوج نکلیں گے جو (کثرۃ اور تیز رفتاری کے باعث) ہر بلندی سے پھسلتے ہوئے معلوم ہوں گے، وہ شہروں کو روند ڈالیں گے، جس چیز پر اُن کا گذر ہوگا اس کا خاتمہ کر دیں گے، جس پانی (نہر، چشمہ، کنویں یا دریا وغیرہ) سے گذریں گے اُسے پی کر ختم کر دیں گے۔

پھر لوگ میرے پاس آکر اُن کی شکایت کریں گے، میں اللہ سے ان کے بارے میں بد دعا کروں گا۔ پس اللہ تعالیٰ ان کو ہلاک کر دے گا اور مار ڈالے گا حتّٰی کہ زمین ان کی بدبو سے متعفن ہو جائے گی، اب اللہ عزّ وجلّ بارش برسائے گا جو ان کی لاشیں بہا کر سمندر میں ڈال دے گی۔

(راوی فرماتے ہیں کہ آگے اس حدیث کا کچھ حصہ میری سمجھ میں نہیں آیا، ایک دوسرے راوی یزید بن ہارون کہتے ہیں کہ پوری بات یہ تھی کہ) پھر پہاڑ دُھن دیئے جائیں گے اور زمین چمڑے کی طرح پھیلا (کر سیدھی کر) دی جائے گی، (پھر اصل راوی کہتے ہیں کہ) عیسیٰ

علیہ السلام نے فرمایا "پس جن امور کا عہد میرے رب نے مجھ سے کیا ہے اُن میں یہ بھی ہے کہ جب ایسا ہو چکے تو قیامت کا حال پورے دنوں کی اُس گابھن (حاملہ) کی طرح ہو گا جس کے مالک نہیں جانتے کہ وہ دن یا رات میں کب اچانک بچہ دیدیگی (مسند احمد، حاکم، ابن ماجہ، ابن ابی شیبہ، فتح الباری، ابن جریر، ابن المنذر، ابن مردویہ، بیہقی، الدر المنثور)۔

۱۵۔ حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب انبیاء باپ شریک بھائیوں کی طرح ہیں، کہ ان سب کا دین ایک اور مائیں (شریعتیں)[له] جدا جدا ہیں اور میں عیسیٰ ابن مریم کے سب سے زیادہ قریب ہوں کیونکہ میرے اور ان کے درمیان کوئی نبی نہیں ہوا۔۔۔۔ وہ نازل ہوں گے جب تم انھیں دیکھو تو پہچان لینا، (ان کی پہچان یہ ہے) وہ درمیانہ قدو قامت کے ہوں گے، رنگ سُرخ و سفید ہو گا، بال سیدھے اور ایسے (صاف اور چمکدار) ہوں گے کہ وہ اگرچہ بھیگے نہ ہوں تب بھی یوں معلوم ہو گا جیسے ابھی اُن سے پانی ٹپک رہا ہو۔ ہلکے زرد رنگ کے دو کپڑوں میں ہوں گے، پس وہ صلیب کو توڑ ڈالیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے۔ جزیہ موقوف کر دیں گے، تمام ملّتوں کو معطّل کر دیں گے، حتّٰی کہ اللہ تعالیٰ اُن کے زمانہ میں اسلام کے سوا تمام ادیان و مذاہب کا خاتمہ کر دے گا، اور اللہ ان کے زمانہ میں کذّاب مسیح دجال کو ہلاک کرے گا اور زمین میں امن و امان کا دور دورہ ہو گا، حتّٰی کہ اونٹ شیروں کے ساتھ، چیتے گایوں کے ساتھ اور بھیڑیے بکریوں کے ساتھ ایک جگہ چرا کریں گے۔ بچّے اور لڑکے سانپوں سے کھیلیں گے کوئی کسی کو نقصان نہ پہنچائے گا،

پس عیسیٰ علیہ السلام جب تک اللہ چاہے گا دنیا میں رہیں گے، پھر ان کی وفات ہو گی اور مسلمان ان کی نمازِ جنازہ پڑھ کر اُنھیں دفن کریں گے (مسند احمدؒ)

۱۶۔ حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے (جس کی تفصیل)

له دین کو باپ سے اور شریعت کو ماں سے تشبیہ دی گئی ہے، کیونکہ اصل دین یعنی عقائد سب انبیاء کے ایک تھے، البتہ شریعت یعنی فقہی مسائل مختلف امتوں میں مختلف رہے ۱۲ ر ف

ابو نضرہ یوں بیان فرماتے ہیں کہ ہم جمعہ کے روز عثمان بن ابی العاص رضؓ کے پاس اس غرض سے آئے کہ اپنا ایک نسخہ (جو حدیث یا قرآنِ حکیم کا تھا) ان کے نسخہ سے ملا کر دیکھیں (کہ ہمارے نسخہ میں کوئی غلطی تو نہیں) پس جب جمعہ کا وقت ہوا تو انھوں نے ہمیں غسل کرنے کا حکم دیا، غسل کے بعد ہمارے پاس خوشبو لائی گئی وہ لگا کر ہم مسجد چلے گئے اور وہاں ایک شخص کے پاس جا بیٹھے جس نے ہمیں دجال کے بارے میں حدیث سنائی۔

پھر عثمان بن ابی العاصؓ آئے تو ہم اُٹھ کر ان کے پاس جا بیٹھے۔ اب انھوں (عثمان بن ابی العاصؓ) نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ مسلمانوں کے تین شہر ایسے ہوں گے کہ ان میں سے ایک شہر تو دو سمندروں[1] کے ملنے کی جگہ پر واقع ہوگا ایک شہر حیرہ[2] کے مقام پر ہوگا اور ایک شہر[3] شام میں پس تین بار (ایسا واقعہ پیش آئے گا کہ) لوگ گھبرا اُٹھیں گے پھر جلد ہی لوگوں کے برابر میں دجال نکل آئے گا پس وہ مشرق کی طرف کے لوگوں کو شکست دیدے گا، اور سب سے پہلے اس شہر میں وارد ہوگا جو دو سمندروں کے ملنے کی جگہ واقع ہے اور اہلِ شہر کے تین گروہ ہو جائیں گے۔ ایک گروہ یہ کہہ کر وہیں رہ جائے گا کہ دیکھیں دجّال کون ہے اور کیا کرتا ہے، اور ایک گروہ دیہات میں منتقل ہو جائے گا، اور ایک گروہ برابر والے شہر میں منتقل ہو جائے گا، اس وقت دجال کے ساتھ ستر ہزار آدمی ہوں گے جن کے اوپر طیلسان (ایک خاص قسم کی عجمی دبیز چادر) ہوگی، اس کے اکثر پیرو عورتیں اور یہودی ہوں گے، پھر دجال اس شہر کے قریب والے

---

[1] بظاہر بحرِ روم اور بحرِ فارس مراد ہیں (حاشیہ) [2] حیرہ عراق کا وہ علاقہ ہے جس کے قریب ہی صحابہؓ کے دور میں شہر کوفہ آباد ہوا (حاشیہ بحوالہ معجم البلدان)۔

[3] آج کل صرف "سوریہ" کو شام کہا جاتا ہے جس کا دارالحکومت "دمشق" ہے لیکن پہلے ملک شام بہت بڑا تھا، طول میں دریائے فرات (عراق) سے العریش تک (جہاں مصر شروع ہوتا ہے) اور عرض میں جزیرہ نمائے عرب سے بحرِ روم تک پھیلا ہوا تھا، اردن، فلسطین، لبنان، موجودہ سوریہ، دمشق، بیت المقدس، طرابلس، انطاکیہ سب اسی کے حصے تھے (معجم البلدان لیاقوت ص ۱۲ ۳ ج ۱) لہٰذا احادیث میں شام سے اصل ملک شام مراد ہے صرف سوریہ نہیں۔ رفیع۔

شہر میں آئے گا، اس شہر کے باشندوں کے (بھی) تین گروہ ہوجائیں گے، ایک گروہ کہیگا کہ "دیکھیں دجال کون ہے! اور کیا کرتا ہے، اور ایک گروہ دیہات میں چلا جائے گا، اور ایک گروہ قریب والے اس شہر میں چلا جائے گا جو شام کی مغربی جانب میں ہوگا۔

اور (بالآخر) مسلمان اَفِیق[1] نامی گھاٹی کی طرف سمٹ جائیں گے، اور اپنے مویشی (چرنے کے لئے) بھیجیں گے جو سب کے سب ہلاک ہوجائیں گے، ان کو یہ نقصان بہت شاق گذرے گا، اور شدید بھوک اور سخت مشقت میں مبتلا ہوجائیں گے حتیٰ کہ بعض لوگ اپنی کمان کا چلّہ جلاکر کھائیں گے یہ اسی حال میں ہوں گے کہ سَحَر کے وقت کوئی پکارنے والا تین بار یہ آواز لگائے گا کہ "اے لوگو تمھارے پاس فریاد رس آپہنچا" یہ سن کر لوگ آپس میں کہیں گے کہ یہ تو کسی پیٹ بھرے آدمی کی آواز ہے!

اور نمازِ فجر کے وقت عیسیٰ ابن مریم علیہ السّلام نازل ہوں گے، مسلمانوں کا امیر اُن سے کہے گا "یا روح اللہ آگے آکر نماز پڑھائیے" وہ فرمائیں گے کہ اس امت کے بعض لوگ بعض کے امیر ہیں" (اس لئے تم ہی نماز پڑھاؤ) پس مسلمانوں کا امیر آگے بڑھ کر نماز پڑھائے گا، پس عیسیٰ علیہ السلام نماز سے فارغ ہوکر اپنا حربہ سنبھالیں گے اور دجّال کی طرف روانہ ہوجائیں گے دجّال اُن کو دیکھتے ہی رانگ کی طرح پگھلنے لگے گا، پس عیسیٰ علیہ السّلام اپنا حربہ اس کے سینہ کے بیچوں بیچ مار کر اُسے قتل کرڈالیں گے اور اس کے ساتھی شکست کھاجائیں گے، اُس دن اُن میں سے کسی کو بھی کوئی چیز اپنے پیچھے نہیں چھپائے گی، حتیٰ کہ درخت کہے گا "اے مومن یہ کافر ہے" اور پتھر کہے گا "اے مومن یہ کافر ہے" ——— (مسند احمد، ابن ابی شیبہ، طبرانی، حاکم، والدرالمنثور)

۱۷۔ حضرت سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک خطبہ کے دوران ایک طویل حدیث بیان کی جس میں انھوں نے فرمایا کہ "پھر آپ نے (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے کسوفِ[2] شمس کی نماز سے فارغ ہوکر) سلام پھیر دیا، پس آپ نے اللہ کی حمد

---

[1] یہ دو میل لمبی گھاٹی اردن میں واقع ہے (حاشیہ بحوالہ معجم البلدان لیاقوت)

[2] سورج کا گرہن ہونا ۱۲

دثنا فرمائی اور کلمۂ شہادت پڑھا، پھر فرمایا کہ :

اے لوگو، میں بشر ہوں اور اللہ کا رسول ہوں، لہٰذا میں تمھیں اللہ کی یاد دلاتا ہوں اگر تم یہ محسوس کرتے ہو کہ میں نے اپنے رب کی تبلیغ رسالت میں کوئی کوتاہی کی ہے تو تم نے مجھے اس کی اطلاع نہیں دی تاکہ میں تبلیغ رسالت اس طرح کرتا جس طرح کہ کرنی چاہیئے اور اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ میں نے تبلیغِ رسالت کر دی ہے تو اس کی بھی تم نے مجھے خبر نہیں کی، (خلاصہ یہ کہ تم نے مجھے یہ نہیں بتایا کہ اللہ کے جو پیغامات میں نے تم کو پہنچائے وہ تم سمجھ گئے ہو یا نہیں ؟) لوگ یہ سن کر کھڑے ہو گئے اور سب نے کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ نے اپنے پروردگار کی تعلیمات پہنچادی ہیں، اور اپنی امت کی خیر خواہی فرمائی ہے اور جو فریضہ آپ کے اوپر تھا ادا کر دیا ہے، پھر لوگ خاموش ہو گئے تو آپ نے فرمایا

امابعد :- بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس آفتاب اور ماہتاب کا گرھن ہونا اور ان ستاروں کا اپنے اپنے مطلع سے ہٹ جانا اہلِ زمین کے بڑے بڑے لوگوں کی موت کے باعث ہوتا ہے، انھوں نے جھوٹ کہا، اور صحیح بات یہ ہے کہ اللہ کی (قدرت کی) نشانیوں میں سے یہ بھی ایک قسم کی نشانیاں ہیں جن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کا امتحان لیتا ہے تاکہ یہ دیکھے کہ ان میں سے کون توبہ کرتا ہے، بخدا جس وقت میں نماز میں کھڑا تھا اس وقت میں نے اُن (بڑے بڑے) واقعات کو دیکھا ہے جو تمھیں دنیا و آخرت میں پیش آنے والے ہیں۔

جھوٹے دعویدار

اور بخدا جب تک تیس کذّاب ظاہر نہ ہوں قیامت نہیں آئے گی، ان میں آخری کذّاب کانا دجّال ہوگا جس کی بائیں آنکھ ابو تحییٰ[1] (ایک انصاری بزرگ صحابی) کی آنکھ کی طرح ممسوح[1] ہوگی۔ جب وہ نکلے گا تو خدائی کا دعویٰ کرے گا، پس جو شخص اس پر ایمان لے آئے گا اور اس کی تصدیق اور پیروی کرے گا اُسے پچھلا کوئی نیک عمل نفع نہ

---

[1] ممسوح وہ چیز جس پر ہاتھ پھیر دیا گیا ہو مطلب یہ کہ اس کی بائیں آنکھ ایسی بے نور ہوگی جیسے ہاتھ پھیر کر اس کا نور بجھا دیا گیا ہو۔ بعض مستند روایات میں جو ہے کہ اس کی آنکھ انگور کی طرح باہر کو نکلی ہوگی

بقیہ صفحہ ۶۹ پر

دے گا (مرتد ہونے کی وجہ سے اس کے سارے نیک اعمال باطل اور بے کار ہو جائیں گے) اور جو شخص اس کی نافرمانی اور تکذیب کرے گا اس کو پچھلے کسی (برے) عمل کی سزا نہ دی جائے گی (یعنی اس کے سب گناہ معاف کر دیئے جائیں گے)۔

دجال حَرَمْ (یعنی مکہ و مدینہ) اور بیت المقدس کے علاوہ ساری زمین پر مسلط ہوگا اور مؤمنین کو بیت المقدس میں محصور کر دے گا، جو سخت پریشانی میں مبتلا ہوں گے۔ پس ان میں صبح کے وقت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام (تشریف فرما) ہوں گے، پس اللہ دجال اور اس کے لشکروں کو شکست دے دے گا۔ حتّٰی کہ دیوار کی بنیاد اور درخت کی جڑ بھی آواز دے گی کہ "اے مومن میری آڑ میں یہ کافر چھپا ہوا ہے آکر اسے قتل کر دے"

اور وہ واقعہ (قیامت کا) پیش نہیں آئے گا جب تک کہ تم ایسے واقعات نہ دیکھ لو جو تمھارے نزدیک بہت بڑے ہوں گے۔ تم اس وقت ایک دوسرے سے پوچھا کرو گے کہ کیا تمھارے نبی (صلی اللہ علیہ وسلّم) نے اس واقعہ کے بارے میں کچھ فرمایا تھا؟

نیز (قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی) جب تک کہ پہاڑ اپنے مرکزوں سے نہ ہٹ جائیں پھر اس کے بعد قبضِ (ارواح) ہوگا (یعنی قیامت آجائے گی) یہاں آپ نے ہاتھ سے اشارہ فرمایا۔

ثعلبۃ بن عبّاد (جنھوں نے یہ حدیث حضرت سمرۃ بن جندبؓ سے سُنی) فرماتے ہیں کہ میں پھر (حضرت سمرۃ بن جندب کے) ایک اور خطبہ میں حاضر ہوا تو اس میں بھی انھوں نے یہ حدیث بیان کی نہ کسی لفظ کو مقدّم[۱] کیا نہ مؤخّر

(مستدرک حاکم، و مسند احمد، و الدر المنثور، و ابن خزیمہ، و طحاوی، و ابن حبان و ابن جریر)

بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۸: اس سے مراد اس کی دائیں آنکھ ہے آگے حدیث ۵ میں اس کی صراحت آرہی ہے خلاصہ یہ کہ اس کی دونوں آنکھیں عیب دار ہوں گی بائیں آنکھ ممسوح (بے نور بھی ہوئی) ہوگی جسے حدیث ۵ میں طَافِئَۃٌ سے تعبیر کیا گیا ہے اور دائیں آنکھ انگور کی طرح باہر کو نکلی ہوئی ہوگی جس کے بارے میں حدیث ۳۵ میں "بعینہ الیمنی ظفرۃٌ غَلِیْظَۃٌ" فرمایا گیا ہے۔ حاشیہ صفحہ ۶۹: ھذا[۱] حضراتِ صحابہ کرام اور محدثین کی یہ غایت درجہ احتیاط اور قوت حافظہ کی دلیل ہے کہ حدیث کے الفاظ میں کسی تقدیم و تاخیر سے بھی اجتناب فرماتے تھے فجزاھم اللہ احسن الجزاء

وکنز العمال، ابوداؤد، نسائی، ترمذی و ابن ماجۃ، اور بخاریؒ نے بھی یہ حدیث اختصار کے ساتھ بیان کی ہے)۔

۱۸۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسی امت کیسے ہلاک ہو سکتی ہے جس کے دورِ اوّل میں میں ہوں اور آخری دور میں عیسیٰ (علیہ السلام)۔ (حاکم، کنز العمال، الدر المنثور، مشکوٰۃ، نسائی)

۱۹۔ جلیل القدر تابعی حضرت جبیر بن نفیر رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "اللہ ایسی امت کو ہرگز رسوا نہیں کرے گا جس کے شروع میں میں ہوں اور آخر میں عیسیٰ (علیہ السلام)۔ (ابن ابی شیبہ، الحکیم الترمذی، الحاکم، والدر المنثور)۔

۲۰۔ حضرت ابو الطفیل اللیثی فرماتے ہیں کہ جب میں کوفہ میں تھا تو یہ افواہ اڑی کہ دجال نکل آیا، ہم حضرت حذیفہ بن اسید (رضی اللہ عنہ) کے پاس آئے اور میں نے کہا کہ "یہ دجال تو نکل آیا ہے" آپ نے فرمایا بیٹھ جاؤ، میں بیٹھ گیا، اتنے میں اعلان ہوا کہ یہ ایک کذاب کا جھوٹ ہے۔

پس (حضرت) حذیفہؓ نے فرمایا کہ دجال اگر تمہارے زمانہ میں نکلتا تو بچے اسے کنکریاں مارتے وہ تو ایسے زمانہ میں نکلے گا جب اچھے لوگ کم رہ جائیں گے، دین میں کمزوری آجائے گی، اور آپس کی عداوتیں پھیلی ہوئی ہوں گی، پس وہ ہر گھاٹ پر اترے گا اور (مسافتیں اتنی تیز رفتاری سے قطع کرے گا کہ گویا) اس کے لئے زمین لپیٹ دی جائے گی جیسے کہ مینڈھے کی کھال لپیٹ دی جاتی ہے حتیٰ کہ وہ مدینہ (کے آس پاس) آئے گا بیرونِ مدینہ پر اُس کا غلبہ ہو جائے گا اور اندرون مدینہ سے اُسے روک دیا جائے گا[لہ] پھر وہ ایلیا (بیت المقدس) کے پہاڑ تک آئے گا، اور مسلمانوں کی ایک جماعت کا محاصرہ کر لے گا مسلمانوں کا امیر اُن سے کہے گا کہ اس سرکش سے جنگ کرنے میں تم کس کا انتظار کر رہے ہو (اس کا مقابلہ کرو) یہاں تک کہ تم اللہ سے جا ملو، یا فتح یاب ہو جاؤ پس مسلمان طے کر لیں گے کہ صبح ہوتے ہی اُس سے جنگ کریں گے، اب مسلمان اس حال میں صبح

لہ احادیث میں صراحت ہے کہ مدینہ کے ہر راستہ پر اس زمانہ میں فرشتوں کا پہرہ ہوگا جو اسے اندر آنے نہیں دیں گے۔ (ر۔ ف)

کریں گے کہ عیسیٰ ابن مریم ان کے ساتھ ہوں گے، پس عیسیٰ علیہ السلام دجّال کو قتل کریں گے اور اس کے ساتھیوں کو شکست دیدیں گے۔ (مستدرک حاکم، والدر المنثور)

۲۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ میری امت کے کچھ مرد عیسیٰ ابن مریم کو پائیں گے اور دجال سے ہونے والی جنگ میں شریک ہوں گے۔ (الدر المنثور، مستدرکِ حاکم، کنز العمال، ابن خزیمہ، اوسط طبرانی ومجمع الزوائد)۔

۲۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے جو عیسیٰ ابن مریم کو پائے ان کو میرا سلام پہنچادے۔

(الدر المنثور بحوالہ مستدرکِ حاکم)

۲۳۔ حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب تک دس نشانیاں ظاہر نہ ہوں قیامت نہیں آئیگی۔[1] زمین[1] میں دھنسا دیئے کا ایک واقعہ مشرق میں، ایک مغرب میں اور ایک جزیرۃ العرب میں دجّال، دھواں، نزولِ عیسیٰ، یاجوج ماجوج، دابۃ الارض، سورج کا مغرب سے طلوع ہونا اور ایک آگ جو عدن کی گہرائی[2] سے نکلے گی اور لوگوں کو ہانکتی ہوئی محشر کی طرف لے جائے گی، چھوٹی اور بڑی چیونٹی کو جمع کر دے گی (یعنی ہر چھوٹے بڑے ضعیف اور قوی آدمی کو محشر میں جمع کر دے گی)۔ (طبرانی، حاکم، ابن مردویہ، اور کنز العمال)

۲۴۔ حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ عیسیٰ ابن مریم نازل ہوں گے پس سب سے پہلی نماز فجر کے علاوہ باقی نمازوں[3] میں، مسلمانوں کی امامت فرمائیں گے، اور (نماز پڑھاتے ہوئے)

---

[1] ان سب علامات کی تشریح حدیث ۵ کے حاشیہ میں گذر چکی ہے، اس کی مراجعت کی جائے (رفیع)

[2] حدیث ۵ کے آخر میں ہے کہ یہ آگ یمن سے نکلے گی، دونوں میں کوئی تعارض نہیں کیونکہ عدن بھی یمن ہی کا علاقہ ہے اور لفظ گہرائی کی تشریح آگے حدیث ۳۰ کے حاشیہ میں ملاحظہ کی جائے۔

[3] کیونکہ پیچھے کئی احادیث میں گذر چکا ہے کہ نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کے بعد سب سے پہلی نماز کی امامت امام مہدی کریں گے ۱۲ (ر ف)

رکوع سے سر اُٹھا کر سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کے بعد (بطورِ دعا)[1] فرمائیں گے "اللہ دجّال کو قتل کرے اور مؤمنین کو غالب کرے۔

(سعایہ حاشیہ شرح وقایہ بحوالہ صحیح ابن حبان، ومجمع الزوائد بحوالہ البزار)

۲۵۔ حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اگر میری عمر طویل ہوئی تو مجھے امید ہے کہ میں عیسیٰ ابن مریم سے ملاقات کروں پس اگر میری موت جلد آگئی تو جو ان سے ملے اُن کو میرا اسلام پہنچا دے۔ یہ حدیث امام احمدؒ نے اپنی مسند میں مرفوعاً روایت کی ہے (یعنی اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد قرار دیا ہے) اور امام احمدؒ نے اپنی مسند ہی میں دوسری سند سے بعینہٖ اسی مضمون کی ایک روایت موقوفاً بھی ذکر کی ہے۔ یعنی اس میں یہ ارشاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بجائے حضرت ابوہریرۃ رضؓ کی طرف منسوب کیا ہے اور سندیں دونوں روایتوں کی صحیح ہیں ایک سے یہ ارشاد آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معلوم ہوتا ہے اور دوسری سے حضرت ابوہریرہؓ کا۔

مگر جو شخص اس باب کی احادیث میں غور و فکر سے کام لےگا اس نتیجہ پر پہنچے گا کہ

---

[1] احقر کی سمجھ میں یہ آتا ہے کہ یہ ارشاد بطورِ دعا کے ہوگا۔ ترجمہ بھی اسی کے مطابق کیا گیا ہے، اور قرینہ یہ ہے کہ حدیث میں سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کے بعد بغیر عطف کے قتل اللہ الدجال واظہر المؤمنین آیا ہے اور ظاہر ہے سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ جملہ دعائیہ ہے۔ لہٰذا مناسب ہے کہ بعد کا جملہ بھی دعائیہ ہو، اور بظاہر یہ دعا قنوتِ نازلہ کے طور پر ہوگی جو حادثات و مصائب کے وقت مسلمانوں کی حفاظت اور دشمنوں پر فتح کے لئے نمازِ فجر کی آخری رکعت میں رکوع کے بعد سجدہ سے پہلے قومہ میں کی جاتی ہے اور شیخ عبدالفتاح ابوغدہ دام ظلہٗ نے نے اسے جملہ خبریہ قرار دیا ہے پھر اس پر جو اعتراض ہوتا ہے کہ دوسری احادیث میں صراحت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو اپنے حربہ سے بابِ لُد پر قتل کریں گے اور زیر بحث جملہ سے ثابت ہوتا ہے کہ اثناءِ نماز میں قتل کریں گے، دونوں حدیثوں میں تعارض ہوا تو اس کا جواب انھوں نے اپنے شیخ سے یہ نقل کیا کہ ہوسکتا ہے کہ یہ نماز صلوٰۃ الخوف ہو جو بابِ لُد کے مقام پر ادا کی جارہی ہوگی کہ اثناءِ نماز میں عیسیٰ علیہ السلام کو دجال نظر آجائے گا چنانچہ آپ حربہ سے نماز کے اندر ہی اس کا کام تمام کردیں گے۔ واللہ اعلم۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سلام پہنچانے کی وصیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمائی ہے اور حضرت ابوہریرۃ نے بھی، لہٰذا اس حد تک یہ روایت مرفوعاً بھی صحیح ہے موقوفاً بھی، رہا اس حدیث کا پہلا جملہ کہ "اگر میری عمر طویل ہوئی تو مجھے امید ہے کہ میں عیسیٰ ابن مریم سے ملاقات کروں،" تو اس باب کی احادیث میں غور و فکر اس نتیجہ پر پہنچاتا ہے کہ یہ ارشاد صرف حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کا ہے، آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نہیں وجہ یہ ہے کہ احادیثِ کثیرہ میں اس بات کی صراحت ہے کہ نزول عیسیٰ علیہ السلام کے وقت آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو چکی ہوگی، مثلاً صحیح مسلم اور مستدرکِ حاکم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد موجود ہے کہ "عیسیٰ علیہ السلام میری قبر پر آکر مجھے سلام کریں گے اور میں سلام کا جواب دوں گا"[1]

۲۶۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ توراۃ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی صفات لکھی ہوئی ہیں، اور (یہ کہ) عیسیٰ ابن مریم ان کے پاس دفن کیے جائیں گے[2]

(ترمذی، والدر المنثور)

۲۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسی امت ہرگز ہلاک نہیں ہوگی جس کے اول میں میں ہوں اور آخر میں عیسیٰ علیہ السلام، اور درمیان[3] میں مہدی۔

(نسائی، وابو نعیم، والحاکم وابن عساکر وکنز العمال والسراج المنیر)

۲۸۔ حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دجال کو قتل کرنے کی قدرت سوائے عیسیٰ ابن مریم کے کسی کو نہیں دی گئی۔

(الجامع الصغیر بحوالہ ابوداؤد طیالسی، والسراج المنیر)

---

[1] یہ مضمون حدیث ۲۱ کے آخر میں بھی گذر چکا ہے۔

[2] چنانچہ روضۂ اقدس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر کے لئے جگہ خالی رکھی گئی ہے۔ (رف)

[3] درمیان سے مراد آخری زمانہ سے متصل پہلے کا زمانہ ہے! اس لئے کہ عیسیٰ علیہ السلام کا نزول امام مہدی کے زمانہ میں ہوگا اور وہ امام مہدی کے پیچھے نماز پڑھیں گے جیسا کہ پیچھے کئی احادیث میں بیان ہوا (حاشیہ)

۲۹۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مدینہ طیبہ میں ایک یہودی عورت کے ایک لڑکا پیدا ہوا جس کی آنکھ بے نور (اور) باہر کو نکلی ہوئی اُبھری ہوئی تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوف ہوا کہ (شاید) یہ دجال ہو[۱] پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُسے دیکھنے تشریف لے گئے) تو اسے ایک چادر کے نیچے (لیٹا ہوا) پایا، وہ اس وقت کچھ بڑ بڑا رہا تھا، اس کی ماں نے اُسے فوراً خبردار کیا کہ اے[۲] عبداللہ یہ ابوالقاسم[۳] (صلی اللہ علیہ وسلم) آئے ہیں ان کے پاس جاؤ، یہ سنتے ہی وہ چادر سے باہر آگیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی ماں کو کیا ہو گیا اللہ اسے غارت کرے اگر وہ اس کو (اپنے حال پر) چھوڑ دیتی تو یہ اپنی حقیقت ضرور ظاہر کر دیتا، (یعنی اس کی باتیں سُن کر جو وہ تنہائی میں کر رہا تھا ہمیں اس کی حقیقت حال معلوم ہو جاتی) پھر آپ نے اس لڑکے سے پوچھا "اے ابن صائد[۴] تجھے کیا نظر آتا ہے؟ اُس نے کہا "میں حق دیکھتا ہوں اور باطل دیکھتا ہوں اور ایک تخت[۵] پانی پر (بچھا ہوا) دیکھتا ہوں (حضرت جابرؓ جو اس حدیث کے راوی ہیں) فرماتے ہیں کہ رسول اللہ

۱؎ کیونکہ اس میں دجال کی متعدد علامات پائی جاتی تھیں، مگر یہاں اشکال ہوتا ہے کہ دجال کی علامتوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ نہ مدینہ میں داخل ہو سکے گا نہ مکہ میں حالانکہ یہ لڑکا مدینہ میں پیدا ہوا وہیں پل کر جوان ہوا اور بڑا ہو کر صحابہ کرام کی معیت میں حج کے لئے مکہ مکرمہ گیا، پھر اس کے دجال ہونے کا اندیشہ کیوں ہوا؟ جواب یہ ہے کہ جس وقت کا یہ واقعہ ہے اس وقت تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ وحی یہ معلوم نہیں ہوا تھا کہ دجال مکہ اور مدینہ میں داخل نہ ہو سکے گا۔ بعد میں جب بذریعہ وحی یہ معلوم ہو گیا تو آپ کا اندیشہ ختم ہو گیا۔ ۲؎ روایات میں اس لڑکے کے متعدد نام آئے ہیں، عبداللہ، ابن صائد، ابن الصائد اور ابن صیاد و ابن الصیاد اور صافی، یہ سب اس کے نام ہیں، بظاہر اس کا نام عبداللہ اس وقت رکھا گیا جب بڑا ہو کر اس نے اسلام قبول کیا، اور یہاں ماں نے بظاہر اس کا بچپن کا نام لے کر پکارا ہو گا، مگر راوی نے اس کا اسلامی نام ذکر کر دیا (حاشیہ) ۳؎ ابوالقاسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت ہے ۴؎ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی تھی کہ یہ بچہ عجیب و غریب باتیں کرتا ہے اور بعض غیب کی باتیں بھی کرتا ہے۔ اسی لئے آپ نے یہ سوال کیا ۵؎ مسند احمد کی ایک اور روایت میں ہے کہ ابن الصیاد نے یہ جواب دیا کہ "میں ایک تخت سمندر پر دیکھتا ہوں" تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "ابلیس کا تخت ہے"

صلی اللہ علیہ وسلم پر اس کا حال واضح نہ ہوا تو آپ نے پوچھا "کیا تو شہادت دیتا ہے کہ میں رسول اللہ ہوں؟" اُس نے کہا کیا آپ شہادت دیتے ہیں کہ میں رسول اللہ ہوں؟ آپ نے فرمایا کہ میں تو اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان رکھتا ہوں (اور تو ان میں سے نہیں ہے کہ تجھ پر ایمان لاتا) پھر آپ وہاں سے تشریف لے آئے اور اُسے (اُس کے حال پر) چھوڑ دیا۔

اس کے بعد آپ ایک مرتبہ پھر اس کے پاس تشریف لائے تو اُسے کھجور کے باغ میں پایا وہ اس وقت بھی کچھ بڑبڑا رہا تھا، اور اس مرتبہ بھی اس کی ماں نے اُسے بتا دیا کہ اسے عبداللہ یہ ابوالقاسم (صلی اللہ علیہ وسلم) آئے ہیں، آپ نے فرمایا "اس عورت کو کیا ہو گیا، اللہ اسے غارت کرے اگر یہ اسے نہ بتاتی تو وہ اپنی حقیقت ظاہر کر دیتا (حضرت جابرؓ) فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش تھی کہ (اس کی بے خبری میں) اس کی کچھ باتیں سن لیں تاکہ معلوم ہو جائے کہ یہ وہی دجال ہے یا نہیں؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا "اے ابن صائدؓ تجھے کیا نظر آتا ہے اُس نے کہا "میں حق دیکھتا ہوں اور باطل دیکھتا ہوں، اور ایک تخت پانی پر (بچھا ہوا)

لہ ابن الصائد کا حال جو اس حدیث اور دوسری متعدد احادیث سے معلوم ہوتا ہے یہ ہے کہ یہ مدینہ طیبہ کے یہودیوں میں سے تھا، اور اس کے حالات کاہنوں کی طرح کے تھے کہ کبھی سچ بھی بولتا تھا مگر اکثر و بیشتر جھوٹ بولتا تھا پھر بڑا ہو کر مسلمان ہو گیا، اور مسلمانوں کے ساتھ حج وغیرہ میں شریک ہوا، پھر اس کے کچھ احوال ایسے ظاہر ہوئے جو دجال کی علامات میں سے تھے، پھر یزید کے دورِ حکومت میں مدینہ طیبہ میں حرہ کے مقام پر جو مسلمانوں میں خانہ جنگی ہوئی اس میں یہ لاپتہ ہو گیا۔ علماء محققین نے صراحت کی ہے کہ یہ وہ دجال نہیں تھا جس کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے کہ اسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام قتل کریں گے کیونکہ اسی کتاب کی متعدد احادیث میں صراحۃً گذر چکا ہے کہ وہ مکہ اور مدینہ میں داخل نہ ہو سکے گا، حالانکہ ابن صیاد مدینہ میں پل کر جوان ہوا اور حج کے لئے مکہ مکرمہ بھی گیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے دجال ہونے کا شبہ صرف اس وقت تک رہا جب تک دجال کی مفصل علامات آپ کو معلوم نہیں تھیں، مفصل علامات معلوم ہونے کے بعد یہ شبہ جاتا رہا اور شبہ جاتے رہنے کی دلیل یہ ہے کہ خود آپ نے ہی متعدد احادیث میں صراحت فرما دی کہ دجال مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ میں داخل نہ ہو سکے گا اور وہ قربِ قیامت میں ظاہر ہو گا۔

دیکھتا ہوں" آپ نے پوچھا "کیا تو میرے رسول اللہ ہونے کی شہادت دیتا ہے، اس نے کہا "کیا آپ میرے رسول اللہ ہونے کی گواہی دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ میں اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان رکھتا ہوں۔ غرض (اس مرتبہ بھی) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اس کا حال مشتبہ ہی رہا۔ پھر آپ وہاں سے تشریف لے آئے اور اُسے (اس کے حال پر) چھوڑ دیا،

اس کے بعد آپ تیسری یا چوتھی مرتبہ تشریف لائے اس وقت ابوبکرؓ اور عمر بن الخطابؓ بھی مہاجرین و انصار کی ایک جماعت میں آپ کے ساتھ تھے، اور میں (جابرؓ) بھی آپ کے ساتھ تھا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس امید پر ہم سے آگے نکل گئے کہ اس کی کوئی بات سن لیں گے لیکن اس کی ماں نے پھر سبقت کی اور بول اٹھی کہ "اے عبداللہ یہ ابوالقاسم (صلی اللہ علیہ وسلم) آ گئے ہیں" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اسے کیا ہو گیا ہے اللہ اسے غارت کرے اگر یہ اسے چھوڑ دیتی تو وہ (اپنی حقیقت) ظاہر کر ہی دیتا۔

پھر آپ نے پوچھا "اے ابنِ صائد تجھے کیا نظر آتا ہے؟" اس نے کہا میں حق دیکھتا ہوں اور باطل دیکھتا ہوں، اور پانی پر ایک تخت دیکھتا ہوں، آپ نے پوچھا "کیا تو شہادت دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ اس نے کہا "کیا آپ شہادت دیتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں"؟ آپ نے فرمایا "میں اللہ اور اس کے سب رسولوں پر ایمان رکھتا ہوں (اور تو ان میں سے نہیں کہ تجھ پر ایمان لاتا) غرض (اس مرتبہ بھی) آپ پر اس کا حال مشتبہ رہا تو آپ نے اس سے فرمایا کہ اے ابن صائد، ہم نے تیرے (امتحان کے) لئے ایک بات دل میں چھپائی ہے[1]، بتا وہ کیا ہے؟ اس نے کہا "الدُّخ الدُّخ" آپ نے فرمایا "ذلیل ہو ذلیل ہو"۔

(حضرت) عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا "یا رسول اللہ مجھے اجازت دیجئے کہ

---

[1] دوسری روایات میں ہے کہ آپ نے دل میں قرآن حکیم کی یہ آیت سوچی تھی "فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُّبِينٍ" کے مذکورہ بالا آیت میں دخان (دھواں) کا ذکر تھا، پوری آیت تو وہ کیا بتا تا لفظ دخان بھی نہ بتا سکا صرف "الدُّخ الدُّخ" کہہ کر رہ گیا اور یہ امتحان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی واسطے کیا تھا کہ صحابہ پر یہ بات کھل جائے کہ یہ کاہن ہے اور کوئی شیطان اس پر مسلط ہے جو اس کی زبان سے بولتا ہے۔

اسے قتل کر ڈالوں، آپ نے فرمایا اگر یہ وہی (دجال) ہے تو تم اس کے (قتل کرنے) والے نہیں ہو (کیونکہ) اسے قتل کرنے والے تو عیسیٰ ابن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی ہیں، اور اگر یہ وہ نہیں ہے تو تمہیں اہلِ ذمّہ[1] میں سے کسی کو قتل کرنا جائز نہیں

(حضرت جابرؓ) فرماتے ہیں کہ غرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے دجال ہونے کا خطرہ باقی رہا[2] (مسند احمد، کنز العمال بحوالہ "المختارہ")

۳۰ ۔ حضرت اوس بن اوس الثقفی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عیسیٰ ابن مریم دمشق کی جانبِ مشرق میں سفید منارے کے پاس نازل ہوں گے۔

(الدرالمنثور بحوالہ طبرانی، و کنز العمال، و ابن عساکر، وغیرہ)

۳۱ ۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دجال ایسے زمانہ میں نکلے گا جب کہ دین میں اضمحلال آچکا ہوگا اور علم رخصت ہو رہا ہوگا، اس (کے خروج کے بعد دنیا میں رہنے) کی مدت چالیس روز ہوگی، اس مدت میں وہ گھومتا رہے گا ان چالیس روز میں ایک دن ایک سال کے برابر، ایک دن ایک ماہ کے برابر اور ایک دن ایک ہفتہ کے برابر ہوگا، پھر اس کے باقی ایام عام دنوں کی طرح ہوں گے۔

اس کا ایک گدھا ہوگا جس پر وہ سوار ہوگا، اس گدھے کے دو کانوں کے درمیان چالیس ہاتھ کا فاصلہ ہوگا، دجال لوگوں سے کہے گا میں تمہارا ربّ ہوں، حالانکہ وہ کانا ہوگا اور (ظاہر ہے کہ) تمہارا رب کانا نہیں (لہٰذا تمہارے لئے یہ فیصلہ کرلینا کہ وہ تمہارا رب نہیں نہایت آسان ہے) اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان (پیشانی پر) ک ۔ ف ۔ ر (کافر) لکھا ہوگا، جسے ہر مؤمن پڑھ سکے گا خواہ وہ لکھنا جانتا ہو یا نہ جانتا ہو۔

---

[1] اہلِ ذمّہ، اور "ذمّی" ان کافروں کو کہتے ہیں جو اسلامی حکومت میں رہتے ہوں اور اسلامی حکومت کی طرف سے ان کی جان و مال اور آبرو کی حفاظت کی ذمہ داری لی گئی ہو۔

[2] یعنی جب تک آپ کو بذریعہ وحی یہ معلوم نہ ہوا کہ دجال مکہ و مدینہ میں داخل نہ ہوسکے گا اس وقت تک یہ خطرہ باقی رہا، معلوم ہونے کے بعد یہ خطرہ جاتا رہا۔

وہ ہر پانی اور گھاٹ پر اُترے گا، سوائے مدینہ اور مکہ کے کہ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں شہروں کو اس پر حرام کر دیا ہے، اور ان کے دروازوں (راستوں) پر فرشتے کھڑے (پہرہ دے رہے) ہیں (تاکہ دجّال داخل نہ ہو سکے)۔

اس کے ساتھ روٹی کے (ذخیرے) پہاڑوں کی مانند ہوں گے، اور سوائے ان لوگوں کے جو اس کی پیروی کریں گے، سب لوگ مشقت میں ہوں گے، اس کے ساتھ دو نہریں ہوں گی جن کو میں اس سے زیادہ جانتا ہوں، ایک نہر کو وہ جنت کہے گا اور دوسری نہر کو آگ کہے گا، پس جو شخص اس نہر میں داخل کیا جائے گا جس کا نام دجّال نے جنت رکھا ہو گا وہ (در حقیقت) آگ ہو گی، اور جو شخص اس نہر میں داخل کیا جائے گا جس کا نام دجّال نے آگ رکھا ہو گا وہ (در حقیقت) جنت[1] ہو گی۔

اور اللہ اس کے ساتھ شیاطین بھیجے گا جو لوگوں سے باتیں کریں گے اور اس کے ساتھ ایک فتنۂ عظیم یہ ہو گا کہ وہ بادلوں کو حکم دے گا تو وہ لوگوں کو بارش برساتے ہوئے نظر آئیں گے اور وہ ایک شخص کو قتل کرے گا پھر لوگوں کو نظر آئے گا کہ وہ اُسے زندہ کر رہا ہے، دجال کو اس شخص کے علاوہ کسی اور (کے مارنے اور زندہ کرنے) پر قدرت نہیں دی جائے گی، اور وہ کہے گا "اے لوگو کیا اس جیسا کارنامہ رب عزّوجلّ کے سوا کوئی اور کر سکتا ہے (یعنی میرا یہ کارنامہ میرے رب ہونے کی دلیل ہے)۔

پس مسلمان شام کے "جبل دخان" کی طرف بھاگ جائیں گے، اور دجّال وہاں آکر ان کا محاصرہ کر لے گا، یہ محاصرہ بہت سخت ہو گا، اور ان کو سخت مشقت میں ڈال دے گا۔ پھر فجر کے وقت عیسیٰ ابن مریم نازل ہوں گے وہ مسلمانوں سے کہیں گے "اس خبیث کذّاب کی طرف نکلنے سے تمہارے لئے کیا چیز مانع ہے؟ مسلمان کہیں گے کہ یہ شخص جن[2] ہے، (لہٰذا اس کا مقابلہ مشکل ہے)۔

---

[1] اس جملہ کی تشریح سے متعلق مضمون حدیث ۳۱ کے حاشیہ میں گذر چکا ہے وہاں ملاحظہ فرمایا جائے ۱۲

[2] دجّال کی شعبدہ بازی اور مسمریزم وغیرہ کو دیکھ کر شاید بعض مسلمانوں کو اس کے جن ہونے کا گمان ہو یا ممکن ہے مسلمان یہ بات بطور تشبیہ کے کہیں کہ اس کی حرکتیں اور ایذا رسانی جنات کی طرح ہے ۱۲

غرض مسلمان روانہ ہوں گے، تو عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام ان کے ساتھ ہوں گے، پس نماز کی اقامت ہوگی تو عیسیٰ علیہ السلام سے کہا جائے گا "یا روح اللہ آگے بڑھیئے" (اور نماز پڑھائیے) وہ فرمائیں گے کہ تمہارے امام کو آگے بڑھ کر نماز پڑھانی چاہیئے۔ غرض نمازِ فجر ادا کر کے یہ سب لوگ دجّال کی طرف نکل کھڑے ہوں گے، پس کذاب (دجّال) عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھتے ہی یوں گھلنے لگے گا جیسے پانی میں نمک گھلتا ہے پس عیسیٰ علیہ السلام اس کی طرف چلیں گے اور قتل کر ڈالیں گے، حتّٰی کہ درخت اور پتھر بھی پکاریں گے کہ یا روح اللہ یہودی یہ ہے، چنانچہ عیسیٰ علیہ السلام جو بھی دجال کا پیرو ہوگا اُسے قتل کر کے چھوڑیں گے۔ (مسند احمد و مستدرک حاکم)

۳۲۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں ایک جماعت اپنے دشمنوں کے مقابلہ میں حق پر مسلسل ڈٹی رہے گی یہاں تک کہ اللہ کا حکم (قیامت قریب) آپہنچے اور عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نازل ہو جائیں (مسند احمد)

۳۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے میں اس وقت رو رہی تھی، آپ نے رونے کا سبب پوچھا، میں نے کہا یا رسول اللہ مجھے دجّال یاد آگیا تھا (اس کے خوف سے) رو پڑی۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر وہ میری زندگی میں نکلا تو میں تمہارے لئے کافی ہوں، اور اگر دجّال میرے بعد نکلا تو (تمھیں اس کے فریب سے پھر بھی خوف زدہ نہیں ہونا چاہیے، کیونکہ اُس کے دعوئے خدائی کی تکذیب کے لئے اتنی بات کافی ہے کہ وہ کانا ہوگا اور) تمہارا رب کانا نہیں ہے ——— وہ اصفہان کے (ایک مقام) "یہودیہ" میں نکلے گا،

ل۵ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا لقب ہے ۱۲

ع۵ اصفہان ایران کے ایک مشہور علاقہ کا نام ہے۔ علامہ یاقوت حموی نے معجم البلدان میں ذکر کیا ہے کہ بخت نصر کے زمانہ میں جب یہودیوں کو بیت المقدس سے نکالا گیا تو ان کی ایک جماعت اصفہان کے علاقہ میں ایک مقام پر جا کر آباد ہو گئی یہاں انھوں نے مکانات وغیرہ تعمیر کئے اور یہیں ان کی نسل پھیلتی رہی اور اس مقام کا نام "یہودیہ" پڑ گیا۔ (حاشیہ)

حتّٰی کہ مدینہ بھی آئے گا اور مدینہ کے باہر ایک جانب پڑاؤ ڈال دے گا، اس وقت مدینہ کے سات دروازے (یا راستے) ہوں گے، ان میں سے ہر درّے پر دو فرشتے ہوں گے، (جو اُسے مدینہ طیبہ میں داخل نہیں ہونے دیں گے) پس مدینہ کے خراب لوگ نکل کر اس کے پاس چلے جائیں گے یہاں تک کہ وہ شام یعنی فلسطین میں باب لُدّ کے مقام پر ایک شہر میں چلا جائے گا۔

اس کے بعد عیسیٰ علیہ السلام نازل ہو کر اُسے قتل کر ڈالیں گے، پھر عیسیٰ علیہ السلام دنیا میں امام عادل، اور حاکم منصف کی حیثیت سے چالیس سال رہیں گے۔

(مسند احمد، والدر المنثور بحوالہ ابن ابی شیبہ)

۳۴۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عیسیٰ ابن مریم نازل ہوں گے، پس دجّال ان کو دیکھتے ہی (خوف سے) ایسا پگھلنے لگے گا جیسے چربی پگھلتی ہے، پس وہ دجّال کو قتل کریں گے، اور یہودیوں کو اس کے پاس سے تتر بتر کریں گے۔ پھر سب یہودی قتل کر دیئے جائیں گے حتّٰی کہ پتھر بھی پکارے گا کہ "اے اللہ کے بندے یہ یہودی ہے آکر اسے قتل کر دے"۔

(مسلم[1] وکنز العمال بحوالہ ابن ابی شیبہ)

۳۵۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے خطبہ دیا اور فرمایا "سنو" مجھ سے پہلے جو نبی بھی آیا اس نے اپنی اُمت کو دجّال سے ڈرایا ہے، وہ بائیں[2] آنکھ سے کانا ہوگا، اس کی دائیں[3] آنکھ پر ایک موٹی پھلی[4] ہوگی، اس کی دو آنکھوں کے درمیان،

---

[1] یہ حدیث مسند احمد میں بھی ہے اور مسلم نے یہ حدیث مختصراً ذکر کی ہے نیز صحیح بخاری میں بھی مختصراً آئی ہے (حاشیہ)، [2] یہ وہی آنکھ ہے جسے بعض روایات میں طَافِئَةٌ (فا کے بعد ہمزہ) یعنی بے نور بجھی ہوئی کہا گیا ہے، اور بعض روایات میں ممسوح العین الیُسریٰ کہا گیا ہے [3] یہ وہ آنکھ ہے جس کو بعض روایات میں طَافِیَةٌ (فا کے بعد یا) یعنی اُبھری ہوئی، باہر کو نکلی ہوئی کہا گیا ہے، بعض روایات میں اسے باہر کو نکلے ہوئے انگور سے تشبیہ دی گئی ہے اور حدیث ۳۶ میں اسے بھی ممسوحہ کہا گیا ہے (رف)۔ [4] یہ ظَفَرَۃٌ کا ترجمہ ہے ظَفَرَۃٌ اس،

بقیہ ص۸۱ پر ملاحظہ فرمائیں

(پیشانی پر) "کافر" لکھا ہوا ہوگا، اس کے ساتھ دو وادیاں ہوں گی جن میں سے ایک جنت اور دوسری آگ ہوگی (مگر حقیقت برعکس ہوگی کہ) اس کی آگ جنت ہوگی اور جنت آگ۔

اس کے ساتھ دو فرشتے ہوں گے جو انبیاء (سابقین) میں سے دو نبیوں کے مشابہ ہوں گے، اگر میں چاہوں تو اُن دونوں نبیوں کے نام اور ان کے آباؤ اجداد کے نام بھی بتا سکتا ہوں (مگر حاجت یا مصلحت نہیں اس لئے نہیں بتاتا)

اُن دو فرشتوں میں سے ایک دجّال کے دائیں جانب ہوگا اور دوسرا بائیں جانب، اور یہ سب کچھ (لوگوں کی) آزمائش کے لئے ہوگا چنانچہ دجّال پوچھے گا "کیا میں تمھارا رب نہیں ہوں؟ کیا میں زندہ کرتا اور مارتا نہیں ہوں؟" ایک فرشتہ جواب دے گا کہ "تُو نے جھوٹ بولا ہے" (مگر یہ جواب سوائے اس کے ساتھی (فرشتے) کے کوئی آدمی نہ سُن سکے گا، اور وہ (ساتھ والا فرشتہ پہلے فرشتہ سے) کہے گا کہ "تو نے سچ کہا ہے" اس جواب کو سب حاضرین سن لیں گے اور گمان کریں گے کہ یہ دوسرا (فرشتہ) دجّال کی تصدیق کر رہا ہے (حالانکہ وہ پہلے فرشتہ کی تصدیق کر رہا ہوگا جس نے دجال سے کہا تھا کہ تو نے جھوٹ بولا ہے)۔

پھر وہ روانہ ہوگا اور مدینہ (طیبہ کے قریب) پہنچے گا، مگر اس کو مدینہ میں داخل ہونے کی

بقیہ حاشیہ ص۸۰: گوشت کو کہتے ہیں جو بعض لوگوں کے گوشۂ چشم پر اُگ آتا ہے اور بعض اوقات آنکھ کی تپلی تک پھیل کر اسے ڈھانپ لیتا ہے (حاشیہ) تنبیہ: بعض احادیث میں دجال کو بائیں آنکھ سے کانا کہا گیا ہے اور بعض میں دائیں آنکھ سے سرسری نظر میں تعارض کا شبہ ہوتا ہے مگر اس حدیث سے پوری حقیقت واضح ہوجاتی ہے کہ دجّال کی دونوں ہی آنکھیں عیب دار ہوں گی، بائیں آنکھ بے نور (ممسوحۃ) ہوگی اور دائیں آنکھ ناخنہ کی وجہ سے باہر کو انگور کی طرح نکلی ہوئی ہوگی۔ دجال کی آنکھوں کی تفصیل حدیث ۵ و ۸ کے حاشیہ میں ہم پہلے بھی لکھ چکے ہیں حاشیہ صفحہ ہذا ۱؎ ظاہر یہی ہے کہ یہ لفظ حقیقۃً لکھا ہوگا اور اللہ تعالیٰ کی قدرت سے یہ بعید بھی نہیں، لیکن احتمال یہ بھی ہے کہ حدیث میں "لکھا ہوا ہونے" کے حقیقی معنی مراد نہ ہوں بلکہ استعارہ کے طور پر اس کی دونوں آنکھیں اُس کے کافر ہونے کا کھلا ہوا ثبوت ہوں گی کیونکہ وہ کانا ہونے کے باوجود خدائی کا دعویٰ کریگا جس سے ہر مؤمن پہچان سکے گا کہ وہ کافر ہے ۱۲ (ر۔ف) ۲؎ یعنی تو نہ زندہ کرنے کی قوت رکھتا ہے نہ مارنے کی ۱۲

اجازت (قدرت) نہ ہوگی، چنانچہ وہ کہے گا کہ یہ اُس آدمی[1] کا شہر ہے (اسی لئے میں اس میں داخل نہ ہو سکا)۔

پھر وہ یہاں سے چل کر شام آئے گا، تو عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوجائیں گے اور "افیق"[2] نامی گھاٹی کے پاس اُسے قتل کردیں گے (مسند احمد والدر المنثور بحوالہ ابن ابی شیبہ)

۳۶۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو چیزیں دجال کے ساتھ ہوں گی میں انھیں دجال سے زیادہ جانتا ہوں، اس کے ساتھ دو نہریں ہوں گی جن میں سے ایک تو دیکھنے والوں کو بھڑکتی ہوئی آگ معلوم ہوگی، اور دوسری سفید پانی، پس تم میں سے جو اس کو پائے اسے چاہیئے کہ (اپنی) آنکھیں بند کرلے اور پانی اس نہر سے پیئے جو دیکھنے میں آگ نظر آتی ہو، کیونکہ (حقیقت میں) وہ ٹھنڈا پانی ہوگا، اور دوسری نہر سے بچتے رہنا کیونکہ وہی عذاب ہے۔

اور جان لو کہ اس کی پیشانی پر "کافر" لکھا ہوا ہوگا، جسے وہ شخص بھی پڑھ لے گا جو لکھنا جانتا ہو اور وہ بھی جو لکھنا نہ جانتا ہو اور اس کی ایک آنکھ مسوحہ (مٹی ہوئی) ہوگی، اس پر ایک پھلی ہوگی[3]۔

وہ آخری بار اردن کے علاقہ میں "افیق" نامی گھاٹی پر نمودار ہوگا، اس وقت جو شخص بھی اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہوگا اردن کے علاقہ میں موجود ہوگا (مسلمانوں اور دجال کے لشکر کے درمیان جنگ ہوگی جس میں) وہ ایک تہائی مسلمانوں کو قتل کردے گا، ایک تہائی کو شکست دے کر بھگا دے گا، اور ایک تہائی کو باقی چھوڑے گا۔ رات ہوجائیگی تو بعض مؤمنین بعض سے کہیں گے کہ تمھیں اپنے رب کی خوشنودی کے لئے اپنے (شہید) بھائیوں سے جاملنے (شہید ہوجانے) میں اب کس چیز کا انتظار ہے؟ جس کے پاس کھانے کی کوئی چیز زائد ہو وہ اپنے (مسلمان) بھائی کو دیدے، تم فجر ہوتے ہی (عام معمول کی بہ نسبت)

---

[1] یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ۱۲ [2] یہ گھاٹی اردن میں ہے اور اردن کی سرحد فلسطین سے ملی ہوئی ہے لہٰذا جن حدیثوں میں ہے کہ فلسطین میں باب لُدّ کے پاس قتل کریں گے یہ حدیث ان کے معارض نہیں اس گھاٹی کا ذکر حدیث ۱۶ میں بھی آیا ہے اس کی مراجعت کی جائے [3] اس کی تفسیر حدیث ۲۵ کے حاشیہ میں گذر چکی ہے ۱۲

جلدی نماز پڑھ لینا، پھر دشمن کے مقابلہ پر روانہ ہو جانا

پس جب یہ لوگ نماز کے لئے اٹھیں گے تو عیسیٰ علیہ السلام ان کے سامنے نازل ہو جائیں گے۔ اور نماز ان کے ساتھ پڑھیں گے، نماز سے فارغ ہو کر وہ ہاتھ سے) اشارہ کرتے ہوئے فرمائیں گے کہ میرے اور دشمنِ خدا (دجال) کے درمیان سے ہٹ جاؤ تاکہ مجھے دیکھ لے)۔ ـــــ ابو حازم (جو اس حدیث کے راویوں میں سے ایک ہیں) کہتے ہیں کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دجال (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھتے ہی) ایسا پگھلے گا جیسے دھوپ میں چکنائی پگھلتی ہے، اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے یہ فرمایا کہ (ایسا گھلے گا) جیسے نمک پانی میں گھلتا ہے، اور اللہ دجال اور اس کے لشکر پر مسلمانوں کو مسلط کر دے گا چنانچہ وہ ان سب کو قتل کر دیں گے، حتّٰی کہ شجر و حجر بھی پکاریں گے، کہ اے اللہ کے بندے، اے رحمٰن کے بندے، اے مسلمان یہ یہودی ہے اسے قتل کر دے" غرض اللہ تعالیٰ ان سب کو فنا کر دے گا اور مسلمان فتحیاب ہونگے، پس مسلمان صلیب کو توڑ دیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے اور جزیہ بند کر دیں گے۔

مسلمان اسی حال میں ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ یاجوج و ماجوج کو باہر نکال دے گا، اُن کی پہلی جماعت بحیرہ طبریہ کا پانی پی لے گی، اور ان کی آخری جماعت جب وہاں پر پہنچے گی تو پہلی جماعت اس کا سارا پانی پی چکی ہو گی اور اس میں ایک قطرہ بھی نہ چھوڑا ہو گا، چنانچہ بعد میں آنے والی جماعت (بحیرہ طبریہ کو دیکھ کر) کہے گی کہ یہاں کسی زمانہ میں پانی کا اثر تھا۔

پس پیغمبر خدا (عیسیٰ علیہ السلام) اور ان کے پیچھے اُن کے ساتھی آکر فلسطین کے ایک شہر میں داخل ہو جائیں گے جسے "لُد" کہا جاتا ہو گا۔

یاجوج ماجوج کہیں گے کہ اہلِ زمین پر تو ہم غلبہ پا چکے آؤ اب آسمان والوں سے جنگ کریں اس وقت پیغمبرِ خدا (عیسیٰ علیہ السلام) اللہ سے دعا کریں گے جس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ اللہ ان کے حلق میں ایک قسم کا پھوڑا[1] (یا زخم) پیدا کر دے گا جس کے باعث

---

[1] پیچھے حدیث ۵ میں ہے کہ "اللہ ان کے اوپر ایک کیڑا مسلط کر دے گا جو ان کی گردنوں میں پیدا ہو گا" اور
(باقی ص۸۴ پر)

ان میں سے کوئی باقی نہ بچے گا۔ اب اُن (کی لاشوں) کا تعفن مسلمانوں کو پریشان کرے گا، تو عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام دعا کریں گے، چنانچہ اللہ یاجوج ماجوج (کی لاشوں) پر ایک ہوا بھیجے گا جو ان سب کو سمندر میں ڈال دے گی۔

(مستدرک حاکم، وکنز العمال بحوالہ ابن عساکر، یہ حدیث مسلم میں بھی مختصراً آئی ہے)

۳۷۔ حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (قیامت کی بڑی بڑی علامات میں سے) ابتدائی علامات دجّال اور نزول عیسیٰ ہیں، اور ایک[۱] آگ جو عدن کی گہرائی[۲] سے نکلے گی (اور) لوگوں کو محشر کی طرف ہانک کر لے جائے گی۔ (الدر المنثور بحوالہ ابن جریر)

۳۸۔ حضرت عبداللہ بن مُغَفَّل رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آفرینشِ آدم سے لے کر قیامت تک اللہ نے ایسا کوئی فتنہ نازل نہیں کیا (اور نہ کرے گا) جو دجال کے فتنہ سے زیادہ عظیم ہو۔ اور میں نے اُس کے بارے میں ایسی باتیں (علامات) بتادی ہیں کہ مجھ سے پہلے ایسی کسی نے نہیں بتائیں۔

اس کا رنگ گہرا گندمی ہوگا، بال پیچ دار ہوں گے، بائیں آنکھ ممسوح (بے نور) ہوگی، اس کی (دائیں[۱]) آنکھ پر موٹی پھلی ہوگی، مادر زاد اندھے اور ابرص کو تندرست کردے گا، اور کہے گا میں تمہارا رب ہوں" پس جو شخص کہے گا کہ "میرا رب اللہ ہے" اس پر کوئی فتنہ (عذاب) نہ ہوگا، اور جو شخص کہے گا کہ "تو میرا رب ہے" وہ فتنہ میں مبتلا ہوجائے گا (یعنی کافر ہونے کے باعث جب تک اللہ چاہے گا وہ تمہارے اندر رہے گا پھر عیسیٰ ابن مریم نازل ہوجائیں گے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کی تصدیق کرتے ہوئے انہی کی شریعت پر (کاربند) ہونگے وہ ایک ہدایت یافتہ امام اور حاکم عادل ہونگے اور دجال کو قتل کریں گے۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۳ یہاں "گلے میں ایک قسم کے پھوڑے" کا ذکر ہے۔ دونوں میں کوئی تعارض نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ کیڑا گردن میں پیدا ہوگا اس کی وجہ سے حلق میں پھوڑا یا زخم ہوجائے گا اور وہی موت کا آخری سبب بنے گا (حاشیہ) حاشیہ صفحہ ہذا [۱] یہ "قعرِ عدن" کا ترجمہ ہے علامہ نوویؒ اس کی شرح میں فرماتے ہیں "ومعناہ من اقصیٰ قعر ارض عدن" یعنی عدن کے علاقہ میں زمین کی تہ میں سے یہ آگ نکلے گی۔ شرح مسلم للنوویؒ ص ۳۹۳ ج ۲ (اصح المطابع دہلی) [۲] دجال کی آنکھوں کی تفصیل حدیث ۵، ۱۴، و ۳۵ کے حاشیہ میں گذرچکی ہے ۱۲

(کنز العمال بحوالہ طبرانی و فتح الباری)

۳۹۔ حضرت حُذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے (دیگر) صحابہ تو (آپ سے) خیر کے بارے میں پوچھتے تھے، اور میں شر کے بارے میں پوچھا کرتا تھا، اس خوف سے کہ کہیں شر میں مبتلا نہ ہو جاؤں (اس حدیث کے آخر میں حضرت حذیفہ فرماتے ہیں کہ) میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ گمراہی کی دعوت دینے والوں کے بعد کیا واقعہ ہوگا آپ نے فرمایا "خروج دجال" میں نے کہا یا رسول اللہ دجال کیا لائے گا؟ آپ نے فرمایا "وہ ایک آگ اور ایک نہر لائے گا۔ پس جو شخص اس کی آگ میں گرے گا اُس کا اجر و ثواب یقینی ہو جائے گا اور اس کا گناہ (جو پہلے کبھی کیا ہوگا) معاف[1] ہو جائے گا

میں نے کہا "یا رسول اللہ پھر دجال (کے خروج) کے بعد کیا ہوگا؟ آپ نے فرمایا "عیسیٰ ابن مریم" (نازل ہوں گے) میں نے کہا "تو عیسیٰ ابن مریم" کے بعد کیا ہوگا؟ فرمایا "اگر کسی شخص کی گھوڑی بچہ دے گی تو قیامت آنے تک اس بچہ پر سواری کی نوبت نہیں[2] آئے گی۔

(کنز العمال و ابن عساکر بحوالہ ابن ابی شیبہ[3])

۴۰۔ حضرت عبدالرحمٰن بن سَمُرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ موتہ کے موقعہ پر (حضرت) خالد بن الولید (رضی اللہ عنہ) نے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (فتح کی) خوشخبری دینے کے لئے (مدینہ) بھیجا (مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سب حالات پہلے ہی بذریعہ وحی معلوم ہو چکے تھے) چنانچہ جب میں نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا "یا رسول اللہ" تو آپ نے فرمایا "عبدالرحمٰن ذرا ٹھہرو" (یعنی مجھے سب حالات معلوم ہیں تم سے پہلے میں ہی

---

[1] یعنی جو شخص دجال کے حکم کی خلاف ورزی کرے گا اور سزا کے طور پر دجال اس کو اپنی آگ میں ڈال دیگا اس کو آخرت میں ثواب ملے گا اور پچھلے گناہ معاف ہو جائیں گے ۱۲ [2] اس کا ایک مطلب تو یہ ہو سکتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد قیامت اتنی قریب ہو گی کہ اس گھوڑی کے بچہ پر سواری کی نوبت آنے سے پہلے ہی قیامت آجائے گی اور دوسرا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد جہاد کا سلسلہ قیامت تک منقطع رہیگا چنانچہ جہاد کی غرض سے کسی گھوڑے پر سواری نہ کی جائے گی ۱۲ واللہ اعلم۔ محمد رفیع [3] اس حدیث کا کچھ حصہ بخاری، مسلم، ابوداؤد، ابن ماجہ، نسائی اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے ۱۲

بتا دیتا ہوں اور وہ یہ کہ جھنڈا زید بن حارثہ نے پکڑ رکھا تھا، وہ جنگ کرتے کرتے شہید ہو گئے اللہ زید پر رحمت نازل فرمائے، پھر جھنڈا جعفر نے تھام لیا، اور وہ (بھی) لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔ اللہ جعفر پر رحمت نازل فرمائے، پھر جھنڈا عبداللہ بن رواحہ نے پکڑا وہ (بھی) لڑتے لڑتے شہید ہو گئے، اللہ عبداللہ پر رحمت نازل فرمائے۔ پھر جھنڈے کو خالد بن الولید نے تھاما تو اللہ نے خالد کے ہاتھوں فتح نصیب فرمائی، پس خالد اللہ کی تلواروں میں ایک تلوار ہے۔[1]

(اس حدیث کے آخر میں ہے کہ) عیسیٰ ابن مریم میری امت میں ایسے لوگوں کو ضرور پائیں گے جو ہمارے بعد پیدا ہوں گے اور ان کی صحبت میں ان کے مددگار بن کر رہیں گے۔

(الدر المنثور بحوالہ نوادر الاصول للحکیم الترمذی، وکنز العمال بحوالہ ابو نعیم)

یہاں تک چالیس حدیثیں ہوئیں جن میں سے ائمہ حدیث کی تصریحات کے مطابق بعض "صحیح" ہیں اور بعض "حسن"، ضعیف حدیث کوئی نہیں)۔

وہ احادیث جو محدثین نے اپنی کتابوں میں روایت کیں اور ان پر سکوت فرمایا[2]

(یعنی ان کے "صحیح" یا "حسن" وغیرہ ہونے کی صراحت نہیں کی)

۴۱۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

---

[1] حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی دامت برکاتہم نے حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ایک ارشاد سند کے ساتھ نقل فرمایا ہے کہ حضرت خالد بن الولید کو جو تمنا تھی کہ کسی جہاد میں شہید ہوں اس کا پورا ہونا ممکن نہ تھا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سیف اللہ (اللہ کی تلوار) کا لقب عطا فرمایا تھا اور اللہ کی تلوار کو توڑا نہیں جا سکتا اسی لئے ان کی تمنا پوری نہ ہوئی (حاشیہ) [2] جیسا کہ قارئین کرام کو معلوم ہے اس کتاب کی حدیثوں کا انتخاب مشہور امام حدیث استاذ الاساتذہ حضرت مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ہے آپ نے مختلف کتب حدیث میں سے تلاش کر کے چالیس احادیث تو ایسی جمع فرما دیں جو ائمہ حدیث کی تصریحات کے مطابق سب کی سب قوی سند سے ثابت اور قابل استدلال ہیں یعنی بعض احادیث "صحیح" ہیں اور بعض حسن کوئی حدیث ضعیف نہیں۔ پچھلے صفحات میں وہی چالیس حدیثیں بیان ہوئی ہیں مگر آگے جو احادیث آ رہی ہیں وہ جن کتب

بقیہ صفحہ پر

کردہ (امام) جن کے پیچھے عیسیٰ ابن مریم نماز پڑھیں گے (یعنی امام مہدی) ہمارے ہی (خاندان) سے ہوں گے۔ (کنز العمال بحوالہ ابونعیم)

حاشیہ بقیہ صفحہ ۸۶: حدیث سے لی گئیں اُن کے مؤلفین نے ان حدیثوں کے بارے میں صحیح یا حسن ہونے کی تصریح نہیں کی بلکہ سکوت کیا ہے، اور حضرت موصوف رحمۃ اللہ علیہ کو بھی ان احادیث کی کما حقہٗ تحقیق اور چھان بین کا موقع نہیں ملا کہ ان کے صحیح یا حسن یا ضعیف وغیرہ ہونے کا فیصلہ کیا جا سکتا، اسی لئے ان احادیث کو پچھلی احادیث سے مذکورہ بالا عنوان کے ذریعہ ممتاز کر دیا تھا گویا اس طرح علماء کرام کو دعوت دی گئی تھی کہ وہ ان احادیث کی محدثانہ تحقیق فرمائیں اور ائمہ حدیث کی تحقیقات کی روشنی میں ہر ہر حدیث کا درجہ قوت وضعف معلوم کریں ۔۔۔ شام کے مشہور و متبحر عالم شیخ عبدالفتاح ابوغدہ دامت برکاتہم کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے کہ انہوں نے یہ فریضہ نہایت کاوش و احتیاط سے بحسن و خوبی انجام دیا یعنی آگے آنے والی احادیث اور ان کی سندوں کے بارے میں ائمہ حدیث کی ناقدانہ آراء اپنے عربی حاشیہ میں درج فرما دیں یہ عربی حاشیہ اصل عربی کتاب کے ساتھ حلب (شام) سے شائع ہو چکا ہے اور اس وقت ناچیز راقم الحروف کے سامنے ہے شیخ عبدالفتاح دامت برکاتہم کی تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ آگے جو احادیث ۱۰۱ تک آ رہی ہیں ان میں سے تین حدیثیں (یعنی حدیث ۹۸، ۹۵، ۱۰۱) ضعیف ہیں اور چار یعنی حدیث ۱۰۱، ۹۳، ۹۴، ۱۰۰ موضوع ہیں ہمارا مختصر اردو حاشیہ ہر حدیث کی مفصل تحقیق کا متحمل نہیں، اس لئے جن حضرات کو تحقیق مطلوب ہو وہ کتاب "التصریح بما تواتر فی نزول المسیح" کے شامی ایڈیشن میں شیخ عبدالفتاح کا عربی حاشیہ ملاحظہ فرمائیں البتہ اتنی بات یہاں بیان کر دینا ضروری ہے کہ محدثین جب کسی حدیث کو "ضعیف" یا "موضوع" قرار دیتے ہیں بسا اوقات وہ کسی خاص لفظ یا سند کے اعتبار سے تو ضعیف یا موضوع ہوتی ہے، مگر کسی دوسرے لفظ یا سند کے اعتبار سے صحیح یا حسن اور قابل استدلال ہوتی ہے، لہٰذا جب کوئی حدیث ضعیف یا موضوع نظر آئے اس سے یہ فیصلہ کر لینا صحیح نہ ہوگا کہ اس مضمون کی کوئی اور حدیث قوی سند کے ساتھ موجود نہیں۔ الا یہ کہ ائمہ حدیث ہی ایسی کوئی صراحت فرما دیں۔ اس تفصیل کے بعد قارئین کے لئے یہ فیصلہ کرنا مشکل نہیں کہ اس کتاب میں آگے جو تین حدیثیں ضعیف اور چار موضوع آ رہی ہیں ان کے ضعیف یا موضوع ہونے سے اصل مسئلہ (نزولِ مسیح) پر جو کہ کتاب کا موضوع ہے کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ یہ مضمون اگر کسی حدیث میں موضوع یا ضعیف سند کے ساتھ آیا ہے تو بیسیوں حدیثوں میں نہایت قوی سند کے ساتھ بھی آ چکا ہے۔ (جیسا کہ پچھلی تمام احادیث سے ثابت ہے ۱۲

۴۲۔ حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا (حضرت) عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ "اے میرے چچا، اللہ تعالیٰ نے اسلام کا آغاز مجھ سے کیا، اور اختتام (پر دین کی خدمت) ایسے شخص سے کرائے گا جو آپ کی اولاد[1] میں سے ہوگا۔ یہ وہی ہوگا جو عیسیٰ ابن مریم کے آگے بڑھے گا (یعنی نماز میں ان کی امامت کرے گا)۔

(کنز العمال بحوالہ ابونُعیم)

۴۳۔ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اپنے چچا سے) فرمایا: اے عباس اللہ تعالیٰ نے اس چیز (یعنی اسلام) کا آغاز مجھ سے کیا اور اختتام (پر دین کی خدمت) ایسے شخص سے کرائے گا جو تمہاری[2] اولاد میں ہوگا۔ وہ زمین کو عدل و انصاف سے اسی طرح بھر دے گا جس طرح کہ وہ ظلم و جور سے بھری ہوئی تھی اور نماز میں عیسیٰ علیہ السلام کی امامت وہی کرے گا (کنز العمال بحوالہ دارقطنی، و خطیب و ابن عساکر)

۴۴۔ حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے کہا یا رسول اللہ دجال پہلے ہے یا عیسیٰ ابن مریم؟ آپ نے فرمایا دجّال، پھر عیسیٰ ابن مریم، اور ان کے بعد اگر کسی کی گھوڑی بچہ دے گی تو قیامت آنے تک بچّہ پر سواری کی نوبت نہ آئے گی۔

(کنز العمال بحوالہ ابونُعیم بن حماد)

۴۵۔ حضرت کیسان بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ عیسیٰ ابن مریم دمشق کی مشرقی سمت میں سفید منارے کے پاس نازل ہوں گے (کنز العمال بحوالہ تاریخ البخاری و تاریخ ابن عساکر)

۴۶۔ حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہندوستان کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ تمہارا (یعنی مسلمانوں) کا ایک لشکر ہندوستان سے جہاد کرے گا جس کو اللہ فتح نصیب فرمائے گا حتّٰی کہ یہ لشکر اہلِ ہند کے بادشاہوں کو طوق د

---

[1] شیخ عبدالفتاح ابوغدہ دامت برکاتہم کی تحقیق کے مطابق یہ حدیث موضوع ہے جیسا کہ پیچھے بھی بیان کیا جا چکا ہے تفصیل کے لئے اسی کتاب کے شامی ایڈیشن میں موصوف کے حواشی (ص ۲۱۵) ملاحظہ فرمائے جائیں ۱۲

[2] یہ حدیث بھی موضوع ہے تفصیل کے لئے شامی ایڈیشن کے حواشی ص ۲۱۶ تا ۲۱۷ ملاحظہ فرمائے جائیں۔

سلاسل میں جکڑ لے گا، اللہ اس لشکر کے گناہوں کو معاف فرمادے گا۔ پھر جب یہ لوگ لوٹ کر واپس لوٹیں گے تو شام میں ابن مریم کو پائیں گے۔ (کنز العمال بحوالہ نعیم بن حماد)

۴۷۔ حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عیسیٰ ابن مریم کے نازل ہونے تک میری امت میں ایک جماعت ہمیشہ حق پر قائم رہے گی، لوگوں (دشمنانِ اسلام) کے مقابلہ میں ڈٹی رہے گی اور اپنے مخالفین کی پرواہ نہ کرے گی۔[1]

امام اوزاعی فرماتے ہیں کہ میں نے یہ حدیث قتادہ کو سنائی تو انھوں نے کہا کہ میں سمجھتا ہوں کہ وہ جماعت اہلِ شام کے علاوہ کوئی اور نہیں ہے[2] (کنز العمال بحوالہ ابن عساکر)

۴۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دجال کی پیروی سب سے پہلے ستر ہزار[1] یہودی کریں گے، جن کے اوپر سبز اون کے موٹے موٹے کپڑے ہوں گے اور اس کے ساتھ جادوگر یہودی ہوں گے جو عجیب غریب کام کریں گے، اور لوگوں کو دکھا کر گمراہ کریں گے (آگے ابن عباس فرماتے ہیں کہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پس اس وقت میرے بھائی عیسیٰ ابن مریم آسمان سے افیق نامی پہاڑ (یعنی گھاٹی)[2] پر امامِ ہادی اور حاکمِ عادل کی حیثیت سے نازل ہوں گے، اُن کے سر پر ایک لمبی ٹوپی[3] ہوگی، میانہ قد، کشادہ پیشانی اور سیدھے بال والے ہوں گے، اُن کے ہاتھ میں ایک حربہ ہوگا۔ دجال کو قتل کریں گے، قتلِ دجال کے بعد جنگ ختم ہو جائے گی اور امن (کا دور دورہ) ہو جائے گا۔ حتیٰ کہ آدمی شیر سے ملے گا تو شیر کو جوش نہ آئے گا (یعنی وہ حملہ نہ کرے گا) اور سانپ کو پکڑیگا

---

[1] بظاہر ان کی نسلیں مراد ہیں ۱۲ [2] اس جماعت سے کونسی جماعت مراد ہے اس میں ائمہ حدیث کے مختلف اقوال ہیں ایک وہ ہے جو حضرت قتادہ کا اوپر نقل کیا گیا۔ اور علامہ نوویؒ شارح مسلم کی رائے یہ ہے کہ یہ ضروری نہیں کہ یہ پوری جماعت کسی خاص طبقہ، یا خاص علاقہ سے تعلق رکھتی ہو بلکہ ہو سکتا ہے کہ یہ جماعت مسلمانوں کے تمام یا اکثر طبقات میں منتشر اور متفرق طور پر موجود ہو، یعنی اس جماعت کے کچھ افراد مثلاً محدثین میں پائے جاتے ہوں، کچھ فقہاء میں کچھ صوفیاء میں کچھ مجاہدین میں، کچھ مبلغین میں، وغیرہ وغیرہ (حاشیہ) [2] اس گھاٹی کا کچھ بیان حدیث ۱۲ میں گذرا ہے ۱۲ [3] جیسا کہ پیچھے عرض کیا گیا شیخ عبد الفتاح ابوغدہ کی تحقیق کے مطابق یہ حدیث ضعیف ہے تفصیل کے لئے شامی ایڈیشن کے حواشی ص ۲۲۳ تا ص ۲۲۴ ملاحظہ فرمائے جائیں۔

تو وہ نقصان نہ پہنچائے گا، اور زمین اپنی نباتات ایسی (کثرت سے) اگاتے لگے گی جس طرح آدم (علیہ السلام) کے زمانہ میں اگاتی تھی، اہلِ زمین ان کی تصدیق کردیں گے، اور سب لوگ ایک ہی دین (اسلام) کے پیرو ہوجائیں گے۔ (کنز العمال بحوالہ ابن عساکر و اسحاق ابن بشر)

۴۹۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ جب تیری اولاد عراق میں رہائش پذیر ہوجائے گی اور سیاہ (کپڑے) پہننے لگے گی اور اہلِ خراسان ان کے پیرو اور مددگار رہوں گے تو ان سے یہ چیز (یعنی حکومت) زائل نہ ہوگی یہاں تک کہ وہ اسے[1] علیسیٰ ابن مریم کے سپرد کردیں (دار قطنی و کنز العمال)

۵۰۔ حضرت[2] عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا یارسول اللہ مجھے خیال ہوتا ہے کہ میں آپ کے بعد زندہ رہوں گی، تو کیا آپ مجھے اجازت دیتے ہیں کہ میں آپ کے برابر دفن کی جاؤں؟ آپ نے فرمایا وہ جگہ تمھیں کیسے مل سکتی ہے؟ وہاں میری ابوبکر کی، عمر کی اور عیسیٰ ابن مریم کی قبر کے علاوہ کسی کی جگہ نہیں ہے۔

(کنز العمال بحوالہ ابن عساکر و فصل الخطاب)

۵۱۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ مسیح ابن مریم یوم قیامت سے پہلے ظاہر ہوں گے، اور لوگ ان کی بدولت دوسروں سے مستغنی ہوجائیں گے۔

(کنز العمال بحوالہ ابن عساکر)

۵۲۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا[3] ارشاد ہے کہ اللہ کے نزدیک غربا سب سے زیادہ محبوب ہیں، ان سے پوچھا گیا کہ "غرباء کون ہیں؟" فرمایا غرباء وہ لوگ ہیں جو اپنا دین بچانے کے لئے فرار ہوکر علیسیٰ ابن مریم سے جاملیں گے (کنز العمال بحوالہ نعیم بن حمّاد)

۵۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

---

[1] شیخ عبدالفتاح ابوغدہ کی تحقیق کے مطابق یہ حدیث موضوع ہے تفصیل کے لئے اس کتاب کے شامی ایڈیشن میں موصوف کے حواشی (ص ۲۲۶ تا ص ۲۲۷) ملاحظہ فرمائے جائیں [2] یہ حدیث ضعیف ہے تفصیل کے لیے شامی ایڈیشن میں حاشیہ ص ۲۲۸ ملاحظہ فرمایا جائے [3] مسند احمد میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص کی روایت سے اسی مضمون کا ارشاد خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی منقول ہے (حاشیہ)

کہ عیسیٰ علیہ السلام نازل ہونے کے بعد لوگوں میں چالیس سال رہیں گے" (مرقاۃ الصعود ص ۱۸۹)

۵۴۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے نزول اور دجال کے بعد قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک کہ عرب ایک سو بیس[۱] سال تک اُن چیزوں کی عبادت نہ کرلیں جن کی عبادت ان کے آباء واجداد کیا کرتے تھے۔ (الاشاعۃ الاشراط الساعۃ)

۵۵۔ حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عیسیٰ ابن مریم نازل ہو کر دجال کو قتل کریں گے اور چالیس سال (دنیا میں) رہیں گے، لوگوں میں کتاب اللہ اور میری سنت کے مطابق عمل کریں گے اور اُن کی موت کے بعد لوگ عیسیٰ علیہ السلام کی وصیت کے مطابق (قبیلہ) بنی تمیم کے ایک شخص کو آپ کا خلیفہ مقرر کریں گے، جس کا نام مُقعد ہو گا مُقعد کی موت کے بعد لوگوں پر تین سال گزرنے نہ پائیں گے کہ قرآن لوگوں کے سینوں اور ان کے مصاحف[۲] سے اُٹھالیا جائیگا (الاشاعۃ ص ۲۴۹ بحوالہ کتاب الفتن لابی الشیخ ابن حیان)

۵۶۔ حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسیح (علیہ السلام کے نزول) کے بعد زندگی بڑی خوش گوار ہو گی، بادلوں کو بارش برسانے اور زمین کو نباتات اگانے کی اجازت مل جائے گی حتیٰ کہ اگر تم اپنا بیج ٹھوس اور چکنے پتھر میں بھی بوؤ گے تو اُگ آئے گا اور (امن وامان کا) یہ حال ہو گا کہ آدمی شیر کے پاس سے گذرے گا تو شیر نقصان نہ پہنچائے گا اور سانپ پر پاؤں رکھ دے گا تو وہ

---

[۱] بعض روایات حدیث سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد قیامت بہت جلد آجائے گی اور مذکورہ بالا حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کم از کم ایک سو بیس سال ضرور لگیں گے اس سے دونوں روایتوں میں تضاد کا شبہ ہوتا ہے۔ جواب یہ ہے کہ اگرچہ ایک سو بیس[۱۲] سال کی مدت ہو مگر یہ ایک سو بیس سال نہایت سرعت سے گذر جائیں گے حتیٰ کہ ایک سال ایک مہینہ کی برابر اور ایک مہینہ ایک ہفتہ کی برابر اور ایک ہفتہ ایک دن کی برابر ایک دن ایک گھنٹہ کی برابر معلوم ہوگا اوقات میں اس شدید بے برکتی کی پیشین گوئی مسند احمد کی ایک حدیث مرفوع میں صراحۃً موجود ہے جسے حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے (حاشیہ) [۲] قرآن کریم کے نسخے ۱۲

گزند نہ پہنچائے گا (لوگوں کے مابین) نہ بخل ہوگا نہ حسد اور نہ کینہ[1] (کنز العمال بحوالہ ابو نعیم)

۵۷۔ حضرت ربیع بن انس البکری رحمۃ اللہ علیہ جو ایک تابعی ہیں مرسلاً روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نصارٰی آئے اور عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں آپ سے مناظرہ کرتے ہوئے انھوں نے کہا "ان کا باپ کون ہے"؟ اور اللہ پر جھوٹ بہتان[2] باندھنے لگے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا "کیا تم نہیں جانتے کہ ہر بچہ اپنے باپ کے مشابہ (یعنی اُس کا ہم جنس) ہوتا ہے[3]؟ انھوں نے اقرار کیا کہ بے شک (ہم جنس ہوتا ہے) آپ نے فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ ہمارا رب زندہ ہے جسے کبھی موت نہیں آئے گی اور عیسیٰ علیہ السلام پر فنا آنے والی ہے، انھوں نے کہا بیشک ہمیں معلوم ہے الخ (اس حدیث میں آگے وہ دلائل ہیں جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ثابت فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بیٹے نہیں ہو سکتے۔ مگر حدیث کا یہ حصہ موضوع کتاب سے خارج ہونے کے باعث مؤلف نے حذف کر دیا ہے ہم بھی ان کی تقلید کرتے ہیں[4] ۱۲ مترجم)

(الدر المنثور شروع سورۂ آل عمران بحوالہ ابن جریر و ابن ابی حاتم)

۵۸۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عیسیٰ ابن مریم زمین پر نازل ہونے کے بعد نکاح کریں گے اور ان کی اولاد بھی ہوگی ــــــ الخ (مشکوٰۃ و ابن الجوزی و کنز العمال)

---

[1] معلوم ہوا کہ اموال و ثمرات کی قلت اور آپس کا بغض و عداوت درحقیقت گناہوں کی نحوست سے پیدا ہوتا ہے، چنانچہ زمین ان گناہوں سے پاک ہو جائے گی تو اس کی برکات ظاہر ہو جائیں گی، اللہ تعالیٰ ہم سب کو گناہوں سے بچنے کی توفیق مرحمت فرمائے ۱۲ [2] یعنی اللہ تعالیٰ کو عیسیٰ علیہ السلام کا باپ کہنے لگے العیاذ باللہ [3] چنانچہ انسان کا بیٹا انسان، حیوان کا بیٹا حیوان اور جن کا بیٹا جن ہوتا ہے، لہٰذا اگر نعوذ باللہ عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا مانا جائے تو لازم آئے گا کہ عیسیٰ بھی خدا ہوں اور یہ ممکن نہیں اس لئے کہ خدا فانی نہیں ہوتا اور عیسیٰ علیہ السلام پر فنا آنے والی ہے، لہٰذا وہ خدا کے بیٹے نہیں ہو سکتے [4] پوری حدیث تشریح کے ساتھ التصریح کے حلبی ایڈیشن میں دیکھی جا سکتی ہے ملاحظہ فرمائیں ۱۲

۵۹ - حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عیسیٰ (علیہ السلام) کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے دونوں ساتھیوں (ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہ) کے برابر میں دفن کیا جائے گا پس ان کی قبر چوتھی ہوگی۔ (بخاری فی تاریخہ والطبرانیؒ الدر المنثور)

۶۰ - حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے خروج مہدی کا انکار کیا اس نے اس وحی کے ساتھ کفر کیا جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی اور جس نے نزولِ عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کا انکار کیا اس نے کفر کیا، اور جس نے خروجِ دجال کا انکار کیا اس نے کفر کیا، اور جو شخص یہ ایمان نہ رکھتا ہو کہ اچھی اور بری تقدیر سب اللہ کی طرف سے ہے اس نے کفر کیا، کیونکہ جبریل نے مجھے بتایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو شخص یہ ایمان نہ رکھتا ہو کہ اچھی اور بری تقدیر سب اللہ کی طرف سے ہے۔ وہ میرے علاوہ کسی اور کو اپنا رب بنالے۔[1]

(فصل الخطاب والروض الانف ص ۱۶۰ ج ۱)

۶۱ - حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی مرسل[2] روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں سے فرمایا کہ عیسیٰؑ کو موت نہیں آئی وہ قیامت سے پہلے تمہاری طرف واپس آئیں گے۔ (تفسیر ابن کثیر سورۂ آل عمران و سورۂ النساء و ابن جریر)

۶۲ - حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ "قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے

---

[1] شیخ عبد الفتاح ابو غدہ دامت برکاتہم نے حافظ ابن حجر کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ یہ حدیث موضوع ہے لیکن علامہ جلال الدین سیوطی نے یہ حدیث اپنے رسالہ "العرف الوردی فی اخبار المہدی" میں ذکر کرکے اس پر سکوت فرمایا ہے تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو "التصریح بما تواتر فی نزول المسیح" کے شامی ایڈیشن کا حاشیہ ص ۲۴۳ کتاب میں یہ آخری حدیث ہے جسے محدثین نے موضوع قرار دیا ہے اسے ملا کر کتاب ہذا میں موضوع حدیثوں کی کل تعداد چار ہوگئی یعنی حدیث ۲۳، ۳۴، ۴۹، ۶۰ -

[2] محدثین کی اصطلاح میں مرسل اس حدیث کو کہتے ہیں جسے تابعی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرے مگر جس صحابی سے یہ حدیث اس تک پہنچی اسکا نام ذکر نہ کرے۔ رفیع -

عیسیٰ علیہ السلام ضرور نازل ہوں گے (حدیث کے آخر میں آپ نے یہ بھی فرمایا کہ) پھر اگر میری قبر کے پاس کھڑے ہو کر وہ "یا محمد" کہیں گے تو میں ضرور جواب دُوں گا۔
(مجمع الزوائد، تفسیر روح المعانی سورۃ الاحزاب)

۶۳۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام دنیا میں (نازل ہونے کے اکیس سال بعد) نکاح کریں گے اور (نکاح کے بعد) دنیا میں اُنیس سال قیام فرمائیں گے۔ (اس طرح دنیا میں قیام کی کل مدت چالیس سال ہو جائے گی جیسا کہ پیچھے صحیح احادیث میں گذرا ہے) (فتح الباری بحوالہ نعیم بن حماد)

۶۴۔ حضرت عروۃ بن رُدیم رحمۃ اللہ علیہ سے مرسلاً روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس اُمّتِ (محمدیہ) کا بہترین دَور دَورِ اوّل[1] اور دورِ آخر ہے، دورِ اوّل میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں اور آخری دور میں عیسیٰ ابن مریم، اور ان دونوں کے مابین (بیشتر لوگ دینی اعتبار سے) بے ڈھنگے کجرو ہوں گے۔ وہ تیرے طریقہ پر نہیں تو اُن کے طریقہ پر نہیں۔ (کنز العمال ص ۲۰۲ ج ۷ بحوالہ حلیہ)

۶۵۔ حضرت کعب احبار رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دیکھا کہ اُن کی پیروی کرنے والے کم اور تکذیب کرنے والے زیادہ ہیں تو اس کی شکایت اللہ تعالیٰ سے کی چنانچہ اللہ نے ان کے پاس وحی بھیجی کہ میں تم کو (اپنے وقت مقررہ پر طبعی موت سے) وفات دُوں گا (پس جب تمہارے لئے طبعی موت مقرر ہے تو ظاہر ہے کہ ان دشمنوں کے ہاتھوں پھانسی وغیرہ پر جان دینے سے محفوظ رہو گے) اور (فی الحال) میں تم کو اپنے (عالمِ بالا کی) طرف اٹھائے لیتا ہوں، اور جس کو میں اپنے پاس اُٹھاؤں وہ مردہ نہیں، اور میں اس کے بعد تم کو کانے دجّال پر بھیجوں گا اور تم اس کو قتل کرو گے (آگے فرماتے ہیں کہ) یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کی تصدیق کرتی

---

[1] دوسری صحیح احادیث میں صراحت ہے کہ "خیر القرون قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم" یعنی سب سے اچھا دور میرا ہے پھر ان لوگوں کا دور ہے جو میرے بعد ہوں گے پھر ان لوگوں کا دور جو ان کے بعد آئیں گے اس سے معلوم ہوا کہ تمن کی حدیث میں جس دور کو ٹیڑھا فرمایا گیا ہے صحابہ و تابعین کا دور اس میں داخل نہیں ہے ز رف

ہے جس میں آپ نے فرمایا ہے کہ "ایسی امت کیسے ہلاک ہوسکتی ہے جس کے شروع میں میں ہوں اور آخر میں عیسیٰؑ؟" (الدر المنثور بحوالہ ابن جریر)

۶۶۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے صاحب زادے حضرت زین العابدین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک طویل حدیث روایت فرمائی جس کے آخر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بھی ہے کہ "ایسی امت کیسے ہلاک ہوسکتی ہے جس کے اوّل میں میں ہوں، بیچ[1] میں مہدی اور آخر میں مسیح (علیہ السلام) ہیں؟ لیکن درمیانی زمانے میں ایک کج رَد جماعت ہوگی، وہ میرے طریقہ پر نہیں میں ان کے طریقہ پر نہیں۔ (مشکوٰۃ)

۶۷۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "خوب سن لو عیسیٰ ابن مریم کے اور میرے درمیان نہ کوئی نبی ہے نہ کوئی رسول، یاد رکھو کہ وہ میرے بعد میری امت (کے آخری زمانہ) میں میرے خلیفہ ہوں گے، یاد رکھو وہ دجال کو قتل کریں گے، صلیب کو توڑیں گے، اور جزیہ موقوف کردیں گے، اور جنگ ختم ہوجائے گی، یاد رہے تم میں سے جو ان کو پائے اُنھیں میرا سلام پہنچا دے۔

(الدر المنثور ص ۲۴۲ ج ۲ بحوالہ طبرانی)

۶۸۔ حضرت عمرو بن سفیان تابعی فرماتے ہیں کہ مجھے ایک انصاری مرد نے ایک صحابی کے حوالہ سے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دجّال کے ذکر میں فرمایا تھا کہ وہ (مدینہ سے باہر) مدینہ کی بنجر زمین تک آئے گا (کیونکہ) مدینہ میں اس کا داخلہ ممنوع ہوگا۔ پس مدینہ طیبہ اپنے باشندوں کو ایک یا دو[2] مرتبہ زلزلہ میں مبتلا کرے گا جس کے نتیجہ میں مدینہ سے ہر منافق مرد و عورت نکل کر دجّال کے پاس چلا جائے گا۔

پھر دجّال شام کی طرف آئے گا اور شام کے ایک پہاڑ کے پاس پہنچ کر مسلمانوں کا محاصرہ کریگا

---

[1] بیچ سے مراد آخری زمانہ سے ذرا پہلے کا زمانہ ہے، کیونکہ دوسری احادیث میں (جو پیچھے گذر چکی ہیں) صراحت ہے کہ امام مہدی نزول عیسیٰ سے پہلے ظاہر ہوں گے اور نزول سے کچھ بعد تک زندہ رہیں گے۔

[2] راوی کو شک ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے "ایک بار" فرمایا یا "دو بار" مگر صحیح بات وہی ہے جو حدیث ۳۳ میں گذری کہ یہ زلزلہ تین بار ہوگا (حاشیہ)

اور (اس کی تفصیل یہ ہے کہ دجّال سے) بچے ہوئے مسلمان اس زمانہ میں شام کے ایک پہاڑ کی چوٹی پر پناہ گزیں ہوں گے۔ پس دجّال اس پہاڑ کے دامن میں اتر کر ان کا محاصرہ کرے گا۔

جب محاصرہ طول کھینچے گا تو ایک مسلمان (اپنے ساتھیوں سے) کہے گا "اے مسلمانو تم اس طرح کب تک رہو گے کہ تمہارا دشمن تمہارے اس پہاڑ کے دامن میں پڑاؤ ڈالے رہے؟ (تم اس پر ٹوٹ پڑو کیونکہ) تمہیں دو فائدوں میں سے ایک ضرور مل کر رہے گا کہ یا تو اللہ تم کو شہادت عطا کرے گا یا فتح نصیب فرمائے گا۔ یہ سُن کر مسلمان جہاد کی بیعت (عہد) کریں گے، اللہ جانتا ہے کہ ان کی طرف سے وہ بیعت سچی ہو گی۔

پھر اُن پر ایسی تاریکی چھائے گی کہ کسی کو اپنا ہاتھ سجھائی نہ دے گا، اب عیسٰی ابن مریم نازل ہوں گے، پس لوگوں کی آنکھوں اور ٹانگوں کے درمیان سے تاریکی ہٹ جائے گی (یعنی اتنی روشنی ہو جائے گی کہ لوگ ٹانگوں تک دیکھ سکیں) اس وقت عیسٰی علیہ السلام کے جسم پر ایک زرہ ہو گی، پس لوگ ان سے پوچھیں گے آپ کون ہیں؟ وہ فرمائیں گے "میں عیسٰی ابن مریم اللہ کا بندہ اور رسول ہوں اور اس کی (پیدا کردہ) جان اور اس کا کلمہ ہوں (یعنی باپ کے بغیر محض اس کے کلمۂ "کن" سے پیدا ہوا ہوں) تم تین صورتوں میں سے ایک کو اختیار کر لو کہ یا تو اللہ دجّال اور اس کی فوجوں پر بڑا عذاب آسمان سے نازل کر دے، یا ان کو زمین میں دھنسا دے، یا ان کے اوپر تمہارے اسلحہ مسلط کر دے اور ان کے ہتھیاروں کو تم سے روک دے۔

مسلمان کہیں گے "یا رسول اللہ یہ (آخری) صورت ہمارے لئے اور ہمارے قلوب کے لئے زیادہ طمانیت کا باعث ہے، چنانچہ اس روز تم بہت کھانے پینے والے (اور) ڈیل ڈول والے یہودی کو بھی) دیکھو گے کہ ہیبت کی وجہ سے اس کا ہاتھ تلوار نہ اٹھا سکے گا

پس مسلمان (پہاڑ سے) اُتر کر اُن کے اوپر مسلط ہو جائیں گے، اور دجّال جب (عیسٰی) ابن مریم کو دیکھے گا تو سیسہ (یا رانگ) کی طرح پگھلنے لگے گا۔ حتیٰ کہ عیسٰی علیہ السلام اُسے جا لیں گے اور قتل کر دیں گے (الدر المنثور بحوالہ معمر)

۶۹۔ حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

کہ عیسیٰ ابن مریم ایسے آٹھ سو مرد اور چار سو عورتوں میں نازل ہوں گے جو اس وقت کے اہلِ زمین میں سب سے بہتر اور پچھلے (یعنی پچھلی اُمتوںؑ کے) صلحاء سے بھی بہتر ہوں گے۔

(کنز العمال بحوالہ دیلمی)

۷۰۔ حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عیسیٰ ابن مریم نازل ہوں گے، پس وہ (پنج وقتہ) نمازیں پڑھائیں گے اور جمعہ کی نمازیں، اور حلال چیزیں زیادہ کردیں گےؑ گویا میں انھیں بطنِ روحاءؑ کے مقام پر دیکھ رہا ہوں کہ ان کی سواریاں انھیں حج یا عمرہ کے واسطے لئے جا رہی ہیں۔ (کنز العمال بحوالہ ابن عساکر)

۷۱۔ حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دجال جو اللہ کا دشمن ہے اس طرح نکلے گا کہ اس کے ساتھ یہودیوں اور مختلف اقسام کے لوگوں کی فوجیں ہوں گی، نیز اس کے ساتھ جنت اور آگ ہوگی، اور کچھ ایسے لوگ ہوں گے جنھیں وہ قتل کرکے زندہؑ کرے گا اور اس کے ساتھ ثریدؑ کا ایک پہاڑ اور پانی کی ایک نہر ہوگی (آگے دجال کی علامات اور بعض تفصیلات بیانؑ فرمائیں اور آخر میں فرمایا) اور اللہ عیسیٰ ابن مریم کو (اس کے پاس) لے جائے گا حتیٰؑ کہ وہ اُسے قتل کردیں گے پس اس کے ساتھی ذلیل ہوں گے اور ذلیل ہوکر لوٹیں گے اس حدیث کی سند میں ایک راوی سوید بن عبدالعزیز ہیں جو متروکؑ ہیں۔ (کنز العمال ص ۲۶۳ ج ۷، بحوالہ نعیم بن حماد)

ؑ پچھلے صلحاء سے پچھلی امتوں کے صلحاء بھی مراد ہو سکتے ہیں اور وہ صلحاء بھی جو قرونِ مشہود لہا بالخیر کے بعد یعنی تبع تابعین کے بعد امت محمدیہ میں گزرے ہیں واللہ اعلم۔ ر۔ف ؑ یعنی ان کی برکت سے حلال چیزوں کی پیداوار بہت زیادہ ہو جائے گی جس کی تفصیل پیچھے متعدد احادیث میں گزر چکی ہے واللہ اعلم۔ رفیع ؑ بطنِ روحاء مدینہ طیبہ اور بدر کے درمیان ایک جگہ کا نام ہے (حاشیہ) ؑ یعنی اس کی شعبدہ بازی سے لوگوں کو ایسا معلوم ہوگا ورنہ حقیقۃً وہ ایسا نہ کرسکے گا (حاشیہ) ؑ ایک قسم کا کھانا ہے جو عربوں کے بہترین کھانوں میں شمار ہوتا ہے شوربہ میں روٹی کے ٹکڑے اور گوشت کی بوٹیاں ملا کر بنایا جاتا ہے اور "ثرید کے پہاڑ" کا مطلب یا تو یہ ہے کہ اس کے پاس ثرید بہت بڑی مقدار میں ہوگا یا یہ مطلب ہے کہ ثرید جیسے بہت بہترین کھانے بڑی مقدار میں اس کے پاس ہوں گے (حاشیہ) ؑ مؤلف مدظلہم نے بقصد اختصار یہ تفصیلات حذف فرمادی ہیں پوری حدیث "التصریح" کے عربی ایڈیشن میں دیکھی جا سکتی ہے۔ ؑ لہٰذا یہ حدیث ضعیف ہے۔ ر۔ف

۷۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام کی خوراک لوبیا تھی یہاں تک کہ انھیں (آسمان پر) اٹھا لیا گیا اور انھوں نے ایسی کوئی چیز نہیں کھائی جو آگ پر پکائی گئی ہو، یہاں تک کہ انھیں (آسمان پر) اٹھا لیا گیا۔

(کنز العمال بحوالہ دیلمی)

۷۳۔ حضرت سلمہ بن نُفیل السکونی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "عیسیٰ ابن مریم کے نزول تک (حکم) جہاد منقطع نہیں ہوگا۔

(سیرۃ المُغُلطائی و مسند احمد)[1]

۷۴۔ ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب انھوں نے بیت المقدس کی زیارت کی اور مسجد اقصیٰ میں نماز پڑھ کر فارغ ہوئیں تو "زیتا" پہاڑ پر چڑھ کر وہاں بھی نماز پڑھی اور فرمایا "یہ وہی پہاڑ ہے جس سے عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان اٹھایا گیا" اور عیسائی اس پہاڑ کی تعظیم کیا کرتے تھے اور اب بھی تعظیم کرتے ہیں۔

(تفسیر فتح العزیز، سورۃ تین)

۷۵۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُن کے سامنے دجال کا ذکر کیا گیا تو فرمایا کہ خروجِ دجال کے وقت لوگ تین گروہوں میں بٹ جائیں گے۔ ایک گروہ اس کی پیروی کرے گا، ایک گروہ اپنے آبا و اجداد کی زمین میں دیہات میں چلا جائے گا اور ایک گروہ فرات کے ساحل کی طرف چلا جائے گا چنانچہ اس گروہ اور دجال کے درمیان جنگ ہوگی، یہاں تک کہ مؤمنین شام کی بستیوں[2] میں جمع ہو جائیں گے۔ پس یہ مومنین فوج کا ایک دستہ دجال کا حال معلوم کرنے کے لئے اس کی طرف بھیجیں گے جس میں ایک شخص بھورے یا چتکبرے گھوڑے پر سوار ہوگا۔ یہ سب قتل کر دیئے جائیں گے۔ ان میں سے کوئی بھی واپس نہ آئے گا۔ پھر مسیح علیہ السلام نازل ہو کر دجال کو قتل کریں گے۔ اس کے بعد زمین میں یاجوج و ماجوج (سمندر کی طرح) موجیں مارتے

---

[1] اس حدیث کو نسائی نے سنن میں بھی روایت کیا ہے (حاشیہ)

[2] ایک روایت میں شام کی بستیوں کی بجائے "شام کا مغربی حصہ" ہے (حاشیہ)

ہوئے نکلیں گے اور زمین میں فساد برپا کردیں گے[۱]۔۔۔ الخ

(الدر المنثور ص ۲۵۰ ج ۲ بحوالہ ابن ابی شیبہ، وابن ابی حاتم والطبرانی والحاکم وغیرہ)

آثار[۲] صحابہ وتابعین

۱/۷۶۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد "وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ[۳]" کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ نزولِ عیسیٰ ابن مریم (کی دلیل[۴]) ہے۔ (در منثور بحوالہ حاکم وغیرہ)

۲/۷۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما آیتِ قرآنیہ "وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ" کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ "قَبْلَ مَوْتِهٖ" کا مطلب ہے "عیسیٰ علیہ السلام کی موت[۵] سے پہلے" (اسی لئے یہ آیت نزولِ عیسیٰ کی دلیل ہے جیسا کہ اوپر کی حدیث میں بیان ہوا) (در منثور بحوالہ ابن جریر وغیرہ)

۳/۷۸۔ آیت قرآنیہ "وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ" کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ "یعنی اہلِ کتاب (یہود ونصاریٰ) میں کے بہت سے لوگ نزولِ عیسیٰ کا زمانہ پائیں گے اور ان پر ایمان لے آئیں گے (اور

---

[۱] مؤلف رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث یہیں تک ذکر کی ہے کیونکہ یہی حصہ موضوع کتاب سے متعلق تھا حدیث کے باقی حصہ میں علاماتِ قیامت، اور قیامت کے بعد عالمِ آخرت کے حالات تفصیل سے بیان کئے گئے ہیں حلب کے ایڈیشن میں شیخ عبدالفتاح ابوغدہ دامت برکاتہم نے یہ حصہ بھی شاملِ کتاب کردیا ہے وہاں اس کی مراجعت کی جاسکتی ہے۔ رفیع [۲] "آثار" اثر کی جمع ہے محدثین کی اصطلاح میں صحابہ وتابعین کے اقوال کو آثار کہا جاتا ہے ۱۲ [۳] سورۃ نساء آیت ۱۵۹، ترجمہ یہ ہے "تمام اہلِ کتاب ان کی (یعنی عیسیٰ علیہ السلام کی) موت سے پہلے ان پر ایمان لے آئیں گے"۔ [۴] کیونکہ آیت سے معلوم ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام کو آئندہ زمانہ میں موت آئے گی، اور ظاہر ہے کہ موت دنیا میں نازل ہونے کے بعد ہی آئے گی آسمان پر نہیں اس لئے کہ سورۂ طٰہٰ میں ارشاد ہے "مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ" "یعنی تم سب انسانوں کو ہم نے زمین سے (بواسطہ آدمؑ) پیدا کیا اور اسی میں تم کو لوٹائیں گے"۔ [۵] "یعنی "مَوْتِهٖ" کی ضمیر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہے ۱۲

چونکہ اُس وقت عیسیٰ علیہ السلام بھی شریعتِ محمدیہ کے تابع ہوں گے لہٰذا اُن پر ایمان لانے کا حاصل یہ ہوا کہ اس وقت تمام نصاریٰ اور وہ یہودی جو قتل سے بچ رہیں گے مسلمان ہو جائیں گے)   (درمنثور بحوالہ ابن جریر)

۴/۷۹ - آیت قرآنیہ "وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ" کی تفسیر میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت محمد ابن الحنفیہ رحمۃ اللہ علیہ

لہ واضح رہے کہ اس آیت کی تفسیر صحابہ وتابعین سے دو طرح منقول ہے، ایک وہ جو پچھلی تین حدیثوں میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے بیان ہوئی کہ "قَبْلَ مَوْتِهٖ" میں ضمیر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ "نزولِ عیسیٰ کے بعد اُن کی موت سے پہلے تمام اہل کتاب جو اس وقت موجود ہوں گے ان پر ایمان لے آئیں گے" یہی تفسیر حدیث ۱ ، ۲ کے ضمن میں بھی کتاب کے بالکل شروع میں بروایت حضرت ابوہریرۃ بیان ہو چکی ہے۔ اس تفسیر کی رو سے یہ آیت نزولِ عیسیٰ کی دلیل ہے جیسا کہ پیچھے بیان ہوا۔

اور دوسری تفسیر حضرت محمد ابن الحنفیہؒ نے بیان فرمائی جو یہاں مذکور ہے اس تفسیر کی بنیاد اس پر ہے کہ "قَبْلَ مَوْتِهٖ" میں ضمیر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نہیں بلکہ "اَهْلِ الْكِتَابِ" کی طرف راجع ہے لہٰذا آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ آئندہ ہر یہودی اور نصرانی اپنے مرنے سے ذرا پہلے عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئے گا۔ یعنی اس کو اس بات کا یقین ہو جائے گا کہ عیسیٰ علیہ السلام کو موت نہ آئی تھی بلکہ آسمان پر اُٹھا لیا گیا تھا جہاں سے وہ پھر دنیا میں نازل ہوں گے اور وہ خدا ہیں نہ خدا کے بیٹے بلکہ اللہ کے بندے اور رسول ہیں ـــــ یہ تفسیر ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے بھی منقول ہے اور حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان القرآن میں اسی کو اختیار فرمایا ہے اس تفسیر کی رو سے یہ آیت قرآنیہ نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کی دلیل نہیں بن سکتی (اگرچہ دوسرے قطعی دلائل کے باعث نزولِ عیسیٰ ہر شک و شبہ سے بالاتر ہے)۔

مگر اس تفسیر پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ اس کا حاصل تو یہ ہوا کہ اس آیت کے نزول کے بعد جتنے یہودی اور نصرانی بھی مرے سب مؤمن ہو کر مرے کوئی بھی حالتِ کفر پر نہیں مرا، حالانکہ یہ مشاہدہ کے خلاف ہے! اگلی حدیث میں آرہا ہے کہ یہی اعتراض حجاج بن یوسف نے حضرت شہر بن حوشب کے سامنے پیش کیا تھا انھوں نے اس کا جو جواب دیا وہ بھی اگلی حدیث میں آرہا ہے وہیں اس کی تشریح بھی آئے گی ۱۲۔

فرماتے ہیں کہ اہلِ کتاب (یہود و نصاریٰ) میں سے ہر ایک کے پاس (اس کی موت سے ذرا پہلے) فرشتے آکر اس کے چہرے اور پشت پر مارتے ہیں، پھر اُس سے کہا جاتا ہے۔ "او خدا کے دشمن عیسیٰ اللہ کی (پیدا کردہ) جان ہیں، اور اللہ تعالیٰ کے کلمہ (کُن کی پیدائش) ہیں[۱]، اللہ کے مقابلہ میں تیرا یہ کہنا جھوٹ ہے کہ عیسیٰ خدا ہیں (یاد رکھ کہ) انھیں موت نہیں آئی بلکہ انھیں آسمان پر اُٹھا لیا گیا تھا اور وہ قیامت سے پہلے نازل ہونے والے ہیں۔"

یہ سُن کر ہر یہودی اور نصرانی اُن پر ایمان[۲] لے آتا ہے (یعنی اس بات کا یقین کر لیتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو موت نہیں آئی تھی، وہ نازل ہونے والے ہیں، اور وہ خدا نہیں خدا کے بیٹے بلکہ اللہ کے بندے اور رسول ہیں) (در منثور)

۵/۸۰ - حضرت شہر بن حوشب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک بار حجاج (ابن یوسف) نے مجھ سے کہا کہ قرآنِ کریم کی ایک آیت جب بھی میں پڑھتا ہوں مجھے ایک اشکال پیش آتا ہے اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "وَاِنْ مِّنْ اَھْلِ الْکِتَابِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِہٖ قَبْلَ مَوْتِہٖ" (جس کا حاصل یہ ہے کہ ہر اہلِ کتاب اپنی موت سے پہلے حضرت عیسیٰ پر ایمان لے آئے گا) حالانکہ میرے پاس (یہودی اور نصرانی) قیدی لائے جاتے ہیں اور میں انھیں قتل کرتا ہوں مگر میں انھیں کچھ کہتے ہوئے (یعنی کلمہ ایمان پڑھتے ہوئے) نہیں سنتا؟

میں نے اُسے جواب دیا کہ اس آیت کا مطلب تمھیں صحیح نہیں بتایا گیا۔

بات یہ ہے کہ جب کسی نصرانی کی روح نکلنے لگتی ہے تو فرشتے اُسے آگے اور پیچھے سے مارتے ہیں اور کہتے ہیں "او خبیث! (حضرت) مسیح علیہ السلام، جن کے بارے میں تیرا عقیدہ ہے کہ وہ خدا ہیں یا تین خداؤں میں کے ایک ہیں وہ درحقیقت اللہ کے بندے اور "روح اللہ ہیں" یہ سُن کر وہ ایمان لے آتا ہے (یعنی مذکورہ بالا امور کا یقین کر لیتا ہے) مگر اس وقت کا ایمان اس کے لئے مفید نہیں ہوتا (کیونکہ نزع کے وقت جب کہ موت

---

[۱] یعنی کلمۂ کُن اور ان کی ولادت کے درمیان باپ کا واسطہ نہیں۔

[۲] ان کے ایمان لانے کا مطلب اگلی حدیث اور اس کے حاشیہ میں بیان ہوگا۔

کے فرشتے نظر آنے لگتے ہیں، توبہ کا دروازہ بند ہوجاتا ہے اُس وقت کا ایمان معتبر نہیں[۱])
اور جب کسی یہودی کی روح نکلنے لگتی ہے تو فرشتے اُسے بھی آگے اور پیچھے سے مارتے ہیں اور کہتے ہیں "او خبیث! (حضرت) مسیح (علیہ السلام) جن کے بارے میں تیرا عقیدہ ہے کہ تم (یہودیوں) نے انھیں قتل کر دیا تھا وہ درحقیقت اللہ کے بندے اور رُوح اللہ ہیں یہ سن کر یہودی بھی اُن پر ایمان لے آتا ہے (یعنی مذکورہ بالا امور کا یقین کرلیتا ہے) مگر اس وقت کا ایمان مفید نہیں ہوتا۔

پس نزولِ عیسیٰ کے بعد (جب دجّال قتل ہوجائے گا) جتنے یہودی اور نصرانی زندہ باقی ہوں گے سب اُن پر ایمان لے آئیں گے جس طرح کہ اُن کے مُردے اپنی اپنی موت کے وقت ایمان لاتے رہے تھے (مگر دونوں میں بڑا فرق ہوگا کہ مُردوں کا ایمان معتبر و مقبول نہیں تھا اور زندہ لوگوں کا معتبر ہوگا)۔

یہ سُن کر حجاج نے مجھ سے پوچھا کہ (اس تفصیل کے ساتھ آیت کی) یہ تفسیر تم نے کہاں سے حاصل کی؟ میں نے کہا "محمد بن علیؓ سے"، کہنے لگا "تم نے یہ اُس کے اصلی مقام سے حاصل کی ہے۔"

حضرت شہر بن حوشبؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت محمد بن علیؓ کا حوالہ اسے جلانے[۲] کے لئے دے دیا تھا ورنہ بخدا یہ تفسیر مجھے (سب سے پہلے) ام المؤمنین حضرت ام سلمہؓ ہی نے سنائی[۳] تھی۔ (در منثور بحوالہ ابن المنذر)

$\frac{6}{18}$ ۔ اللہ تعالےٰ کے ارشاد "وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ

---

[۱] نیز ایمان کے لئے زبان سے اقرار بھی ضروری ہے جو وہ نہیں کرتا۔ خلاصہ یہ کہ اس کی موت حالتِ کفر ہی میں شمار ہوتی ہے۔ ہاں اگر کوئی اتفاقاً نزع کی حالت سے پہلے پہلے ایمان لے آئے اور زبان سے اس کا اقرار بھی کرے تو اس کا ایمان معتبر ہے اور شرعاً اُسے مومن قرار دیا جائے گا۔ [۲] کیونکہ حجاج بن یوسف حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور ان کی اولاد سے سیاسی اختلاف رکھتا تھا۔ [۳] حضرت شہر بن حوشبؒ نے یہ تفسیر پہلے، صرف حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے سنی ہوگی پھر محمد بن الحنفیہؒ سے اس کی تفصیلات سُنی ہوں گی جو اوپر بیان ہوئیں اس لئے حضرت محمد بن الحنفیہ کا حوالہ دینا بھی واقعہ کے خلاف نہیں۔

وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا" کی تفسیر میں حضرت قتادہؒ[1] رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے تو تمام ادیان و مذاہب کے لوگ اُن پر ایمان لے آئیں گے، اور قیامت کے روز عیسیٰ علیہ السلام اُن اہلِ کتاب پر جنھوں نے ان کی تکذیب کی تھی یعنی یہود اور جنھوں نے ان کو خدا یا خدا کا بیٹا کہا تھا یعنی نصاریٰ گواہی دیں گے کہ میں نے ان کو اللہ کا پیغام پہنچا دیا تھا (مگر انھوں نے میری تکذیب کی) اور میں نے ان کے سامنے اپنے بارے میں اقرار کیا تھا کہ اللہ کا بندہ ہوں (مگر انھوں نے مجھے خدا اور خدا کا بیٹا قرار دیا) (درمنثور بحوالہ عبد الرزاق و عبد بن حمید وغیرہ)

۷/۸۲ ۔ حضرت ابن زیدؒ (جو جلیل القدر تابعی اور امام مالک و امام زہری کے استاذ ہیں) آیت قرآنیہ "وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ" کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ جب عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوتے کے بعد دجّال کو قتل کر دیں گے تو دنیا کے تمام یہودی (جو جنگ میں قتل ہونے سے بچ گئے ہوں گے) ان پر ایمان لے آئیں گے۔ (ابن جریر)

۸/۸۳ ۔ حضرت ابو مالک رحمۃ اللہ علیہ (جو ایک جلیل القدر تابعی ہیں) آیت قرآنیہ "وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ" کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ نزولِ عیسیٰ ابن مریم کے بعد جو یہودی یا نصرانی بھی زندہ بچے گا حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئے گا۔ (ابن جریر)

۹/۸۴ ۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ (مشہور تابعی) آیتِ قرآنیہ "وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ" کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ "قَبْلَ مَوْتِهٖ"[2] کا مطلب ہے "عیسیٰ کی موت سے پہلے" بخدا وہ اِس وقت اللہ کے پاس زندہ ہیں، اور جب نازل ہوں گے تو ان پر سب اہلِ کتاب ایمان لے آئیں گے۔ (ابن جریر)

۱۰/۸۵ ۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ ہی سے کسی نے آیتِ قرآنیہ "وَاِنْ مِّنْ

---

[1] طبقہ تابعین کے مشہور و معروف محدث، مفسر اور فقیہ۔ ۱۲

[2] یعنی "مَوْتِهٖ" کی ضمیر عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہے ۱۲

اَهۡلِ الۡكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤۡمِنَنَّ بِهٖ قَبۡلَ مَوۡتِهٖ" کا مطلب دریافت کیا تو فرمایا کہ "قَبۡلَ مَوۡتِهٖ کا مطلب ہے "عیسیٰ کی موت سے پہلے" بیشک اللہ نے عیسیٰ علیہ السلام کو اپنے پاس (زندہ) اُٹھا لیا تھا، اور وہی ان کو قیامت سے پہلے (دنیا میں) ایسے مقام پر بھیجے گا کہ ان پر ہر نیک و بد ایمان لے آئے گا۔ (درمنثور بحوالہ ابن ابی حاتم)

$\frac{11}{86}$ - حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھانے کا ارادہ فرمایا تو عیسیٰ علیہ السلام اپنے ساتھیوں کے پاس باہر تشریف لائے اس وقت اس گھر میں بارہ حواریین موجود تھے، آپ اُن کے پاس ایک چشمہ سے (غسل کر کے) تشریف لائے تھے جو اسی گھر میں سے بہتا تھا، اور آپ کے سر سے پانی کے قطرات ٹپک رہے تھے الخ (درمنثور ص ۲۳۸ ج ۲ بحوالہ نسائی وغیرہ)

$\frac{12}{87}$ - آیت قرآنیہ "وَّقَوۡلِهِمۡ اِنَّا قَتَلۡنَا الۡمَسِيۡحَ" الخ (جس کا ترجمہ یہ ہے کہ) اور (یہود کو ہم نے اس وجہ سے بھی سزا دی کہ) انھوں نے کہا کہ ہم نے مسیح عیسیٰ ابن مریم کو جو کہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں قتل کر دیا ہے حالانکہ انھوں نے نہ ان کو قتل کیا اور نہ ان کو سولی پر چڑھایا بلکہ (خود) یہودیوں کو اشتباہ ہو گیا، اور جو لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اختلاف کرتے ہیں وہ غلط خیال میں ہیں، اُن کے پاس اس پر کوئی (صحیح) دلیل نہیں بجز تخمینی باتوں پر عمل کرنے کے، اور یہودیوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو یقینی بات ہے کہ قتل نہیں کیا، بلکہ ان کو خدا تعالیٰ نے اپنی طرف (یعنی آسمان) پر اٹھا لیا، اور اللہ تعالیٰ بڑے قدرت والے حکمت والے ہیں (کہ اپنی قدرت و حکمت سے عیسیٰ علیہ السلام کو بچا لیا اور اُٹھا لیا)۔

لے اب تک کی تمام احادیث نزولِ عیسیٰ سے متعلق تھیں اگرچہ ان کے آسمان پر اُٹھائے جانے کا ذکر بھی کہیں کہیں ضمناً آگیا تھا، یہاں سے حدیث ۱۶ تک کی احادیث میں آسمان پر اُٹھائے جانے ہی کا ذکر ہے۔ نزولِ عیسیٰ کا نہیں۔ لے آگے حدیث طویل ہے جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے کی تفصیل اور پھر اہلِ کتاب کے مختلف عقائد اور فرقوں کا بیان ہے، مگر مؤلف نے یہاں حدیث کا صرف وہ حصہ ذکر کیا ہے جس کا تعلق زیر بحث مضمون سے ہے۔ جن حضرات کو پوری حدیث دیکھنے کی خواہش ہو وہ حلب کا ایڈیشن ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ "اُن اللہ کے دشمن یہودیوں کو قتلِ علیسیٰ پر ناز تھا اور وہ کہتے تھے کہ ہم نے عیسیٰ کو قتل کر دیا ہے اور سولی پر چڑھا دیا ہے، حالانکہ ہمیں بتایا گیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے ساتھیوں سے یہ بات کہی تھی کہ "تم میں سے کون اس کے لئے تیار ہے کہ اُسے میرے مشابہ بنا دیا جائے، پھر وہی قتل ہو" اُن میں سے ایک صاحب نے کہا "یا نبیؑ اللہ میں اس کے لئے تیار ہوں" پس اسی شخص کو (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے شبہ میں) قتل کر دیا گیا اور اللہ نے اپنے نبی کو بچا لیا اور اوپر (آسمان میں) اٹھا لیا۔ (در منثور ص ۲۳۸ ج ۲ بحوالہ ابن جریر وغیرہ)

۱۳/۸۸ ۔ ارشادِ خداوندی "وَلٰکِنْ شُبِّهَ لَهُمْ" کی تفسیر میں مشہور تابعی حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہودیوں نے عیسیٰ علیہ السلام کے بجائے ایک اور شخص کو سولی پر چڑھا دیا جسے وہ عیسیٰ سمجھے، اور عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ نے اپنی طرف (یعنی آسمان پر) زندہ اُٹھا لیا۔ (در منثور بحوالہ ابن جریر وغیرہ)

۱۴/۸۹ ۔ حضرت ابو رافعؓ (مشہور تابعی) فرماتے ہیں کہ جب حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کو (آسمان پر) اُٹھایا گیا اُس وقت اُن کے پاس ایک اونی کپڑا تھا، دو چرمی موزے تھے جو چرواہے پہنتے ہیں، اور ایک حذافہ[1] تھا جس سے وہ پرندوں کا شکار کیا کرتے تھے۔

(در منثور بحوالہ مسند احمد وغیرہ)

۱۵/۹۰ ۔ حضرت ابو العالیہ[2] رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کو (آسمان) پر اٹھایا گیا تو انھوں نے اپنے پیچھے صرف یہ چیزیں چھوڑیں۔ ایک اونی کپڑا، دو چرمی موزے جو چرواہے پہنتے ہیں، اور ایک حذافہ جس سے وہ پرندوں کا شکار کیا کرتے تھے۔ (در منثور بحوالہ مسند احمد وغیرہ)

۱۶/۹۱ ۔ حضرت عبد الجبار بن عبید اللہ (تابعی) فرماتے ہیں کہ جس رات حضرت عیسیٰ ابن مریم کو (آسمان پر) اٹھایا گیا۔ آپ اپنے اصحاب سے مخاطب ہوئے اور فرمایا "کتاب اللہ کے

---

[1] ایک آلہ جس سے پرندوں کو مار کر شکار کیا جاتا ہے۔ (حاشیہ)

[2] جلیل القدر تابعی ہیں اور علم قراءت میں صحابہ کے بعد سب سے بڑے عالم قرار دیئے گئے ہیں (حاشیہ)

بدلے میں اجرت لے کر مت کھاؤ، کیونکہ اگر تم نے اس سے اجتناب کیا تو اللہ تعالیٰ تم کو ایسے منبروں پر بٹھائے گا جن کا پتھر دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔

حضرت عبدالجبار فرماتے ہیں یہ وہی منبر ہیں جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے "فِیْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِیْكٍ مُّقْتَدِرٍ"[1] اور (اس خطاب کے بعد) حضرت عیسیٰ علیہ السلام (آسمان پر) اٹھالئے گئے۔ (درمنثور بحوالہ ابن عساکر)

١٧/٩٢ ارشادِ خداوندی "وَاِنَّهٗ لَعَلَمٌ لِّلسَّاعَةِ"[2] کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ قیامت سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خروج (نزول) کے بارے میں ہے (یعنی آیت کا مطلب یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کا نزول قربِ قیامت کی علامت ہے)" (الدرالمنثور بحوالہ ابن جریر و ابن ابی حاتم والطبرانی وغیرہ)

١٨/٩٢ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ "وَاِنَّهٗ لَعَلَمٌ لِّلسَّاعَةِ" کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اس سے مراد نزولِ عیسیٰ ہے۔ (درمنثور بحوالہ ابن جریر وغیرہ)

---

[1] یعنی (متقین) ایک عمدہ مجلس میں ہوں گے قدرت والے بادشاہ (اللہ تعالیٰ) کے پاس [2] یہ سورۂ زخرف کی آیت ۶۱ کا ایک حصہ ہے اس کے لفظ "لَعَلَمٌ" میں دو قرائتیں ہیں اور دونوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام سے ثابت ہیں، ایک قرأت میں اسے "لَعَلَمٌ" پڑھا گیا ہے (یعنی عین اور دوسرے لام پر فتحہ ہے) اوپر حدیث میں یہی قرأت مذکور ہے۔ اور عَلَمٌ کے معنی علامت کے ہیں لہٰذا اس قرأت کی رو سے اس جملہ کا مطلب یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام (یعنی ان کا نزول) قیامت کی ایک علامت ہے۔ آگے حدیث ١٨/٩٢ میں آیت کی یہ تفسیر خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی منقول ہے اور دوسری قرأت میں یہ لفظ "لَعِلْمٌ" (عین مکسور اور لام ساکن) ہے جمہور قراء کی قرأت یہی ہے، اس قرأت کی رُو سے آیت کا مطلب یہ ہے کہ "عیسیٰ علیہ السلام قیامت کے یقین کا ذریعہ ہیں۔"

یعنی عیسیٰ علیہ السلام کا بغیر باپ کے پیدا ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ جو ذات اس پر قادر ہے قیامت واقع کرنے پر بھی قادر ہے۔

اس قرأت کے اعتبار سے یہ آیت نزولِ عیسیٰ کی بجائے ان کی پیدائش سے متعلق ہے (حاشیہ)

19/94 ۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد "وَاِنَّہٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَۃِ" کی تفسیر میں حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "عیسیٰ علیہ السلام کا نزول قیامت کی علامت ہے اور کچھ لوگ (اس آیت کا مطلب) یہ بیان کرتے ہیں کہ "قرآن[1] قیامت کی علامت ہے"۔

(درمنثور ص ۲۰ ج ۶ بحوالہ ابن جریر وغیرہ)

20/95 ۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ، ارشاد خداوندی "وَاِنَّہٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَۃِ" کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اس سے مراد عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہے (درمنثور ص۲۱ بحوالہ ابن جریر)

21/96 ۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ ارشاد خداوندی "وَاِنَّہٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَۃِ" کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اس سے مراد عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہے۔

(درمنثور ص۲۰ ج ۶ بحوالہ ابن جریر)

22/97 ۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد "یُکَلِّمُ النَّاسَ فِی الْمَھْدِ وَکَھْلًا[2]" کی تفسیر میں حضرت ابن زید فرماتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام لوگوں سے گہوارے یعنی بالکل بچپن میں تو (بطور معجزہ) باتیں کر چکے ہیں[3]، اور جب (نازل ہو کر) دجال کو قتل کریں گے اس وقت بھی لوگوں سے باتیں کریں گے، اس وقت وہ کہولت کی عمر میں ہوں گے (درمنثور ص ۲۵ ج ۲ بحوالہ ابن جریر)

23/98 ۔ حضرت وہب ابن منبہ کا ایک طویل ارشاد مروی ہے جس میں یہ بھی ہے کہ یہودیوں کا گمان ہے کہ انھوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کر دیا اور سولی پر چڑھا دیا تھا،

---

[1] یعنی بعض لوگ "اِنَّہٗ" کی ضمیر کا مرجع حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بجائے قرآن کو قرار دیتے ہیں، مگر اس تفسیر کو حافظ ابن کثیر نے صحیح قرار نہیں دیا کیونکہ اس سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی کا ذکر چل رہا ہے، قرآن کا وہاں ذکر نہیں ہے (حاشیہ)

[2] سورۂ آل عمران رکوع ۵ یہ آیت اس بشارت کا ایک حصہ ہے جو حضرت مریم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملائکہ نے پہنچائی کہ تمہارے بطن سے ایک بچہ بغیر باپ کے پیدا ہوگا جس کا نام مسیح عیسیٰ ابن مریم ہوگا، پھر اس کی صفات بیان کی گئی ہیں ان میں سے ایک صفت یہ ہے "یُکَلِّمُ النَّاسَ فِی الْمَھْدِ وَکَھْلًا" یعنی وہ لوگوں سے (معجزے کے طور پر بالکل بچپن میں) باتیں کرے گا جبکہ وہ ماں کی گود میں ہوگا اور اس وقت بھی باتیں کرے گا جب کہ پوری عمر کا ہوگا۔ [3] چنانچہ سورۂ مریم کے دوسرے رکوع میں یہ باتیں بھی مذکور ہیں۔

نصاریٰ کو بھی یہی گمان ہو گیا حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اسی روز عیسیٰ علیہ السلام کو (آسمان پر) اُٹھا لیا تھا۔ (در منثور ص ۲۳۹، ۲۴۰ ج ۲)

۲۴/۹۹ - حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نزول عیسیٰ علیہ السلام کے بعد حبشی (مقابلہ کے لئے) نکلیں گے تو عیسیٰ علیہ السلام ایک جماعت ان کے مقابلہ کے لئے بھیجیں گے، چنانچہ حبشیوں کو شکست ہو جائے گی۔

(عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری[۱] ص ۲۳۳ ج ۹)

۲۵/۱۰۰ - آیت قرآنیہ "اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ[۲]" کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے عرض کریں گے کہ "تیرے یہ بندے (نصاریٰ) اپنی (غلط) باتوں کی وجہ سے عذاب کے مستحق ہو چکے ہیں" (پس اگر آپ ان کو سزا دیں تو جب بھی آپ مختار ہیں) اور اگر آپ ان کی مغفرت فرما دیں یعنی[۳] ان میں سے

---

[۱] کتاب الحج باب قول اللہ تعالیٰ "جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ" الخ [۲] سورۂ مائدہ رکوع ۱۶ آخرت میں جب اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے فرمائیں گے کیا نصاریٰ کو عقیدۂ تثلیث کی تعلیم آپ نے دی تھی؟ تو جواب میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس باطل عقیدے سے اپنی برأت پیش کریں گے اور عرض کریں گے کہ جب تک میں ان میں موجود رہا اُس وقت تک تو میں ان کے حال سے واقف تھا پھر جب آپ نے مجھے اُٹھا لیا تو آپ ہی اُن کے حال پر مطلع رہے (اُس وقت کی مجھ کو خبر نہیں کہ ان کی گمراہی کا سبب کیا ہوا) پھر عرض کریں گے کہ "اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ" الخ (یعنی اگر آپ ان کو عقیدۂ تثلیث پر سزا دیں تو جب بھی آپ مختار ہیں کیونکہ) یہ آپ کے بندے ہیں اور اگر آپ ان کو معاف فرمائیں تو جب بھی آپ مختار ہیں کیونکہ آپ زبردست (قدرت والے) ہیں (تو معافی پر بھی قادر ہیں) اور حکمت والے ہیں (تو آپ کی معافی بھی حکمت کے موافق ہوگی) [۳] یہاں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ ایک اشکال دور کرنا چاہتے ہیں جو مذکورہ بالا آیت کے ظاہری مضمون سے پیدا ہو سکتا تھا، اشکال یہ ہو سکتا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اس کلام میں نصاریٰ کے لئے سفارش کا پہلو ہے حالانکہ نصاریٰ مشرک ہیں اور مشرک کے لئے شفاعت اور دعائے مغفرت جائز نہیں؟ اس کے متعدد جوابات مفسرین نے نقل فرمائے ہیں مگر جو جواب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے یہاں دیا ہے اُس کا حاصل یہ ہے کہ حضرت

(بقیہ صفحہ ۱۰۹ پر)

اُن مومن لوگوں کی مغفرت فرما دیں جن کو میں[1] نے (آسمان پر جاتے وقت دنیا میں) چھوڑا تھا اور[2] (اُن لوگوں کی بھی) جو اُس وقت زندہ تھے جب کہ میں قتل دجال کے لئے آسمان سے زمین پر نازل ہوا اور اُس[3] وقت انھوں نے اپنے دعویٰ (تثلیث) سے توبہ کرلی اور آپ کی توحید کے قائل ہوگئے اور اس بات کا اقرار کرلیا کہ ہم سب (اللہ کے) بندے ہیں[4]، تو اگر آپ ان کی اس بنا پر مغفرت فرما دیں کہ انھوں نے اپنے دعوے (تثلیث) سے توبہ کرلی تو (جب بھی آپ مختار ہیں کیونکہ) آپ قدرت والے (اور) حکمت والے ہیں۔ (الدر المنثور ص ۳۵۰ ج ۲)

۱۰۱۔ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلۂ جُذام کے وفد سے فرمایا کہ "شعیب علیہ السلام کی قوم اور موسیٰ علیہ السلام کی سسرال کا (یعنی تمھارا[2]۔۱)

بقیہ حاشیہ ص۱۰۸: عیسیٰ علیہ السلام کی یہ سفارش اگرچہ الفاظ کے اعتبار سے تمام نصاریٰ کے لئے ہے لیکن مراد خاص قسم کے نصاریٰ ہیں جن کی تفصیل آگے آرہی ہے۔

حاشیہ صفحہ ہذا ۱۰۹

[1] خلاصہ یہ کہ یہ سفارش سب نصاریٰ کے لئے نہیں بلکہ صرف دو قسم کے نصاریٰ کے لئے ہوگی، ایک وہ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع سماوی کے وقت موجود تھے اور دین عیسائیت پر ایمان رکھتے تھے تثلیث وغیرہ کا فرانہ عقائد کے قائل نہ تھے تو مومن ہونے کی وجہ سے ان کے لئے سفارش میں کوئی اشکال نہیں اور دوسرے وہ نصاریٰ جو نزول عیسیٰ کے بعد اُن پر ایمان لے آئے اور تثلیث وغیرہ غلط عقائد سے توبہ کر کے مشرف باسلام ہوگئے غرض یہ سفارش اُن نصاریٰ کے لئے نہ ہوگی جن کی موت حالتِ کفر میں ہوئی واللہ اعلم

[2] قبیلۂ جذام قوم شعیب ہی کی ایک شاخ ہے اور قوم شعیب کا حضرت موسیٰ کی سسرال ہونا قرآن حکیم (سورۃ قصص) سے ثابت ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین پر نازل ہونے کے بعد قبیلۂ جذام کی کسی خاتون سے نکاح فرمائیں گے اور ان کے اولاد بھی ہوگی اس طرح اس قبیلہ کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے علاوہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سسرال ہونے کا شرف بھی حاصل ہوجائے گا۔ وَذَالِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ۔

آنا مبارک ہو۔ اور قیامت اُس وقت تک نہ آئے گی جب تک کہ مسیح علیہ السلام تمہاری قوم میں نکاح نہ کریں اور ان کے اولاد پیدا نہ ہو۔

(الخطط[۱] ص ۳۵۰ ج ۲)

---

[۱] علامہ مقریزیؒ کی مشہور کتاب "الخطط المقریزیۃ" میں یہ حدیث اسی طرح ہے مگر افسوس کہ انھوں نے اس کی سند ذکر نہیں کی، صرف "البکوی" سے نقل کرنے پر اکتفا کیا ہے، سوء اتفاق سے شیخ عبد الفتاح ابو غدہ مدظلہم کو بھی اس کی تحقیق و تخریج کا موقع نہ مل سکا، احقر نے کتب حدیث میں اس کو تلاش کیا، اصل حدیث تو کئی کتابوں میں سند کے ساتھ مل گئی مگر حدیث کا آخری جملہ " اور قیامت اُس وقت تک الخ" سوائے الخطط کے اب تک کسی کتاب میں نہیں ملا، اصل حدیث سلمہ بن سعدؓ سے مندرجہ ذیل کتابوں میں مرفوعاً موجود ہے ۔

مجمع الزوائد ص ۵۱ ج ۱۰۔ کنز العمال ص ۲۰۹ ج ۶ ۔ جمع الفوائد ص ۵۹۱ ج ۲ ۔ تفسیر ابن کثیر ص ۳۸۴ ج ۲ ۔ الاستیعاب لابن عبد البر بہامش الاصابۃ ص ۸۹ ج ۲ ۔ الاصابۃ لابن حجر، ص ۶۲ ج ۲ ۔ حدیث کا کچھ حصہ اسد الغابہ میں بھی ہے ص ۳۳۷ ج ۲ فی ذکر سعد بن سلمۃ بریح

تتمّہ

اصل کتاب ایک سو[1] ایک حدیثوں پر مشتمل تھی، پھر فضیلۃ الشیخ حضرت عبدالفتاح ابو غُدّہ دامت برکاتہم کو اس کتاب کی شرح و تحقیق کے دوران "نزولِ عیسیٰ علیہ السلام" کے بارے میں مزید بیس[1] حدیثیں مختلف کتبِ حدیث سے دستیاب ہوئیں جو انھوں نے حلبی ایڈیشن میں "تتمۃ واستدراک" کے عنوان سے اضافہ فرمائیں، ان میں وسں[1] احادیث مرفوع[1] تھیں اور دس[1] موقوف (یعنی آثار صحابہ و تابعین) یہاں ترجمہ صرف پندرہ دسات مرفوع اور آٹھ موقوف استند احادیث کا کیا جا رہا ہے، باقی پانچ میں سے تین ضعیف[2] تھیں اور دو مجمل، اس لئے انھیں ترجمہ میں شامل نہیں کیا گیا۔

مزید احادیث مرفوعہ

$\frac{1}{102}$ ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "دجال مدینہ طیبہ میں داخل نہ ہوسکے گا بلکہ وہ خندق کے درمیان ہوگا (کیونکہ) اُس وقت مدینہ کے ہر درّے پر ملائکہ پہرہ دے رہے ہوں گے، پس سب سے پہلے عورتیں اُس کی پیروی کریں گی، اور جب لوگ اُسے پریشان کریں گے تو غصہ میں واپس ہوجائیگا یہاں تک کہ وہ خندق[3] پر ٹھہرے گا، پھر جب فلسطین پہنچ کر وہ مسلمانوں کا محاصرہ کرے گا تو عیسیٰ ابن مریم نازل ہوجائیں گے۔ (مجمع الزوائد ص ۳۴۹ ج ، بحوالہ اوسط طبرانی)

$\frac{2}{102}$ ۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ "اللہ تعالیٰ کے ارشاد وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ کی تفسیر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس سے

---

[1] محدثین کی اصطلاح میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال اور احوال کو "حدیث مرفوع" اور صحابہ و تابعین کے اقوال و افعال اور احوال کو "حدیث موقوف" کہا جاتا ہے، "حدیث موقوف کو "اثر" بھی کہتے ہیں۔

[2] ان کے ضعف کی صراحت خود شیخ عبدالفتاح مدظلہم نے وہیں کردی ہے۔ رفیع

[3] تحقیق نہ ہوسکی کہ یہ کونسی خندق ہے اور کہاں ؟ رفیع

مراد نزولِ عیسیٰ ہے جو قیامت سے پہلے ہوگا۔ (صحیح ابن حبان)

۳/۱۰۴۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "عیسیٰ ابن مریم نازل ہوں گے تو مسلمانوں کے امیر" مہدی کہیں گے "آیئے ہمیں نماز پڑھایئے" عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے "نہیں، تم (امتِ محمدیہ) میں سے بعض بعض کے امیر ہیں، جو اللہ کی طرف سے اس امت کا اعزاز ہے۔

(الحاوی للسیوطی ص ۶۴ ج ۲ بحوالہ اخبار المہدی لابی نعیم)

۴/۱۰۵۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میری امت میں سے ایک جماعت حق پر لڑتی رہے گی یہاں تک کہ عیسیٰ ابن مریم طلوعِ فجر کے وقت بیت المقدس میں نازل ہو جائیں، وہ مہدی کے پاس اتریں گے پس کہا جائے گا "یا نبی اللہ آگے (آکر) ہمیں نماز پڑھایئے" وہ فرمائیں گے "اس امت کے بعض لوگ بعض کے امیر ہیں (لہٰذا تم بھی نماز پڑھا سکتے ہو اور تم ہی پڑھاؤ)۔

(الحاوی ص ۸۳ ج ۲ بحوالہ سنن ابی عمرو الدانی)

۵/۱۰۶۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میری امت (میں سے ایک جماعت) حق پر ڈٹی رہے گی یہاں تک کہ عیسیٰ ابن مریم نازل ہو جائیں، پس ان کا امام (مہدی) کہے گا "آگے آیئے" (اور نماز پڑھایئے) وہ فرمائیں گے "تم زیادہ[1] حق دار ہو، تم میں سے بعض لوگ بعض کے امیر ہیں یہ اعزاز اس امت کو بخشا گیا ہے۔ (اقامۃ البرہان للشیخ الغماری ص ۴۰ بحوالہ ابی یعلیٰ)

۶/۱۰۷۔ حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "مہدی مُڑ کر دیکھیں گے تو عیسیٰ ابن مریم نازل ہو چکے ہوں گے۔ گویا ان کے بالوں

---

[1] زیادہ حق دار ہونے کی وجہ اگلی حدیث میں بیان ہوئی ہے اور وہ یہ کہ اُس وقت اقامت ہو چکی ہو گی اور امام مہدی امامت کے لئے آگے بڑھ چکے ہوں گے لہٰذا مناسب یہی ہو گا کہ امامت وہی کریں اس سے ایک ادب یہ معلوم ہوا کہ جب کسی جماعت کا مستقل امام نماز پڑھانے کے لئے آگے بڑھ چکا ہو یا اقامت بھی ہو چکی ہو پھر کوئی ایسا شخص آجائے جو زیادہ افضل ہے تو اس آنے والے کو چاہیے کہ خود امامت نہ کرے بلکہ خود اُسی امام کے پیچھے نماز پڑھے۔ رفیع

سے پانی ٹپک رہا ہو، پس مہدی کہیں گے "آگے آکر نماز پڑھائیے" عیسیٰ فرمائیں گے "اس نماز کی اقامت تمھارے لئے ہوچکی ہے (لہٰذا یہ نماز تو تم ہی پڑھاؤ) پس عیسیٰ (علیہ السلام) ایک ایسے شخص (مہدی) کے پیچھے نماز پڑھیں گے جو میری اولاد میں سے ہوگا۔

(الحاوی ص ۸۱ ج ۲ بحوالہ سنن ابی عمرو الدانی)

۱۰۸/۷۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "دجال کے گدھے کے دونوں کان کے درمیان چالیس ہاتھ کا فاصلہ ہوگا (اسی حدیث کے آخر میں ارشاد ہے) اور عیسیٰ ابن مریم نازل ہوکر اُس (دجال) کو قتل کریں گے۔ اس کے بعد لوگ چالیس سال تک (زندگی سے) اس طرح لطف اندوز ہوں گے کہ نہ کوئی مرے گا، نہ کوئی بیمار ہوگا (جانور بھی کسی کو نہ مالی نقصان پہنچائیں گے نہ جانی حتّٰی کہ) آدمی اپنی بکریوں اور جانوروں سے کہے گا "جاؤ گھاس وغیرہ چرو (یعنی چرنے کے لئے انھیں بغیر چرواہے کے بھیجدے گا) اور وہ بکری دو کھیتوں کے درمیان سے گذرتے ہوئے کھیت کا ایک خوشہ بھی نہ کھائے گی (بلکہ صرف گھاس اور وہ چیزیں کھائے گی جو جانوروں ہی کے لئے ہیں تاکہ زراعت کا نقصان نہ ہو) اور سانپ اور بچھو کسی کو گزند نہ پہنچائیں گے، اور درندے گھروں کے دروازوں پر (بھی) کسی کو ایذا نہ دیں گے اور آدمی زمین میں ہل چلائے بغیر ہی ایک مُدّ[1] گندم بوئے گا تو اُس سے سات سو مُدّ (گندم) پیدا ہوگا۔

پس لوگ اسی (خوشحالی) میں بسر کر رہے ہوں گے کہ یاجوج وماجوج کی دیوار (جو کہ ذوالقرنین نے تعمیر کی تھی[2]) توڑ دی جائے گی۔ اب وہ موج در موج (نکل کر) زمین میں فساد برپا کریں گے۔ پس اللہ زمین سے ایک جانور مسلط کرے گا جو ان کے کانوں میں گھس جائیگا اُس سے وُہ سب کے سب مرجائیں گے اور زمین اُن (کی لاشوں) سے متعفن ہوجائے گی پس لوگ ان کے تعفن سے پریشان ہوکر اللہ سے فریاد کریں گے، تو اللہ ایک غبار آلود یمنی ہوا بھیجے گا اور تین دن بعد (اُس کے ذریعہ) اُن کی تکلیف اس طرح دُور کرے گا کہ

---

[1] مُدّ ایک پیمانہ ہے جو عہد رسالت میں رائج تھا ہمارے وزن کے حساب اس کا وزن ۱۳ چھٹانک ۳ ماشہ اور ۳ تولہ ہوتا ہے (رسالہ اوزانِ شرعیہ) [2] اور جس کا ذکر سورۂ کہف کے آخر میں قدرے تفصیل سے آیا ہے۔

یاجوج ماجوج کی لاشیں سمندر میں پھینکی جاچکی ہوں گی۔ اور (اس کے بعد) لوگوں پر تھوڑی ہی مدت گذرے گی کہ آفتاب مغرب سے نکل آئے گا (الحاوی ص ۹۰ ج ۲ بحوالہ مستدرک حاکم)

مزید آثار صحابہ و تابعین

۱/۱۰۹ ۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "جب سے دنیا وجود میں آئی کوئی صدی ایسی نہیں گذری جس کے شروع میں کوئی اہم واقعہ نہ ہوا ہو، پس دجال (بھی) کسی صدی کے آغاز پر نکلے گا اور عیسیٰ علیہ السلام نازل ہو کر اُسے قتل کریں گے۔

(الحاوی ص ۸۹ ج ۲ بحوالہ تفسیر ابن ابی حاتم)

۲/۱۱۰ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ "عیسیٰ ابن مریم (امام) مہدی کے پاس نازل ہوں گے اور عیسیٰ (علیہ السلام) اُن کے پیچھے نماز پڑھیں گے"۔

(الحاوی ص ۸۰ ج ۲ بحوالہ نُعیم بن حماد)

۳/۱۱۱ حضرت ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ (مشہور تابعی اور امامِ حدیث) فرماتے ہیں کہ (امام) مہدی اِسی امت (محمدیہ) میں سے ہوں گے اور یہ وہی ہیں جو عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کی امامت کریں گے۔ (الحاوی ص ۶۵ ج ۲ بحوالہ مصنف ابن ابی شیبہ)

۴/۱۱۲ حضرت اَرطاۃ رحمۃ اللہ علیہ کا ایک ارشاد منقول ہے (جس کے آخر میں ہے) کہ "پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اہلِ بیت میں سے ایک شخص مہدی ظاہر ہوگا جو نیک سیرت ہوگا (اور) قیصر روم کے شہر (قسطنطنیہ) پر لشکر کشی کرے گا، وہ (عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں کا سب سے آخری امیر ہوگا۔ پھر اُسی کے زمانہ میں دجال نکلے گا اور اُسی کے زمانہ میں عیسیٰ ابنِ مریم نازل ہوں گے۔

(الحاوی ص ۸۰ ج ۲ بحوالہ کتاب الفتن لابی نُعیم)

۵/۱۱۳ ۔ حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ (مُلکِ شام کے بارے میں) فرماتے ہیں کہ "لوگ وہیں پر یک جان ہو کر جمع ہوں گے اور وہیں عیسیٰ ابن مریم نازل ہوں گے اور وہیں اللہ مسیحِ کذاب (دجال) کو ہلاک کرے گا۔ (تاریخ دمشق لابنِ عساکر ص ۷۰ ج ۱)

۶/۱۱۴ ۔ حضرت کعب[1] احبار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "مسیح علیہ السلام دمشق کے مشرقی دروازہ پر سفید پُل کے پاس اس طرح نازل ہوں گے کہ ان کو ایک بادل نے اُٹھا رکھا ہوگا وہ اپنے دونوں ہاتھ دو فرشتوں کے کاندھوں پر رکھے ہوئے ہوں گے، اُن کے جسم پر دو مُلائم کپڑے ہوں گے جن میں سے ایک کو تہ بند بنا کر باندھا ہوا ہوگا، دوسرے چادر کے طور پر اوڑھ رکھا ہوگا، جب سر جھکائیں گے تو اُس سے چاندی کے موتی (کی طرح پانی کے قطرے) ٹپکیں گے۔ (تاریخ دمشق لابن عساکر ص ۲۱۸ ج ۱)

۷/۱۱۵ ۔ حضرت کعب احبار ہی فرماتے ہیں کہ "دجال بیت المقدس میں مؤمنین کا محاصرہ کرے گا جس سے وہ سخت بھوک کا شکار ہوں گے حتّٰی کہ بھوک کی وجہ سے وُہ اپنی کمانوں کی تانت کھانے لگیں گے، پس وہ اسی حال میں ہوں گے کہ اچانک صبح کی تاریکی میں ایک آواز سنیں گے تو کہیں گے "یہ تو کسی شکم سیر آدمی کی آواز ہے" پس وُہ نظر

---

[1] حضرت کعب احبار کبار تابعین میں سے ہیں ان کی وفات ۳۲ھ یا ۳۴ھ میں ہوئی جب کہ ان کی عمر ۱۰۴ سال تھی، انھوں نے عہد رسالت دیکھا ہے مگر مشرف بہ اسلام حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت میں ہوئے، یہ پہلے یہودی تھے اور یہودیوں کی کتابوں کے بڑے عالم سمجھے جاتے تھے مشرف بہ اسلام ہونے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث روایت کیا کرتے تھے، جمہور نے ان کو ثقہ قرار دیا ہے حافظ ذہبی نے انکا ذکر طبقات الحفاظ میں کیا ہے اور کتب الضعفاء میں ان کو ذکر نہیں کیا جاتا مگر جو حدیث یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت کئے بغیر بیان کریں جیسا کہ یہاں ہے اس میں محدثین کو یہ شبہ رہتا ہے کہ کہیں انھوں نے اسرائیلی روایت نہ بیان کر دی ہو بعض صحابہ کرام کو بھی ان کے بارے میں یہ شبہ تھا، اس لئے محققین ان کی روایت پر پورا اعتماد اُسی وقت کرتے ہیں جب کہ اُس کی تائید کسی معتبر و مستند حدیث سے ہو جائے دیکھئے مقالات الکوثری از ص ۳۱ تا ۳۵ یہاں حدیث ۱۱۴ تا ۱۱۹ انہی کی روایات ہیں اور ان میں انھوں نے ان احادیث کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نہیں کی، مگر ان روایات کا بیشتر مضمون دوسری مستند احادیث مرفوعہ سے ثابت ہے جو پیچھے گذری ہیں اور جو مضمون مستند احادیث مرفوعہ سے ثابت نہیں اس میں زیادہ سے زیادہ جو احتمال ہے یہ ہے کہ وہ کسی اسرائیلی روایت کا مضمون ہو اور اسرائیلیات کے بارے میں قاعدہ یہ ہے کہ ان میں سے جس روایت کی تصدیق یا تکذیب قرآن و سنت سے نہ ہوتی ہو اس کے بارے میں سکوت کیا جائے نہ تصدیق کریں نہ تکذیب۔ رفیع

دوڑائیں گے تو اچانک اُن کی نظر عیسیٰ ابنِ مریم پر پڑے گی ۔ اُس وقت نمازِ (فجر) کی اقامت ہو رہی ہوگی، پس مسلمانوں کے امام مہدی پیچھے ہٹیں گے تو عیسیٰ (علیہ السلام) فرمائیں گے "آگے بڑھو کیونکہ اِس نماز کی اقامت تمہارے لئے ہوچکی ہے" چنانچہ اُس وقت کی نماز سب کو امام مہدی ہی پڑھائیں گے ۔ پھر اس کے بعد (کی نمازوں میں) امام حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) ہوں گے ۔ (الحاوی ص ۸۴ ج ۲ بحوالہ کتاب الفتن لابی نعیم) ۔

$\frac{8}{116}$ ۔ حضرت کعب احبار ہی کا ارشاد ہے کہ جب عیسیٰ ابن مریم اور مؤمنین یاجوج وماجوج (کے فتنہ) سے فارغ ہوں گے تو کئی سال کے بعد (جب کہ حضرت عیسیٰ کے انتقال کو بھی کئی سال گذر چکیں گے[1]) لوگوں کو غبار کی طرح ایک چیز نظر آئے گی اور اچانک معلوم ہوگا کہ یہ ایک ہوا ہے جو اللہ نے مؤمنین کی روحیں قبض کرنے کے لئے بھیجی ہے پس یہ مؤمنین کی آخری جماعت ہوگی جس کی رُوح قبض کی جائے گی، اور ان کے بعد سو سال تک ایسے (کافر) لوگ (دنیا میں) رہیں گے جو نہ کسی دین کو جانتے ہوں گے، نہ سنت کو، یہ لوگ گدھوں کی طرح کھلم کھلا جماع کیا کریں گے، قیامت انہی پر آئے گی۔

(الحاوی ص ۹۰ ج ۲ بحوالہ نعیم بن حمّاد)

اللہ تعالیٰ کے بے پایاں انعام و کرم سے آج ۲۴ رجب المرجب ۱۳۹۱ھ کی شب میں یہ ترجمہ و حواشی پایۂ تکمیل کو پہنچے، اللہ تعالیٰ شرفِ قبول بخشے اور مسلمانوں کو اس سے نفع عطا فرمائے ۔ آمین وَهُوَ الْمُوَفِّقُ وَ الْمُسْتَعَانُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ

كتبه محمد رفیع عثمانی عفا الله عنه

خادمِ طلبہ دار العلوم کراچی ۱۴

$\frac{14}{1/7}$ ھ

---

[1] کیونکہ حدیث ۵۰ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد مسلمان زندہ رہیں گے جو مُقعد کو اُن کا جانشین بنائیں گے اور جب آفتاب مغرب سے طلوع ہوگا اُس وقت بھی دنیا میں مسلمان موجود ہونگے جیسے کہ آیتِ قرآنیہ یوم یاتی بعض آیات ربك لا ینفع نفسا ایمانها لم تکن آمنت من قبل او کسبت فی ایمانها خیرا سے ظاہر ہے ۱۲ رف

حصہ سوم

علاماتِ قیامت

علاماتِ قیامت کا مفہوم، ان کی اہمیت، اقسام متعلقہ احادیث کی
ایمان افروز تفصیلات اور زمانی ترتیب کے لحاظ سے ان کی جامع فہرست

تالیف

مولانا محمد رفیع صاحب عثمانی استاذ حدیث دار العلوم کراچی ۱۴

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد للہ وکفٰی وسلامٌ علٰی عبادہ الذین اصطفٰی

اما بعد حصۂ دوم کی احادیث کا تعلق اگرچہ عیسٰی علیہ السلام کے نزول سے ہے مگر ساتھ ہی یہ احادیث علاماتِ قیامت کی اور بھی بیشتر تفصیلات پر مشتمل ہیں، بلکہ فتنۂ دجال اور نزولِ عیسٰی علیہ السلام جو قیامت کی بڑی اور قریبی علامات میں سے ہیں ان کے دور کی جتنی تفصیلات اس میں آئی ہیں کسی اور عربی یا اردو کتاب میں ناچیز کی نظر سے نہیں گذریں۔

لیکن حصۂ دوم کا موضوع "علاماتِ قیامت" نہیں، اور نہ ترتیبِ کتاب میں وہ ملحوظ تھیں اس لئے یہ علامات پورے حصۂ دوم میں متفرق اور منتشر ہیں حتیٰ کہ ایک ہی واقعہ کا ایک جزء ایک حدیث میں اور باقی اجزاء دوسری متفرق حدیثوں میں آئے ہیں جنھیں تلاش کرنا پوری کتاب کی ورق گردانی کے بغیر ممکن نہ تھا۔

اس لئے ضرورت تھی کہ ان علامات قیامت کی ایک جامع فہرست مرتب کی جائے جس سے ہر علامت کی پوری تفصیل بھی بیک نظر معلوم ہو سکے اور یہ بھی کہ اُس علامت کا ذکر حصۂ دوم کی کس کس حدیث میں ہوا ہے۔ نیز حصۂ دوم میں بعض علامات کئی کئی حدیثوں میں آئی ہیں اس لئے حصۂ دوم کے ایسے جامع خلاصہ کی بھی ضرورت تھی جو تکرار سے خالی ہو۔

لہٰذا بعض بزرگوں نے مشورہ دیا اور والدِ ماجد حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مدظلہم نے بھی پسند فرمایا کہ کتاب کے آخر میں حصۂ سوم کا اضافہ کر دیا جائے جس سے یہ سب ضرورتیں پوری ہو سکیں، اس طرح اس کتاب کا مطالعہ "علاماتِ قیامت" کی کتاب کی حیثیت سے بھی کیا جا سکے گا۔

خصوصیت سے اس زمانہ میں ایسی کتاب کی ضرورت اس لئے اور زیادہ ہو گئی ہے کہ دنیا کے حالات جس تیزی سے بدل رہے ہیں اُن سے اندازہ ہوتا ہے کہ اب قیامت کی قریبی علامات کے ظہور میں کچھ زیادہ دیر نہیں ہے جتنی چھوٹی چھوٹی علاماتِ قیامت کی خبر رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی وہ ایک ایک کر کے ظاہر ہو چکی ہیں، صرف علاماتِ کبریٰ باقی ہیں جو نہایت اہم اور عالمگیر واقعات ہوں گے اور اُن کا آغاز امام مہدی کے ظہور سے ہو گا۔ نہیں کہا جا سکتا کب اُن کا ظہور ہو جائے اور دنیا بالکل نئے حالات کے سامنے آ کھڑی ہو، کیونکہ انہی کے زمانہ میں خروجِ دجال اور نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کے انتہائی اہم واقعات پیش آنے والے ہیں، فتنۂ دجال درحقیقت ایمان کی ایک نہایت کڑی آزمائش ہو گی جس کی تفصیلات کا جاننا ہر مسلمان کے لئے اور خصوصاً موجودہ نسل کے لئے بہت ضروری ہے اللہ تعالیٰ ہر مومن کو اس فتنۂ عظیم کے شر سے محفوظ رکھے۔

لہٰذا احقر نے حصۂ دوم کی تمام علاماتِ قیامت کی مفصل فہرست ایک خاص انداز پر مرتب کی ہے جو پورے حصۂ دوم کا مستند اور جامع خلاصہ بھی ہے۔ اُس فہرست سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ قیامت اور علاماتِ قیامت کے بارے میں چند ابتدائی امور ہدیۂ ناظرین کر دیئے جائیں۔

قیامت اور علاماتِ قیامت

قیامت صورِ اسرافیل کی اُس خوفناک چیخ کا نام ہے جس سے پوری کائنات زلزلہ میں آجائے گی، اس ہمہ گیر زلزلہ کے ابتدائی جھٹکوں ہی سے دہشت زدہ ہو کر دودھ پلانے والی مائیں اپنے دودھ پیتے بچوں کو بھول جائیں گی، حاملہ عورتوں کے حمل ساقط ہو جائیں گے اس چیخ اور زلزلہ کی شدت دم بدم بڑھتی جائے گی جس سے تمام انسان اور جانور مرنے شروع ہو جائیں گے یہاں تک کہ زمین و آسمان میں کوئی جاندار زندہ نہ بچے گا، زمین پھٹ پڑے گی، پہاڑ دھنی ہوئی روئی کی طرح اُڑتے پھریں گے، ستارے اور سیارے ٹوٹ ٹوٹ کر گر پڑیں گے، آفتاب کی روشنی فنا اور پورا عالم تیرہ و تار ہو جائے گا، آسمانوں کے پرخچے اُڑ جائیں گے اور پوری کائنات موت کی آغوش میں چلی جائے گی۔

اس عظیم دن کی خبر تمام انبیاء کرام علیہم السلام اپنی اپنی امتوں کو دیتے چلے آئے تھے مگر رسولِ خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے آکر یہ بتایا کہ قیامت قریب آپہنچی اور میں

اس دنیا میں اللہ کا آخری رسول ہوں، قرآن حکیم نے بھی اعلان کیا کہ

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ	قیامت نزدیک آپہنچی اور چاند شق ہوگیا

اور یہ کہہ کر لوگوں کو چونکایا،

فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا السَّاعَةَ اَنْ	سو کیا یہ لوگ بس قیامت کے منتظر ہیں کہ وہ
تَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً فَقَدْ جَآءَ اَشْرَاطُهَا فَاَنّٰى	ان پر دفعۃً آپڑے؟ سو یاد رکھو کہ اس کی (متعدد)
لَهُمْ اِذَا جَآءَتْهُمْ ذِكْرٰىهُمْ	علامتیں آچکی ہیں، سو جب قیامت ان کے سامنے
(سورہ محمد)	آکھڑی ہوگی اس وقت ان کو سمجھنا کہاں میسر ہوگا۔

لیکن قیامت کب آئے گی اس کی ٹھیک ٹھیک تاریخ تو کجا سال اور صدی تک اللہ کے سوا کسی کو معلوم نہیں، یہ ایسا راز ہے جو خالق کائنات نے کسی فرشتے یا نبی کو بھی نہیں بتایا، جبریل امین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو ان کو بھی یہی جواب ملا کہ

ما المسئول عنها باعلم من السائل	جس سے پوچھا جا رہا ہے وہ سائل سے زیادہ
	نہیں جانتا

قرآن حکیم نے بھی بتایا کہ قیامت کے مقررہ وقت کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں، چند آیات یہ ہیں۔

۱۔ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ	بے شک قیامت کی خبر اللہ ہی کو ہے۔
۲۔ يَسْــَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ	یہ لوگ آپ سے قیامت کے متعلق پوچھتے ہیں
اَيَّانَ مُرْسٰىهَا فِيْمَ اَنْتَ مِنْ	کہ اس کا وقوع کب ہوگا۔ سو اس کے بیان کرنے
ذِكْرٰىهَا اِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهٰىهَا۔	سے آپ کا کیا تعلق؟ اس (کے علم کی تعیین) کا مدار صرف
(سورہ النازعات)	آپ کے رب کی طرف ہے۔
۳۔ يَسْــَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ	یہ لوگ آپ سے قیامت کے متعلق پوچھتے ہیں کہ
مُرْسٰىهَا قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ ج	اس کا وقوع کب ہوگا؟ آپ فرما دیجئے کہ اس کا (یہ)
لَا يُجَلِّيْهَا لِوَقْتِهَآ اِلَّا هُوَ ط ثَقُلَتْ فِى	علم صرف میرے رب ہی کے پاس ہے، اس کے وقت پر
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَا تَاْتِيْكُمْ اِلَّا	اس کو سوا اللہ کے کوئی اور ظاہر نہ کرے گا، وہ آسانوں

بَغْتَةً ط يَسْـَٔلُوْنَكَ كَاَنَّكَ حَفِیٌّ عَنْهَا ط قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ

(سورۃ الاعراف آیت ۱۸۷)

اور زمین میں بڑا بھاری حادثہ ہوگا، وہ تم پر محض اچانک آپڑے گی، وہ آپ سے اس طرح (اصرار سے) پوچھتے ہیں جیسے گویا آپ اس کی تحقیقات کر چکے ہیں آپ فرما دیجئے کہ اس کا علم خاص اللہ ہی کے پاس ہے۔

علامات قیامت کی اہمیت

البتہ قیامت کی علامات انبیاء سابقین علیہم السلام نے بھی اپنی اپنی امتوں کو تبلائی تھیں اور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نیا نبی آنے والا نہ تھا اس لئے آپ نے اس کی علامات سب سے زیادہ تفصیل سے ارشاد فرمائیں، تاکہ لوگ یوم آخرت کی تیاری کریں، اعمال کی اصلاح کرلیں اور نفسانی خواہشات و لذات میں انہماک سے باز آجائیں، آپ صحابۂ کرام کو انفراداً اور اجتماعاً کبھی اختصار اور کبھی تفصیل سے ان علامات کی تعلیم فرماتے رہے، آپ نے ان کی تبلیغ کا کتنا اہتمام فرمایا اس کا کچھ اندازہ صحیح مسلم کی ان روایتوں سے ہوگا۔

عن ابی زید قال صلّٰی بنا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم الفجرَ وصَعِدَ المِنبرَ فَخَطَبنا حتی حضرت الظھر فنزل فَصَلّٰی ثُمَّ صَعِدَ المنبر فَخَطَبنا حتی حَضَرَتِ العصرُ ثُمَّ نزل فصلّٰی ثُمَّ صَعِدَ المنبر فَخَطَبنَا حتی غربت الشمس فاخبرنا بما کان و بما ھو کائنٌ فاعلمنا احفظنا۔

(صحیح مسلم ص ۳۹۰ ج ۲)

ابوزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو فجر کی نماز پڑھائی اور منبر پر چڑھ کر ہمارے سامنے خطبہ دیا یہاں تک کہ ظہر کی نماز کا وقت ہوگیا بس آپ نے اتر کر نماز پڑھی، پھر منبر پر تشریف لے گئے اور ہمیں خطبہ دیتے رہے یہاں تک کہ عصر کا وقت ہوگیا، پھر آپ نے اتر کر نماز پڑھی اور پھر منبر پر تشریف لے گئے اور ہمیں خطبہ دیتے رہے یہاں تک کہ آفتاب غروب ہوگیا بس آپ نے ہمیں (اس خطبہ میں، اُن تمام اہم) واقعات کی خبر دی جو ہو چکے اور جو آئندہ ہونے والے ہیں، بس ہم میں سے جس کا حافظہ زیادہ قوی تھا وہی (ان واقعات کو) زیادہ جاننے والا ہے۔

عَنْ حُذَیْفَةَ قَالَ قَامَ فِیْنَا

حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقاما ما ترك شيئا يكون فى مقامه ذلك الى قيام الساعة الا حدث به حفظه من حفظه و نسيه من نسيه قد علمه اصحابى هؤلاء وانه ليكون منه الشئ قد نسيته فاراه فاذكره كما يذكر الرجل وجه الرجل اذا غاب عنه ثم اذا راٰه عرفه (صحیح مسلم ص ۳۹۰ ج ۲)

علیہ وسلم ہمارے درمیان کھڑے ہوئے، اس قیام میں آپ نے قیامت تک ہونے والا کوئی (اہم) واقعہ نہیں چھوڑا جو ہمیں نہ بتلایا ہو جس نے یاد رکھا یاد رکھا، جو بھول گیا بھول گیا، میرے یہ ساتھی بھی یہ بات جانتے ہیں، اور آپ نے ہمیں جن واقعات کی خبر دی اُن میں سے جو میں بھول گیا ہوں وہ بھی جب رونما ہوتا ہے تو مجھے یاد آجاتا ہے، جیسے کوئی آدمی جب غائب ہو تو آدمی اُس کا چہرہ بھول جاتا ہے پھر جب وہ نظر پڑتا ہے تو یاد آجاتا ہے۔

امت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دیگر احادیث کی طرح علاماتِ قیامت کی حدیثیں بھی محفوظ رکھنے اور آئندہ نسلوں تک پہنچانے کا بڑا اہتمام کیا، حتیٰ کہ بچوں کو ابتدائے عمر ہی سے یہ احادیث یاد کرائی جاتی تھیں، کتبِ حدیث میں اس باب کی احادیث کا ایک عظیم ذخیرہ محفوظ ہے جو نسلاً بعد نسلٍ حفظ و روایت کے ذریعہ ہم تک پہنچا ہے۔

یوں تو حدیث کی کوئی جامع کتاب ان احادیث سے خالی نہیں مگر اکابر محدثین نے اس موضوع پر مستقل تصانیف چھوڑی ہیں، ایک ایک علامت پر بھی مستقل تصانیف موجود ہیں لیکن واقعہ یہ ہے کہ اب تک ایسی کوئی کتاب نظر سے نہیں گذری جو علاماتِ قیامت کی تمام مستند احادیث کو جامع ہو اور جس میں سب احادیث مفصّل اور مستند حوالوں کے ساتھ ذکر کی گئی ہوں۔

ان علامات کی کیفیت

علاماتِ قیامت میں بعض واقعات کی تو اتنی تفصیلات ملتی ہیں کہ بہت چھوٹی چھوٹی چیزوں کی نشاندہی بھی موجود ہے مثلاً فتنۂ دجال اور نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کے دور کی اتنی تفصیلات بیان فرمادی گئیں کہ کسی دوسری علامت میں اس کی نظیر نہیں ملتی، وجہ یہ ہے کہ فتنۂ دجال مؤمنین کے ایمان کی نہایت کڑی آزمائش ہوگا اگر اُس کی تفصیلات لوگوں کے سامنے نہ ہوں تو دجال کے دامِ فریب

میں پھنس جانے کا قوی اندیشہ تھا۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حلیہ اور دیگر تفصیلات بھی اس لئے ضروری تھیں کہ کوئی بوالہوس اگر مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کر بیٹھے تو اس کے مکروفریب کا پردہ چاک کیا جا سکے۔ اور جب وہ تشریف لائیں تو ان کو بآسانی پہچان کر مسلمان اُن کے جھنڈے تلے دجال سے جہاد کر سکیں۔ اتنی کثیر علامات اور ان کی تفصیلات سے بعض اوقات قاری یہ توقع بھی کرنے لگتا ہے کہ واقعات کی کڑیاں ملا کر وہ قیامت کا ٹھیک ٹھیک زمانہ متعین کرنے میں کامیاب ہو جائے گا، لیکن نہ ایسا ہوا ہے نہ ہو سکے گا، قرآنِ حکیم کا واضح ارشاد ہے کہ "لَا تَأْتِيكُمْ إِلَّا بَغْتَةً" "قیامت تم پر اچانک آپڑے گی۔ وجہ یہ ہے کہ اول تو بہت سی علامتوں میں ترتیب ہی کا ادراک نہیں ہوتا کہ کونسا واقعہ پہلے اور کونسا بعد میں ہوگا، اور جن واقعات کی ترتیب احادیث میں بیان کر دی گئی ہے اُن میں بھی متعدد مقامات پر یہ پتہ نہیں چلتا کہ دونوں واقعوں کے درمیان کتنے زمانہ کا فاصلہ ہے، پھر بہت سی احادیث میں ایسا اجمال ہے کہ اُن کی مراد یقینی طور پر متعین نہیں ہوتی حتّٰی کہ بعض مقامات پر پڑھنے والے کو تعارض کا شبہ ہونے لگتا ہے، حالانکہ وہاں اجمال ہے تعارض نہیں۔

علاماتِ قیامت کی احادیث میں تعارض کیوں نظر آتا ہے

علاماتِ قیامت کی بعض احادیث میں سرسری نظر سے جو کہیں تعارض محسوس ہوتا ہے اُس کی چند وجوہ ہیں۔ ایک یہ کہ اس موضوع کی بعض احادیث میں اختصار ہے اگر مفصل حدیث سامنے نہ ہو تو اختصار کے باعث دو حدیثیں باہم متعارض محسوس ہوتی ہیں مثلاً صحیح احادیث میں ہے کہ دجال بائیں آنکھ سے کانا ہوگا[1]، مگر صحیح مسلم کی ایک حدیث میں ہے کہ وہ دائیں آنکھ سے کانا ہوگا[2]۔ دونوں حدیثیں بظاہر متضاد معلوم ہوتی ہیں لیکن پوری حقیقت مسند احمد کی ایک اور روایت سے سامنے آتی[3] ہے کہ اُس کی دونوں آنکھیں عیب دار ہوں گی بائیں

---

[1] یہ احادیث حصہ دوم میں گذری ہیں اور آگے بھی ان کے حوالے علاماتِ قیامت کی فہرست میں آئیں گے

[2] عن ابن عمر مرفوعاً ان المسيح الدجال اعور العين اليمنى كان عينه عنبة طافية (مسلم ص ۳۹۹ ج ۲) [3] دیکھیے حصہ دوم میں حدیث ۲۵

آنکھ بے نور ہوگی اور دائیں آنکھ میں موٹی پھلی ہوگی۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ قیامت کے لئے قرآن وسنت میں عموماً لفظ "الساعۃ" اور "القیامۃ" استعمال ہوا ہے مگر بعض احادیث میں یہ دونوں لفظ دوسرے معانی میں بھی استعمال ہوئے ہیں چنانچہ مطلق موت کو بھی قیامت کہا گیا ہے اور قیامت کی کسی بڑی اور قریبی علامت پر بھی لفظ قیامت کا اطلاق کیا گیا ہے، جس کا ذہن ان معانی کی طرف نہ جائے گا وہ کئی احادیث میں تعارض محسوس کرے گا۔

مثلاً صحیح مسلم میں روایت ہے کہ

عن انس ان رجلاً سأل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متی تقوم الساعۃ وعندہ غلام من الانصار یقال لہ محمد فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یعش ھذا الغلام فعسٰی ان لا یدرکہ الھرم حتی تقوم الساعۃ (صحیح مسلم ص ۴۰۶ ج ۲)	حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ قیامت کب آئے گی اُس وقت آپ کے پاس ایک انصاری لڑکا موجود تھا جس کا نام محمد تھا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "اگر یہ زندہ رہا تو ہو سکتا ہے کہ اس کے بوڑھے ہونے سے پہلے قیامت آجائے۔"

یہ حدیث اُن تمام احادیث سے متعارض معلوم ہوتی ہے جو آگے علاماتِ قیامت کی فہرست میں آئیں گی اور پیچھے حصہ دوم میں تفصیل سے گذری ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ عہدِ رسالت اور قیامت کے درمیان صدیوں کا فاصلہ ہوگا،

مگر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ایک روایت سے جو صحیح مسلم ہی میں ہے حقیقت واضح ہوتی ہے کہ یہاں ساعت کا لفظ قیامت کے معنی میں نہیں بلکہ کچھ خاص افراد کی موت کے معنی میں استعمال ہوا ہے، وہ روایت یہ ہے۔

عن عائشۃ قالت کان الاعراب اذا قدموا علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سألوہ عن الساعۃ متی الساعۃ	حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اعرابی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے تو آپ سے قیامت کے متعلق پوچھتے کہ قیامت کب آئے گی؟

فنظر الی احدث انسانٍ منھم فقال ان یعش ھذا العبد فلن یدرکہ الھرم قامت علیکم ساعتکم (صحیح مسلم ص ۴۰۶ ج ۲)	پس آپ ان میں سب سے کم سن انسان پر نظر ڈالتے اور فرماتے اگر یہ زندہ رہا تو اس کے بڑھاپے سے پہلے تمہاری قیامت آجائے گی۔

ظاہر ہے کہ یہاں "تمہاری قیامت" سے مخاطبین کی موت مراد ہے، عام قیامت نہیں اس معنی کی تائید اُس روایت سے بھی ہوتی ہے جو امام غزالیؒ نے احیاء العلوم میں ذکر کی ہے کہ،

روی انس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال الموت القیٰمۃ فمن مات فقد قامت قیامتہٗ[1]	حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "موت قیامت ہے" پس جو مرا اُس کی قیامت تو آہی گئی

(الاحیاء ص ۴۲۱ ج ۴)

اسی طرح مندرجہ ذیل احادیث میں بھی اگر تحقیق سے کام نہ لیا جائے تو تعارض نظر آتا ہے پہلی حدیث صحیح مسلم میں ہے، حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

۱۔ سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا تزال طائفۃٌ من امتی یقاتلون علی الحق ظاھرین الی یوم القیٰمۃ	میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ میری امت میں ایک جماعت یوم قیامت تک سربلندی کے ساتھ حق کے لئے برسر پیکار رہے گی۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مومنین کی ایک ایسی جماعت یومِ قیامت تک زندہ رہے گی مگر مندرجہ ذیل احادیث میں صراحت ہے کہ قیامت سے پہلے تمام مومنین کو موت آجائے گی اور قیامت کے دن کوئی مؤمن زندہ نہ ہوگا، وہ احادیث یہ ہیں۔

۲۔ انّ اللہ عزّ وجلّ یبعث ریحًا الین من الحریر فلا تدع احدًا فی قلبہ قال ابو علقمۃ مثقال حبۃ و	بے شک اللہ عزّ وجلّ ایک ہوا بھیجے گا جو ریشم سے زیادہ نرم ہوگی پس جس کے دل میں ایک دانہ یا ایک ذرہ کی برابر بھی ایمان ہوگا وہ اسے نہ چھوڑے گی

---

[1] حافظ الاسلام زین الدین عراقیؒ نے اس حدیث کی تخریج ابن ابی الدنیا سے کی ہے اور اس کی سند کو ضعیف کہا ہے، مگر ہم نے یہ روایت محض تائید کے لئے ذکر کی ہے ورنہ حضرت عائشہؓ کی جو روایت مسلم کے حوالہ سے اوپر آئی ہے مدارِ استدلال وہی ہے جس کی صحت و قوت میں کوئی شبہ نہیں۔

قال عبد العزیز مثقال ذرۃ من ایمانٍ الاّ قبضتہٗ[1] | اور اس کی روح قبض کرے گی۔

۳۔ لا تقوم الساعۃ حتی لا یقال فی الارض اللہ اللہ (صحیح مسلم ص ۸۴ ج ۱) | قیامت نہ آئے گی جب تک یہ کیفیت نہ ہو جائے کہ زمین میں اللہ اللہ نہ کہا جائے۔

۴۔ لا تقوم الساعۃ علیٰ احد یقولُ اللہ اللہ[2] | قیامت ایسے کسی شخص پر نہیں آئے گی جو اللہ اللہ کہتا ہو۔

۵۔ لا تقومُ الساعۃ الا علی شرار الناس[3] | قیامت نہیں آئے گی مگر صرف بدترین لوگوں پر۔

دونوں قسم کی احادیث میں بظاہر تعارض ہے پہلی حدیث باقی چاروں حدیثوں سے معارض نظر آتی ہے، لیکن پہلی حدیث جو یہاں مسلم سے نقل کی گئی مختلف کتب حدیث میں متعدد سندوں اور مختلف الفاظ سے آئی ہے مسند احمد، مسند ابی یعلیٰ، سنن ابی عمرو الدانی، کنز العمال، ابن عساکر، الحاوی اور سیرت مغلطائی کی حدیثوں میں "الی یوم القیٰمۃ" کی بجائے "حتیٰ ینزل عیسی ابن مریم" کا لفظ ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ مؤمنین کی ایک ایسی جماعت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے نازل ہونے تک باقی رہے گی، معلوم ہوا کہ اوپر مسلم کی پہلی روایت میں جو "الی یوم القیامۃ" ہے وہاں یوم قیامت سے قیامتِ کبریٰ مراد نہیں بلکہ قیامت کی ایک بڑی علامت یعنی نزولِ عیسیٰ علیہ السلام مراد ہے لہٰذا پہلی حدیث اور باقی چار حدیثوں میں جو تعارض نظر آرہا تھا ختم ہو گیا۔

کہیں دو حدیثوں میں تعارض اس لئے ہوتا ہے کہ ان میں سے ایک ضعیف یا موضوع ہوتی ہے، اگر حدیث موضوع ہے تو اس کا تو اعتبار ہی نہیں وہ کالعدم ہے، اور اگر ضعیف ہے اور وہ حدیث قوی پر منطبق نہیں ہوتی تو ظاہر ہے کہ حدیث ضعیف کا اعتبار نہ ہوگا بلکہ اعتماد حدیثِ قوی پر ہی کیا جائے گا۔

---

[1] صحیح مسلم ص ۵۰، ج ۱ [2] صحیح مسلم ص ۸۴ ج ۱ [3] صحیح مسلم ص ۴۰۶ ج ۲ [4] یہ سب حدیثیں حصہ دوم میں گذری ہیں دیکھیے حدیث ۳۲، ۴۷، ۴۳، ۱۰۵، ۱۰۶

کبھی علاماتِ قیامت کی دو حدیثوں میں تعارض اس لئے محسوس ہوتا ہے کہ دو الگ الگ علامتوں کو ایک سمجھ لیا جاتا ہے، مثلاً قیامت کی ایک علامت یہ ہے کہ عدن (یمن) سے آگ نکلے گی جو لوگوں کو ہانک کر ملکِ شام میں جمع کر دے گی، اور کئی دوسری حدیثوں میں ہے کہ "آگ حجاز سے نکلے گی" سرسری نظر سے دونوں باتیں متضاد معلوم ہوتی ہیں، لیکن درحقیقت یہ دو الگ الگ علامتیں ہیں حجاز کی آگ بھی علاماتِ قیامت میں سے ہے اور وہ نکل چکی ہے جس کی تفصیل اگلے صفحات میں آرہی ہے، اور عدن کی آگ ابھی نہیں نکلی وہ بالکل قربِ قیامت میں نکلے گی جیسا کہ علاماتِ قیامت کی فہرست کے آخر میں بیان ہوگا۔

یہ تعارض کے وہ موٹے موٹے اسباب ہیں جو علاماتِ قیامت کی احادیث میں زیادہ پیش آتے ہیں، دیگر اسباب بھی ہوتے ہیں لیکن وہ اس مضمون کے ساتھ خاص نہیں دوسری احادیث میں بھی بکثرت پیش آتے ہیں، یہاں صرف نمونہ کے طور پر چند اسباب پیش کئے گئے ہیں تاکہ ناظرین کو جہاں احادیث کے درمیان تضاد اور تعارض نظر آئے وہاں تضاد کا فیصلہ کرنے کی بجائے حدیث کی حقیقت سمجھنے کی کوشش کی جائے۔

ناچیز راقم الحروف نے حصۂ دوم کے ترجمہ میں توسین اور حواشی میں ایسے مقامات پر جہاں احادیث میں بظاہر تعارض معلوم ہوتا ہے اُسے حل کرنے کی کوشش کی ہے اور آگے علاماتِ قیامت کی فہرست میں ناظرین دیکھیں گے کہ انھیں مرتب ہی اس طرح کیا ہے کہ تعارض اکثر مقامات پر تو محسوس ہی نہیں ہوتا خود ترتیبِ بیان ہی سے تعارض کا حل ہوگیا ہے، اور کہیں بقدرِ ضرورت حواشی میں اس کا بیان کر دیا گیا ہے۔

علاماتِ قیامت کی تین قسمیں

قرآن حکیم میں جو علاماتِ قیامت ارشاد فرمائی گئیں وہ زیادہ تر ایسی علامات ہیں جو بالکل قربِ قیامت میں ظاہر ہوں گی، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیث میں قریب اور دُور کی چھوٹی بڑی ہر قسم کی علامات بیان فرمائیں۔ علامہ محمد بن عبدالرسول برزنجی رحمہ

(متوفی ۱۱۰۳ھ) نے اپنی کتاب "الاشاعۃ لاشراط الساعۃ" میں علاماتِ قیامت کی تین قسمیں کی ہیں (۱) علاماتِ بعیدہ (۲) علاماتِ متوسطہ جن کو علاماتِ صغریٰ بھی کہا جاتا ہے (۳) علاماتِ قریبہ جن کو علاماتِ کبریٰ بھی کہا جاتا ہے۔

قسم اوّل (علاماتِ بعیدہ)

علاماتِ بعیدہ وہ ہیں جن کا ظہور کافی پہلے ہو چکا ہے، ان کو "بعیدہ" اس لئے کہا جاتا ہے کہ ان کے اور قیامت کے درمیان نسبتاً زیادہ فاصلہ ہے، مثلاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت، شق القمر کا واقعہ[1]، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات، جنگِ صفین[2]، یہ سب واقعات ازروئے قرآن وحدیث علاماتِ قیامت میں سے ہیں اور ظاہر ہو چکے ہیں۔

فتنۂ تاتار

انہی علامات سے فتنۂ تاتار ہے جس کی پیشگی خبر احادیث صحیحہ میں دی گئی تھی، بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ نے یہ روایات ذکر کی ہیں، بخاری میں حدیث کے الفاظ

---

[1] لقولہ علیہ السلام "بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ" رواہ البخاری ومسلم ولقولہ تعالیٰ "اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ" تفصیل کے لئے دیکھئے تفسیر بیان القرآن سورۂ محمد تحت قولہ تعالیٰ فَقَدْ جَاءَ اَشْرَاطُهَا اور آگے کی سب علامات کو علامہ برزنجیؒ نے "الاشاعۃ" میں تفصیل سے احادیث کے ساتھ بیان کیا ہے ص ۳۴ و ۱۰ ۳۵ تا ص ۴۰ اور اجمالاً یہ سب علامات نواب صدیق حسن صاحبؒ نے بھی "الاذاعۃ لما یکون بین یدی الساعۃ" میں ذکر کی ہیں ص ۱۳ تا ۵۸ طبع ثابت مدینہ منورہ [2] لقولہ علیہ السلام لا تقوم الساعۃ حتی تقتتل فئتان عظیمتان تکون بینہما مقتلۃ عظیمۃ دعوتہما واحدۃ۔ صحیح بخاری ص ۱۰۵۱ ج ۲ ومسلم ص ۳۹۰ ج ۲ شراحِ حدیث حافظ ابن حجر، علامہ قسطلانی وغیرہ نے اس کا مصداق جنگ صفین ہی کو قرار دیا ہے مثلاً دیکھئے فتح الباری ص ۷۰ ج ۱۳

یہ ہیں۔[1]

قال ابو هريرة قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا تقوم الساعة حتى تقاتلوا الترك صغار الاعين حمر الوجوه ذلف الانوف كان وجوههم المجان المطرقة ولا تقوم الساعة حتى تقاتلوا قوما نعالهم الشعر۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت نہ آئے گی یہاں تک کہ تم ترکوں سے جنگ کرو جن کی آنکھیں چھوٹی، چہرے سرخ اور ناکیں چھوٹی اور چپٹی ہوں گی، ان کے چہرے گولائی اور موٹائی میں ایسی ڈھال کی مانند ہوں گے جس پر تہ بر تہ چمڑا چڑھا دیا گیا ہو، اور قیامت نہیں آئے گی یہاں تک کہ تم ایک ایسی قوم سے جنگ کرو جن کے جوتے بالوں کے ہوں گے۔

وفی حدیث عمرو بن تغلب مرفوعا وان من اشراط الساعة ان تقاتلوا قوما عراض الوجوه۔

(صحیح بخاری)

اور ایک دوسری حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "علامتِ قیامت میں سے یہ بھی ہے کہ تم ایک ایسی قوم سے جنگ کروگے جن کے چہرے عریض (چوڑے) ہوں گے۔

اور صحیح مسلم[2] کی ایک حدیث میں ان کی یہ صفت بھی بیان کی گئی ہے کہ "یلبسون الشعر" یعنی وہ بالوں کا لباس پہنتے ہوں گے۔ ان احادیث میں جس قوم سے مسلمانوں کی جنگ کی خبر دی گئی ہے یہ تاتاری ہیں[3] جو ترکستان سے قہر الٰہی بن کر عالمِ اسلام پر ٹوٹ پڑے تھے، اس قوم کی جو جو تفصیلات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلائی تھیں وہ سب کی سب فتنۂ تاتار میں رونما ہوکر رہیں، یہ فتنہ ۶۵۶ھ میں اپنے عروج پر پہنچا جب کہ تاتاریوں کے ہاتھوں سقوطِ بغداد کا عبرتناک حادثہ پیش آیا، انھوں نے بنو عباس کے آخری خلیفہ مستعصم کو قتل کر ڈالا اور عالمِ اسلام کے بیشتر ممالک ان کی زد میں آکر زیر و زبر ہوگئے۔

---

[1] صحیح بخاری ص ۴۱۰ ج اول، کتاب الجہاد باب قتال الترک (ص ۵۰۷ ج اول باب علامات النبوۃ کتاب المناقب [2] صحیح مسلم ص ۳۹۵ ج ۲ [3] فتح الباری ص ۷۷ ج ۶، عمدۃ القاری ص ۲۰۱ ج ۱۴ ۔ الاشاعۃ ص ۳۵۔ والاذاعۃ ص ۸۲

شارحِ مسلم علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے وہ دور اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کیونکہ ان کی ولادت ۶۳۱ھ میں اور وفات ۶۷۶ھ میں ہوئی، وہ انہی احادیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ،

یہ سب پیشین گوئیاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہیں، کیونکہ ان ترکوں سے جنگ ہو کر رہی، وہ سب صفات ان میں موجود ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی تھیں، آنکھیں چھوٹی، چہرے سرخ، ناکیں چھوٹی اور چپٹی، چہرے عریض، ان کے چہرے ایسی ڈھال کی طرح ہیں جن پر تہ بر تہ چمڑا چڑھا دیا گیا ہو، بالوں کے جوتے پہنتے ہیں، غرض یہ ان تمام صفات کے ساتھ ہمارے زمانہ میں موجود ہیں، مسلمانوں نے ان سے بارہا جنگ کی ہے اور اب بھی ان سے جنگ جاری ہے، ہم خدائے کریم سے دعا کرتے ہیں کہ مسلمانوں کے حق میں بہر حال انجام بہتر کرے ان کے معاملہ میں بھی اور دوسروں کے معاملہ میں بھی، اور مسلمانوں پر اپنا لطف وحمایت ہمیشہ برقرار رکھے، اور رحمۃ نازل فرمائے اپنے رسول پر جو اپنی خواہشِ نفس سے نہیں بولتا بلکہ جو کچھ بولتا ہے وہ وحی ہوتی ہے جو ان کے پاس بھیجی جاتی ہے۔[1]

نارُ الحجاز

قیامت کی انہی علامات میں سے ایک حجاز کی وہ عظیم آگ ہے جس کی پیشگی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی، بخاری اور مسلم[2] نے یہ حدیث حضرت ابوہریرہ سے ان الفاظ میں نقل کی ہے۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تقوم الساعۃ حتی تخرج نارٌ من ارض الحجاز تضیئ اعناق الابل ببصریٰ۔

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت نہ آئے گی یہاں تک کہ سرزمین حجاز سے ایک آگ نکلے گی جو بصریٰ میں اونٹوں کی گردنیں روشن کرے گی۔

---

[1] شرح مسلم ص ۳۹۵ ج ۲ اصح المطابع کراچی [2] صحیح بخاری ص ۱۰۵۳ ج ۲ باب خروج النار، کتاب الفتن، و صحیح مسلم ص ۳۹۳ ج ۲ کتاب الفتن۔

اور فتح الباری میں یہ روایت بھی ہے جس میں مزید تفصیل ہے۔

عن عمر بن الخطاب یرفعہٗ لا تقوم الساعۃ حتی یسیل وادٍ من اودیۃ الحجاز بالنار تضیٔ لہ اعناق الابل ببصریٰ (فتح الباری ص ۶۸ ج ۱۳ بحوالہ الکامل لابن عدی)	کہ حضرت عمر بن الخطاب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل فرمایا کہ "قیامت نہیں آئے گی یہاں تک کہ حجاز کی وادیوں میں سے ایک وادی ایسی آگ سے بہ پڑے جس سے بُصریٰ میں اونٹوں کی گردنیں روشن ہو جائیں گی"

بُصریٰ مدینہ طیبہ اور دمشق کے درمیان شام کا مشہور شہر ہے جو دمشق سے تین مرحلہ (تقریباً ۸۴ میل) پر واقع ہے۔

یہ عظیم آگ بھی فتنۂ تاتار سے تقریباً ایک سال پہلے مدینہ طیبہ کے نواح میں انہی صفات کے ساتھ ظاہر ہو چکی ہے[1] جو ان احادیث میں بیان کی گئی ہیں۔ یہ آگ جمعہ ۶ / جمادی الثانیہ ۶۵۴ھ کو نکلی اور بحرِ زخار کی طرح میلوں میں پھیل گئی جو پہاڑ اس کی زد میں آ گئے انہیں راکھ کا ڈھیر بنا دیا اتوار ۲۷ / رجب (۵۲ دن) تک مسلسل بھڑکتی رہی اور پوری طرح ٹھنڈی ہونے میں تقریباً تین ماہ لگے۔ اس آگ کی روشنی مکہ مکرمہ ینبوع تیماء حتیٰ کہ حدیث کی پیشین گوئی کے مطابق بصریٰ جیسے دُور دراز مقام پر بھی دیکھی گئی، اس کی خبر تواتر کے ساتھ پورے عالمِ اسلام میں پھیل گئی تھی چنانچہ اُس زمانہ کے محدثین و مؤرخین نے اپنی تصانیف میں اور شعراء نے اپنے کلام میں اس کا بہت تفصیل سے تذکرہ کیا ہے، صحیح مسلم کے مشہور شارح علامہ نوویؒ اُسی زمانہ کے بزرگ ہیں وہ مذکورہ بالا حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:-

> حدیث میں جس آگ کی خبر دی گئی ہے یہ علاماتِ قیامت میں سے ایک مستقل علامت ہے اور ہمارے زمانہ میں مدینہ طیبہ میں ایک آگ ۶۵۴ھ میں نکلی ہے جو بہت عظیم آگ تھی،

---

[1] فتح الباری ص ۶۷ ج ۱۳ و ارشاد الساری ص ۲۰۳ ج ۱۰ و فتح الباری ص ۶۷ ج ۱۳ عمدۃ القاری للعینی ص ۲۱۲ تا ۲۱۳ ج ۲۴ ۔ ارشاد الساری للقسطلانی ص ۲۰۳ تا ۲۰۴ ج ۱۰ الاشاعۃ ص ۳۰ تا ۳۴ ۔ الاذاعۃ ص ۸۴ ۔ وفاء الوفاء للسمہودی ص ۱۴۹ تا ۱۵۱ ج اوّل ۔

مدینہ طیبہ سے مشرقی سمت میں عرصہ کے پیچھے نکلی ہے، تمام اہل شام اور سب شہروں میں اس کا علم بدرجہ تواتر پہنچ چکا ہے اور خود مجھے مدینہ کے ان لوگوں نے خبر دی ہے جو اس وقت وہاں موجود تھے[۱]"

مشہور مفسر علامہ محمد بن احمد قرطبیؒ بھی اسی زمانہ کے بلند پایہ عالم ہیں[۲] انھوں نے اپنی کتاب "التذکرة بامور الآخرة" میں اس آگ کی مزید تفصیلات بیان کی ہیں بخاری ومسلم کی اسی حدیث کے ذیل میں فرماتے ہیں۔

"حجاز میں، مدینہ طیبہ میں ایک آگ نکلی ہے، اس کی ابتداء زبردست زلزلہ سے ہوئی جو بدھ ۳ رجمادی الثانیہ ۶۵۴ھ کی رات میں عشاء کے بعد آیا اور جمعہ کے دن چاشت کے وقت تک جاری رہ کر ختم ہو گیا، اور آگ قریظہ کے مقام پر حرّہ کے پاس نمودار ہوئی جو ایسے عظیم شہر کی صورت میں نظر آرہی تھی جس کے گرد فصیل بنی ہوئی ہو اور اس پر کنگرے، برج اور مینارے بنے ہوئے ہوں، کچھ ایسے لوگ بھی دکھائی دیتے تھے جو اسے ہانک رہے تھے، جس پہاڑ پر گذرتی تھی اسے ڈھا دیتی اور پگھلا دیتی تھی، اس مجموعہ میں سے ایک حصہ سرخ اور نیلا نہر کی سی شکل میں نکلتا تھا جس میں بادل کی گرج تھی، وہ سامنے کی چٹانوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا اور عراقی مسافرین کے اڈہ تک پہنچ جاتا تھا، اس کی وجہ سے راکھ ایک بڑے پہاڑ کی مانند جمع ہو گئی، پھر آگ مدینہ کے قریب تک پہنچ گئی، مگر اس کے باوجود مدینہ میں ٹھنڈی ہوا آتی رہی، اس آگ میں سمندر کے سے جوش وخروش کا مشاہدہ کیا گیا۔ میرے ایک ساتھی نے مجھے بتایا کہ میں نے اس آگ کو پانچ یوم کی مسافت سے فضاء میں بلند ہوتا ہوا دیکھا، اور میں نے سنا ہے کہ وہ مکہ اور بصری کے پہاڑوں سے بھی دیکھی گئی ہے[۳]۔ علامہ قرطبیؒ آگے فرماتے ہیں کہ "یہ واقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوة کے دلائل میں سے ہے[۴]"۔

---

[۱] شرح صحیح مسلم ص ۳۹۳ ج ۲ [۲] وفات ۶۷۱ھ

[۳] فتح الباری ص ۷۰ ج ۱۳ نقلاً عن التذکرة

[۴] مختصر تذکرة القرطبی للشیخ عبدالوہاب الشعرانی ص ۱۲۰

اُسی زمانہ کے ایک اور جلیل القدر محدث ابو شامہؒ المقدسی الدمشقی ہیں انھوں نے اپنی کتاب "ذیل الروضتین" میں وہ خطوط نقل کئے ہیں جو اس واقعہ کے فوراً بعد ان کو مدینہ طیبہ کے قاضی اور دیگر حضرات کی طرف سے ملے، یہ خود اُس وقت دمشق میں تھے۔ فرماتے ہیں:۔

"اوائل شعبان ۶۵۴ھ میں کئی خطوط مدینہ شریف سے آئے اُن میں ایک عظیم واقعہ کی تفصیلات ہیں جو وہاں رونما ہوا ہے، اِس واقعہ سے اُس حدیث کی تصدیق ہو گئی جو بخاری و مسلم میں ہے (آگے وہی حدیث ذکر کر کے فرماتے ہیں) اُس آگ کا مشاہدہ کرنے والوں میں سے جن لوگوں پر مجھے اعتماد ہے اُن میں سے ایک شخص نے مجھے بتایا کہ اُسے یہ اطلاع ملی ہے کہ اُس آگ کی روشنی سے تیماءؔ کے مقام پر خطوط لکھے گئے ہیں (بعض خطوط نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں) اور بعض خطوط میں ہے کہ جمادی الثانیہ کے پہلے جمعہ کو مدینہ کی مشرقی سمت میں ایک عظیم آگ رونما ہوئی اس کے اور مدینہ کے درمیان نصف یوم کی مسافت تھی، یہ آگ زمین سے نکلی اور اس میں سے آگ کی ایک وادی دہتراسی بہہ پڑی، یہاں تک کہ وہ جبل اُحد کی محاذات میں آگئی۔ ایک اور خط میں ہے کہ ایک عظیم آگ کے باعث حرّہ کے مقام پر سے زمین پھٹ پڑی آگ کی مقدار (طول و عرض میں) مسجد نبوی کے برابر ہوگی اور دیکھنے میں یوں معلوم ہوتا تھا کہ وہ مدینہ ہی میں ہے، اُس میں سے ایک وادی سی بہہ پڑی جس کی مقدار چار فرسخ اور عرض چار میل تھا وہ سطح زمین پر بہتی تھی اس میں سے چھوٹے چھوٹے پہاڑ سے نمودار ہوتے تھے۔ ایک اور خط میں ہے کہ اُس کی روشنی اتنی پھیلی کہ لوگوں نے اُس کا

۱؎ حافظ شمس الدین ذہبی نے ان کو حفاظ حدیث میں شمار کیا اور نقل میں قابلِ اعتماد "ثِقَۃٌ فِی النَّقْلِ" قرار دیا ہے، ابو شامہ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ۵۹۹ھ میں اور وفات ۶۶۵ھ میں ہوئی تذکرۃ الحفاظ للذہبی ص ۲۴۳ ج ۴

۲؎ البدایہ والنہایہ ص ۱۸۸ ج ۱۳ وفاالوفاء للسمہودی ص ۱۴۳ ج اول

۳؎ تیماء مدینہ طیبہ سے اتنی ہی دور ہے جتنی دور بُصریٰ ہے ارشاد الساری للقسطلانی ص ۲۴ ج

مشاہدہ تم نے کیا (آگے فرماتے ہیں) یہ آگ مہینوں باقی رہی پھر ٹھنڈی ہو گئی، جو بات مجھ پر واضح ہوئی وہ یہ ہے کہ اس حدیث میں جس آگ کا ذکر ہے یہ وہی ہے جو مدینے کے نواح میں ظاہر ہوئی ہے۔[1]

علامہ سمہودی نے وفاء الوفاء میں اس زمانے کے لوگوں کے بیانات نقل کئے ہیں کہ اس زمانہ میں مدینہ طیبہ کے نواح میں آفتاب اور چاند کی روشنی دھوئیں کی کثرت کے باعث اتنی دھندلی ہو گئی تھی کہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ سورج اور چاند کو گرہن لگا ہوا ہے اور ابو شامہ کا یہ بیان بھی نقل کیا ہے کہ۔

"اور ہمارے یہاں دمشق میں اس کا یہ اثر ظاہر ہوا کہ دیواروں پر سورج کی روشنی دھندلی ہو گئی تھی اور ہم حیران تھے کہ اس کا سبب کیا ہے، یہاں تک کہ ہمیں اس آگ کی خبر پہنچ گئی۔"

اسی زمانے کے ایک اور بزرگ علامہ قطب الدین القسطلانی ہیں جو عین اس وقت جب کہ آگ لگی ہوئی تھی مکہ مکرمہ میں موجود تھے۔[2] انھوں نے اس آگ کی تحقیق میں بڑی کاوش سے کام لیا حتیٰ کہ اس موضوع پر ایک مستقل رسالہ تصنیف فرمایا[3] جس میں عینی گواہوں کے بیانات قلم بند کئے ہیں۔ انھوں نے یہ عجیب واقعہ بھی نقل کیا ہے کہ

"مجھے ایک ایسے شخص نے بتایا ہے جس پر میں اعتماد کرتا ہوں کہ اس نے خود کے پتھروں میں سے ایک بہت بڑا پتھر اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے جس کا بعض حصہ حرم مدینہ کی حد سے باہر تھا آگ اس کے صرف اس حصہ میں لگی جو حدِ حرم سے خارج تھا اور جب پتھر کے اس حصہ پر پہنچی جو حدِ حرم میں داخل تھا تو بجھ گئی اور ٹھنڈی ہو گئی"

---

[1] فتح الباری ص ۷۶ ج ۱۳ بحوالہ الذیل الروضتین

[2] وفاء الوفاء ص ۱۴۵ ج ۱ [3] اس رسالہ کا نام "جمل الایجاز فی الاعجاز بنار الحجاز" ہے۔ ارشاد الساری للقسطلانی ص ۲۰۳ ج ۱۰ - یاد رہے کہ یہ قطب الدین القسطلانی شارح بخاری نہیں۔ بلکہ شارح بخاری سے مقدم ہیں اور شارح بخاری علامہ شہاب الدین القسطلانی نے ان کے حوالے اپنی کتاب ارشاد الساری میں دیئے ہیں۔

یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اور معجزہ ہے کہ اتنی بڑی آگ حرمِ مدینہ میں داخل نہ ہوسکی حتیٰ کہ ایک ہی پتھر کا جو حصہ حرم سے باہر تھا اُسے آگ نے جلا دیا اور جو حصہ اندر تھا وہاں پہنچ کر آگ خود ٹھنڈی ہوگئی۔

علامہ سمہودیؒ جو مدینہ طیبہ کے مشہور مؤرخ ہیں انھوں نے مدینہ طیبہ کے مقاماتِ مقدسہ اور چپہ چپہ کی تاریخ اور تفصیلات جس کاوش سے اپنی کتاب "وفاء الوفا" میں بیان کی ہیں اس کی نظیر نہیں ملتی انھوں نے آگ کی تفصیلات تقریباً ۱۲ صفحات میں قلم بند کی ہیں[1]، اور جن حضرات کے زمانہ میں یہ واقعہ پیش آیا تھا ان کے بیانات تفصیل سے نقل کیے ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس آگ کی روشنی مکہ مکرمہ[1]، تیماء[2]، ینبوع[3]، جبالِ سایہ[4] اور بُصریٰ[5] جیسے دور دراز مقامات میں دیکھی گئی۔

اُسی زمانہ کے ایک بزرگ قاضی القضاۃ صدر الدین حنفی ہیں جو دمشق میں حاکم رہے ہیں ان کی ولادت سنہ ۶۴۲ھ میں ہوئی قاضی القضاۃ ہونے سے پہلے یہ بُصریٰ میں ایک مدرسہ کے مدرس تھے اور آگ کے واقعہ کے وقت بھی بُصریٰ میں تھے انھوں نے مشہور مفسر و مؤرخ حافظ ابن کثیر کو خود بتایا کہ

"جن دنوں یہ آگ نکلی ہوئی تھی میں نے بُصریٰ میں ایک دیہاتی کو خود سُنا جو میرے والد[2] کو بتا رہا تھا کہ ہم لوگوں نے اس آگ کی روشنی میں اونٹوں کی گردنیں دیکھی ہیں[3]"

یہ بعینہٖ وہ بات ہے جس کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحیح حدیث میں دی تھی کہ اُس آگ سے بُصریٰ میں اونٹوں کی گردنیں روشن ہوجائیں گی۔ اس آگ کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین باتیں ارشاد فرمائی تھیں، ایک یہ کہ وہ آگ حجاز میں نکلے گی، دوسری یہ کہ اُس سے ایک وادی بہہ پڑے گی، اور تیسری یہ کہ اُس سے بُصریٰ کے مقام

۱؎ اور اس آگ کے بارے میں احادیث نبویہ بھی کئی ذکر کی ہیں جن میں مزید تفصیل ہے اور آگ اُسی تفصیل کے ساتھ ظاہر ہوئی۔ ۲؎ ان کے والد شیخ صفی الدین ہیں یہ بھی بُصریٰ کے اُسی مدرسہ میں مدرس تھے۔ البدایہ والنہایہ ص ۱۹۲ ج ۱۳ وفاء الوفا ص ۱۴۹ ج ۱ ۳؎ دیکھئے البدایہ والنہایہ ص ۱۹۱ تا ۱۹۲ ج ۱۳ نیز یہ واقعہ وفاء الوفا میں علامہ سمہودی نے بھی ذکر کیا ہے ص ۱۴۹ ج ۱۔

پراُونٹوں کی گردنیں روشن ہوجائیں گی، یہ سب باتیں من وعن کھل کر ظاہر ہوگئیں۔

غرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ ایسے معجزات ہیں جو آپ کے وصال کے صدیوں بعد ظاہر ہوئے، اور آئندہ کے بھی جن واقعات کی خبر آپ نے دی ہے بلاشبہ وہ بھی ایک ایک کرکے سامنے آتے جائیں گے اور آئندہ نسلوں کے لئے آپ کی صداقت و حقانیت کی تازہ ترین دلیل بنیں گے۔

یوں تو علامات بعیدہ کی ایک طویل فہرست ہے جن کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی کہ وہ قیامت سے پہلے رُو نما ہوں گے اور وہ رونما ہوکر رہے، علامہ برزنجیؒ نے اپنی مشہور کتاب "الاشاعۃ" میں اور بھی بہت سے واقعات لکھے ہیں، ہم نے صرف چند مثالیں پیش کی ہیں مگر کلام پھر بھی طویل ہوگیا، تاہم یہ تطویل بھی انشاء اللہ نفع سے خالی نہ ہوگی۔

قسم دوم (علاماتِ متوسطہ)

قیامت کی علامات متوسطہ وہ ہیں جو ظاہر تو ہوگئی ہیں مگر ابھی انتہا کو نہیں پہنچیں، ان میں روز افزوں اضافہ ہو رہا ہے اور ہوتا جائے گا یہاں تک کہ تیسری قسم کی علامات ظاہر ہونے لگیں گی، علامات متوسطہ کی فہرست بھی بہت طویل ہے۔

مثلاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ دین پر قائم رہنے والے کی حالت اس شخص کی طرح ہوگی جس نے انگارے کو اپنی مٹھی میں پکڑ رکھا ہو، دنیاوی اعتبار سے سب سے زیادہ نصیبہ ور وہ شخص ہوگا جو خود بھی کمینہ ہو اور اس کا باپ بھی کمینہ ہو، لیڈر بہت اور امانت دار کم ہوں گے، قبیلوں اور قوموں کے لیڈر منافق رذیل ترین اور فاسق ہوں گے، بازاروں کے رئیس فاجر ہوں گے پولیس[1] کی کثرت ہوگی

---

[1] یہ حدیث علامہ برزنجی نے الاشاعہ میں طبرانی سے نقل کی ہے، پوری عبارت یہ ہے: إنّ من أعلام الساعة وأشراطها أن تكثر الشُّرَط (إلى قوله) الطبراني عن ابن مسعود والشُّرَط بضم المعجمة وفتح المهملة جمع، أعوان السلطان تعالى السماوي وهم الآن أعوان الظلمة ويطلق غالباً على أقبح جماعة الوالي ونحوه وربما توسع في إطلاقه على ظلمة الحكام الخ

(جو ظالموں کی پشت پناہی کرے گی) بڑے بڑے عہدے نا اہلوں کو ملیں گے، لڑکے حکومت کرنے لگیں گے، تجارت بہت پھیل جائے گی، یہاں تک کہ تجارت میں عورت اپنے شوہر کا ہاتھ بٹائے گی مگر کساد بازاری ایسی ہوگی کہ نفع حاصل نہ ہوگا، ناپ تول میں کمی کی جائے گی، لکھنے کا رواج بہت بڑھ جائے گا، مگر تعلیم محض دنیا کے لئے حاصل کی جائے گی، قرآن کو گانے باجے کا آلہ بنا لیا جائے گا۔ ریار شہرت اور مالی منفعت کے لئے گا کر قرآن پڑھنے والوں کی کثرت ہوگی اور فقہار کی قلت ہوگی، علمار کو قتل کیا جائے گا، اور اُن پر ایسا سخت وقت آئے گا کہ وہ سُرخ سونے سے زیادہ اپنی موت کو پسند کریں گے، اس اُمت کے آخری لوگ پہلے لوگوں پر لعنت کریں گے۔

امانت دار کو خائن اور خائن کو امانت دار کہا جائے گا، جھوٹے کو سچا اور سچے کو جھوٹا کہا جائے گا، اچھائی کو بُرا اور بُرائی کو اچھا سمجھا جائے گا، اجنبی لوگوں سے حسن سلوک کیا جائیگا اور رشتہ داروں کے حقوق پامال کئے جائیں گے، بیوی کی اطاعت اور ماں باپ کی نافرمانی ہوگی، مسجدوں میں شور شغب اور دنیا کی باتیں ہوں گی، سلام صرف جان پہچان کے لوگوں کو کیا جائے گا (حالانکہ دوسری احادیث میں ہے کہ سلام ہر مسلمان کو کرنا چاہئے، خواہ اس سے جان پہچان ہو یا نہ ہو) طلاقوں کی کثرت ہوگی، نیک لوگ چھپتے پھریں گے اور کمینے لوگوں کا دور دورہ ہوگا۔ لوگ فخر اور ریار کے طور پر اونچی اونچی عمارتیں بنانے میں ایک دوسرے کا مقابلہ کریں گے۔

شراب کا نام نبیذ، سود کا نام بیع اور رشوت کا نام ہدیہ رکھ کر انھیں حلال سمجھا جائیگا سود، جوا، گانے باجے کے آلات، شراب خوری اور زنا کی کثرت ہوگی، بے حیائی اور حرامی اولاد کی کثرت ہوگی، دعوت میں کھانے پینے کے علاوہ عورتیں بھی پیش کی جائیں گی، ناگہانی اور اچانک اموات کی کثرت ہوگی، لوگ موٹی موٹی گدیوں پر سواری کر کے مسجدوں کے دروازوں تک آئیں گے، ان کی عورتیں کپڑے پہنتی ہوں گی مگر (لباس باریک اور چست ہونے کے باعث) وہ ننگی ہوں گی، اُن کے سر بختی اُونٹ کے کوہان کی طرح ہوں گے لچک لچک کر چلیں گی اور لوگوں کو اپنی طرف مائل کریں گی یہ لوگ نہ جنت میں داخل ہوں گے، نہ اس کی خوشبو پائیں گے۔ مؤمن آدمی ان کے نزدیک باندی سے بھی زیادہ رذیل ہوگا، مومن ان برائیوں کو دیکھے گا، مگر

انھیں روک نہ سکے گا جس کے باعث اُس کا دل اندر ہی اندر گھلتا رہے گا[۵]۔

علاماتِ متوسطہ میں اور بھی بہت سی علامات ہیں اِن سب کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے دور میں دی تھی جب کہ ان کا تصور بھی مشکل تھا، مگر آج ہم اپنی آنکھوں سے اُن سب کا مشاہدہ کر رہے ہیں، کوئی علامت اپنی انتہا کو پہنچی ہوئی ہے اور کوئی ابتدائی مراحل سے گذر رہی ہے، جب یہ سب علامات اپنی انتہا کو پہنچیں گی تو قیامت کی بڑی بڑی، اور قریبی علامات کا سلسلہ شروع ہو جائے گا، اللہ عزّ و جلّ ہمیں ہر فتنہ کے شر سے محفوظ رکھے اور سلامتی ایمان کے ساتھ قبر تک پہنچا دے۔

قسمِ سوم (علاماتِ قریبہ)

یہ علامات بالکل قُربِ قیامت میں یکے بعد دیگرے ظاہر ہوں گی، یہ بڑے بڑے عالمگیر واقعات ہوں گے لہٰذا ان کو "علاماتِ کبریٰ" بھی کہا جاتا ہے، مثلاً ظہورِ مہدی، خروجِ دجال، نزولِ عیسیٰ علیہ السلام، یاجوج ماجوج، آفتاب کا مغرب سے طلوع اور دابۃ الارض اور یمن سے نکلنے والی آگ وغیرہ، جب اس قسم کی تمام علامات ظاہر ہو چکیں گی تو کسی وقت بھی اچانک قیامت آجائے گی۔

جو کتاب اس وقت آپ کے سامنے ہے اس کے حصۂ دوم کی تقریباً تمام حدیثیں علاماتِ قیامت کی اسی قسم سے متعلق ہیں، مگر وہاں یہ علامات منتشر اور متفرق طور پر آئی ہیں، اگلے اوراق میں ہم وہی سب علامات ایک فہرست کی شکل میں مفصل اور ترتیب وار بیان کریں گے۔

اس فہرست کی خصوصیات

۱۔ قیامت کی جو علامات اور اُن کی جو جو تفصیلات حصۂ دوم کی احادیث میں آئی ہیں وہ سب

---

[۵] یہ علامات "الاشاعۃ لاشراط الساعۃ" سے مختصراً نقل کی گئی ہیں اور بہت سی علامات بخوفِ طوالت حذف کر دی ہیں، تفصیل اور متعلقہ احادیث وہیں دیکھی جا سکتی ہیں، از ص ۷۰ تا ۸۷۔

کی سب اس فہرست میں لے لی گئی ہیں خواہ احادیث میں اُن کا ذکر ضمناً ہی ہوا ہو، اس طرح یہ فہرست پورے حصّۂ دوم کا خلاصہ ہے، البتہ چار موضوع اور تین ضعیف حدیثیں جو حصّۂ دوم میں آگئی ہیں ان سے کوئی علامت اس فہرست میں یا فہرست کے حاشیہ میں نہیں لی گئی۔

۲۔ حصّۂ دوم میں موقوف حدیثیں یعنی صحابہ و تابعین کے اقوال بھی کثرت سے آئے ہیں ان کی ایسی علامات جو احادیث مرفوعہ میں نہیں، اصل فہرست کی بجائے فہرست کے حاشیہ میں حسبِ موقع درج کی گئی ہیں، نیز حصّۂ دوم میں حدیث مرفوع ۱۰۱ کی سند نہیں معلوم ہو سکی لہٰذا اُس سے لی ہوئی علامت بھی اصل فہرست کی بجائے حاشیہ میں لکھی ہے لہٰذا اصل فہرست صرف اُن علاماتِ قیامت پر مشتمل ہے جو حصّۂ دوم کی مستند احادیث مرفوعہ میں یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاداتِ گرامی میں قوی سند کے ساتھ آئی ہیں۔

۳۔ فہرست کو اتنی تفصیل اور ایسے تسلسل سے مرتب کیا گیا ہے کہ اگر حوالوں کے کالم سے قطع نظر کر کے محض علامات ہی کا کالم مسلسل پڑھتے جائیں تو یہ ایک مربوط اور مستقل مضمون کا کام دے گی۔

۴۔ جو علاماتِ قیامت حصّۂ دوم کی احادیث میں نہیں اگرچہ دوسری مستند احادیث میں موجود ہیں انھیں فہرست میں نہیں لیا گیا تاہم بیشتر علاماتِ قیامت کا بیان اس فہرست میں آگیا ہے خصوصاً فتنۂ دجال اور نزولِ عیسیٰؑ کی جتنی تفصیلات اس میں ہیں کسی اردو عربی یا اردو کتاب میں مستند حوالوں کے ساتھ احقر کی نظروں سے نہیں گزریں۔

۵۔ علامات کے بیان میں واقعاتی اور زمانی ترتیب کو ملحوظ رکھا ہے، لیکن جن علامتوں کی ترتیب زمانی احادیث سے معلوم نہیں ہو سکی اُن میں ترتیب پر دلالت کرنے والے الفاظ سے احتراز کیا ہے۔

۶۔ علامات پر سلسلہ وار نمبر ڈال دیئے گئے ہیں نیز ہر علامت کے سامنے حصّۂ دوم کی اُن تمام احادیث کے نمبر درج ہیں جن میں وہ علامت مذکور ہے، ہر حدیث کے نمبر کے

ساتھ اس کتاب کا نام بھی درج ہے جس سے وہ حدیث حصّہ دوم میں لی گئی ہے۔ اگر وہ حدیث متعدد کتب حدیث میں ہے تو صرف اس کتاب کا نام درج کیا ہے جس کے الفاظ میں وہ حدیث نقل کی گئی ہے، اور جہاں صاحب اللفظ کی تعیین نہ ہو سکی وہاں ایک سے زیادہ کتابوں کے نام درج کر دیئے ہیں۔

۷۔ کسی کسی علامت کے بیان میں کچھ عبارت قوسین میں ملے گی وہ عبارت طبع زاد نہیں بلکہ وُہ بھی حصّہ دوم ہی کی حدیثوں میں ہے اور قوسین میں اس کو اس لئے لکھا ہے کہ اس علامت کے لئے سامنے کے کالم میں جن حدیثوں کا حوالہ دیا گیا ہے قوسین کا مضمون ان میں سے بعض میں ہے بعض میں نہیں، حواشی میں کہیں کہیں اس کی صراحت بھی کر دی ہے۔ واللہ الموفق والمعین علیہ توکلنا وبہ نستعین۔

فہرست علامات قیامت

علامات قیامت بترتیب زمانی	حوالہ احادیث
۱۔ قیامت سے پہلے ایسے بڑے بڑے واقعات رونما ہوں گے کہ لوگ ایک دوسرے سے پوچھا کریں گے کیا ان کے بارے میں تمہارے نبی نے کچھ فرمایا ہے!	ح۱۷ حاکم وغیرہ۔
۲۔ تیس بڑے بڑے کذاب ظاہر ہوں گے، سب سے آخری کذاب کانا دجال ہوگا۔	ح۱۷ حاکم وغیرہ۔
۳۔ لیکن نزول عیسیٰ[1] تک اس امت میں ایک جماعت حق کے لئے برسرپیکار رہے گی۔	ح۳ مسلم، و ح۳۲ احمد، و ح۴۳ کنز العمال، ابن عساکر، و ح۳۳ احمد، سیرت مغلطائی، و ح۹۵ الحاوی للسیوطی، سنن ابی عمرو الدانی، و ح۱۰۲ ابو یعلی۔
۴۔ جو اپنے مخالفین کی پروا نہ کریگی	ح۴۳ کنز العمال، ابن عساکر۔

امام مہدی

۵۔ اس جماعت کے آخری امیر امام مہدی ہوں گے۔	ح۳ مسلم وغیرہ و ح۹۵ السیوطی، ابو عمرو الدانی و ح۱۰۴ ابو یعلی و ح۱۱۲ الحاوی، ابو نعیم۔

---

[1] اس علامت کے لئے سامنے کے کالم میں جن حدیثوں کا حوالہ دیا گیا ہے قوسین کا مضمون اُن میں سے حدیث ح۳ میں نہیں۔ باقی سب حدیثوں میں ہے اور قوسین کے علاوہ باقی مضمون حدیث ح۳ سمیت سب حدیثوں میں ہے آگے بھی جو عبارت قوسین میں ذکر کی جائے گی۔ وہ اس بات کی طرف اشارہ ہوگا کہ اس علامت کے لئے جن حدیثوں کا حوالہ دیا گیا ہے قوسین کا مضمون اُن سب حدیثوں میں نہیں بلکہ بعض میں ہے۔ کہیں کہیں حواشی میں اس کی صراحت بھی کردی گئی ہے۔

علاماتِ قیامت در ترتیب زمانی	حوالۂ احادیث
۶۔ جو نیک سیرت ہوں گے	م۱۳ ابن ماجہ وغیرہ، و م۱۱۲ الحاوی، ابو نعیم۔
۷۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اہلِ بیت (اور اولاد) میں سے ہوں گے	م۱۴ ابو نعیم، کنز العمال، و م۱۰۷ الحاوی، ابو نعیم، و م۱۱۲ الحاوی، ابو نعیم۔
۸۔ اور انہی کے زمانہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا۔	م۱ بخاری و مسلم مع حاشیہ و م۳ مسلم وغیرہ و م۱۳ ابن ماجہ م۱۱۶ احمد، و م۳۱ احمد، حاکم و م۴۱ کنز العمال، ابو نعیم و م۱۰۴ الحاوی للسیوطی، الخبار المہدی لابی نعیم تا م۱۰۹ الحاوی، سنن عمرو الدانی و م۱۱۰ الحاوی، نعیم بن حماد و م۱۱۱ الحاوی، ابن ابی شیبہ و م۱۱۲ الحاوی، ابو نعیم و م۱۱۵ الحاوی، ابو نعیم۔
۹۔ جو آیتِ قرآنیہ "وَإِنَّهُ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ" کی رُو سے قُربِ قیامت کی ایک علامت ہے۔	م۹۴ الدر المنثور، ابن جریر، ابن ابی حاتم، طبرانی وغیرہم تا م۹۶ و م۱۰۳ ابن حبان
۱۰۔ مسلمانوں کا ایک لشکر جو اللہ کی پسندیدہ جماعت پر مشتمل ہوگا، ہندوستان پر چڑھائی کرے گا اور فتح یاب ہو کر اس کے حکمرانوں کو طوق و سلاسل میں جکڑ لائے گا۔	م۹ نسائی، احمد وغیرہما و م۴۶ کنز العمال، ابو نعیم۔
۱۱۔ جب یہ لشکر واپس ہوگا تو شام میں عیسیٰ ابن مریم کو پائے گا۔	م۴۳ کنز العمال، ابو نعیم

۱؎ تو یہیں کا مضمون صرف ۷ احادیث میں ہے ۲؎ حضرت ارطاۃ کے اثر میں ہے کہ دجال بھی امام مہدی کے زمانہ میں نکلے گا حدیث م۱۱۲ نعیم بن حماد، الحاوی ۳؎ ہندوستان پر اب تک متعدد جہاد ہو چکے ہیں، اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ یہاں کونسا جہاد مراد ہے، اگر آئندہ کا کوئی جہاد ہے تب تو کوئی اشکال ہی نہیں اور پہلا کوئی جہاد مراد ہے تو علامت م۱۱ میں جو آرہا ہے کہ جب یہ لشکر واپس ہوگا الخ تو اس سے مراد اس لشکر کی نسلیں ہوں گی۔ ۱۲ رفیع

علاماتِ قیامت بترتیب زمانی	حوالۂ احادیث

خروجِ دجال سے پہلے کے واقعات

علاماتِ قیامت بترتیب زمانی	حوالۂ احادیث
۱۲۔ رومی اعماق یا دابق کے مقام تک پہنچ جائیں گے۔ اُن سے جہاد کے لئے مدینہ سے مسلمانوں کا ایک لشکر روانہ ہو گا جو اُس زمانہ کے بہترین لوگوں میں سے ہو گا۔ جب دونوں لشکر آمنے سامنے ہوں گے تو رومی اپنے قیدی واپس مانگیں گے اور مسلمان انکار کریں گے، اس پر جنگ ہو گی جنگ میں ایک تہائی مسلمان فرار ہو جائیں گے جن کی توبہ اللہ تعالیٰ قبول نہ کرے گا ایک تہائی شہید ہو جائیں گے جو افضل الشہداء ہوں گے اور باقی ایک تہائی مسلمان فتح یاب ہوں گے جو آئندہ ہر قسم کے فتنہ سے محفوظ و مامون ہو جائیں گے	۷ صحیح مسلم
۱۳۔ پھر یہ لوگ قسطنطنیہ[1] فتح کریں گے۔	۸ صحیح مسلم
۱۴۔ جب وہ غنیمت تقسیم کرنے میں مشغول ہوں گے تو خروجِ دجال کی جھوٹی خبر مشہور ہو جائے گی جسے سنتے ہی یہ لشکر وہاں سے روانہ ہو جائے گا۔	۹ صحیح مسلم

---

[1] حدیث ۲۲ حضرت ارطاۃ پر موقوف ہے اس میں ہے کہ امام مہدی قسطنطنیہ پر جہاد کریں گے معلوم ہوا کہ اس مہم کی قیادت امام مہدی کر رہے ہوں گے۔

"خروجِ دجّال"

علاماتِ قیامت بترتیب زمانی	حوالہ احادیث
۱۵۔ اور (جب[۱] یہ لوگ شام پہنچیں گے تو دجال واقعی نکل آئے[۲] گا)	ح۵ مسلم، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، احمد، حاکم وغیرہم و ح۶ مسلم، احمد، حاکم، ابن عساکر و ح۷ مسلم و ح۸ مسلم، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، ح۱۶ احمد، ابن ابی شیبہ، حاکم، طبرانی و ح۲۳ حاکم، طبرانی، ابن مردویہ و ح۲۷ درمنثور ابن جریر و ح۳۹ ابن ابی شیبہ، ابن عساکر و ح۴۲ کنز العمال نعیم بن حماد۔
۱۶۔ اس سے پہلے تین بار ایسا واقعہ پیش آ چکا ہوگا کہ لوگ گھبرا اُٹھیں گے۔	ح۱۶ احمد وغیرہ۔
۱۷۔ خروجِ دجّال کے وقت اچھے لوگ کم ہوں گے، باہمی عداوتیں پھیلی ہوئی ہوں گی۔	ح۲ حاکم
۱۸۔ دین میں کمزوری آ چکی ہوگی۔	ح۲ حاکم و ح۲۱ احمد، حاکم۔
۱۹۔ اور علم رخصت ہو رہا ہوگا۔	ح۲۱ احمد وغیرہ۔
۲۰۔ عرب اس زمانہ میں کم[۳] ہوں گے۔	ح۱۳ ابن ماجہ وغیرہ۔
۲۱۔ دجّال کے اکثر پیرو عورتیں اور یہودی ہوں گے۔	ح۱۶ احمد وغیرہ۔
۲۲۔ یہودیوں کی تعداد ستر ہزار ہوگی جو مرصّع تلواروں سے مسلح ہوں گے اور اُن پر	ح۱۲ ابن ماجہ وغیرہ و ح۱۶ احمد وغیرہ

۱؎ قوسین کا مضمون صرف حدیث ۲ میں اور باقی مضمون حوالہ کی سب حدیثوں میں ہے ۲؎ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص کی حدیث موقوف ح۱۰ میں ہے کہ خروجِ دجال کسی صدی کے آغاز پر ہوگا الحاوی للسیوطی

۳؎ تعداد کے اعتبار سے کم ہوں گے یا قوت کے اعتبار سے۔

علامات قیامت بترتیب زمانی	حوالہ احادیث
بیش قیمت دبیز کپڑے "ساج" کا لباس ہوگا۔	
۲۳۔ دجّال شام و عراق کے درمیان نکلے گا۔	ح۵ مسلم وغیرہ و ح۱۳ ابن ماجہ، ابوداؤد وغیرہما
۲۴۔ اور اصفہان کے ایک مقام "یہودیہ" میں نمودار ہوگا[1]	ح۲۳ احمد، الدرالمنثور۔

"دجّال کا حلیہ"

علامات قیامت بترتیب زمانی	حوالہ احادیث
۲۵۔ دجّال جوان ہوگا (اور عبدالعزّیٰ بن قطن کے مشابہ ہوگا)	ح۵ مسلم وغیرہ و ح۱۳ ابن ماجہ وغیرہ
۲۶۔ (رنگ گندمی اور) بال پیچدار ہوں گے۔	ح۵ مسلم وغیرہ و ح۲۸ طبرانی وغیرہ
۲۷۔ دونوں آنکھیں عیب دار ہوں گی۔	ح۲۵ احمد وغیرہ۔
۲۸۔ ایک (بائیں) آنکھ سے کانا ہوگا۔	ح۵ مسلم وغیرہ و ح۱۳ ابن ماجہ ح۱۷ حاکم و ح۲۱ احمد و حاکم و ح۲۵ احمد و ح۲۶ حاکم کنزالعمال و ح۲۸ طبرانی، کنزالعمال وغیرہما و ح۶۵ درمنثور، ابن جریر۔
۲۹۔ دوسری (دائیں[2]) آنکھ میں موٹی پھلی ہوگی۔	ح۲۵ احمد وغیرہ و ح۲۶ حاکم وغیرہ و ح۲۸ طبرانی وغیرہ۔

---

[1] حدیث ح۵ و ح۱۳ میں گزرا ہے کہ دجّال شام و عراق کے درمیان نکلے گا جس سے تعارض کا شبہ ہوتا ہے لیکن درحقیقت کوئی تعارض نہیں، ہوسکتا ہے کہ وہ پہلے شام و عراق کے درمیان نکلے مگر اس وقت اس کا خروج نمایاں نہ ہو پھر اصفہان کی بستی یہودیہ میں نمودار ہو اور وہاں پہنچ کر اس کی شہرت و جمعیت میں اضافہ ہوجائے پس حدیث ح۵ و ح۱۳ میں اس کا ابتدائی خروج مراد ہو اور حدیث ح۲۳ میں خروج کی شہرت۔ رفیع

[2] جس کی تفصیل صحیح مسلم کی ایک حدیث مرفوع میں ہے کہ "اعور العین الیمنی کأنّها عِنَبَةٌ طافیة" یعنی دجّال دائیں آنکھ سے (بھی) کانا ہوگا جو انگور کی طرح باہر کو ابھری ہوئی ہوگی (ص ۵۰۹ ج ۱)

علاماتِ قیامت بترتیب زمانی	حوالہ احادیث
۳۰۔ پیشانی پر کافر (اس طرح) لکھا ہوگا (ک ف ر)	ح۱۳ ابن ماجہ و ح۳۱ احمد، حاکم و ح۳۵ احمد و ح۳۶ حاکم وغیرہ۔
۳۱۔ جسے ہر مومن پڑھ سکے گا خواہ لکھنا جانتا ہو یا نہ جانتا ہو۔	ح۱۳ ابن ماجہ وغیرہ و ح۳۱ احمد، حاکم و ح۳۶ حاکم وغیرہ
۳۲۔ ایک گدھے پر سواری کرے گا جس کے دونوں کانوں کے درمیان چالیس ہاتھ کا فاصلہ ہوگا۔	ح۳۱ احمد، حاکم و ح۱۰۸ حاکم، سیوطی
۳۳ دجال کی رفتار بادل اور ہوا کی طرح تیز ہوگی۔	ح۵ مسلم وغیرہ
۳۴۔ تیزی سے پوری دنیا میں پھر جائے گا، (جیسے زمین اس کے واسطے لپیٹ دی گئی ہو)۔	ح۱۳ ابن ماجہ وغیرہ و ح۱۷ حاکم وغیرہ و ح۲۰ حاکم و ح۳۱ احمد، حاکم
۳۵۔ اور ہر طرف فساد پھیلائے گا	ح۵ مسلم وغیرہ و ح۱۳ ابن ماجہ وغیرہ
۳۶۔ مگر (مکہ معظمہ و) مدینہ طیبہ (اور بیت المقدس)[1] میں داخل نہ ہو سکے گا۔	ح۱۳ ابن ماجہ و ح۱۷ حاکم و ح۲۰ حاکم و ح۳۱ احمد، حاکم و ح۳۵ احمد و ح۴۸ معمر، در منثور، و ح۱۰۲ مجمع الزوائد، اوسط طبرانی
۳۷۔ اس زمانہ میں مدینہ طیبہ کے سات دروازے[2] ہوں گے۔	ح۳۳ احمد، الدر المنثور۔
۳۸۔ اور (مکہ معظمہ و) مدینہ طیبہ کے ہر راستے پر فرشتوں کا پہرہ ہوگا جو اسے اندر گھسنے	ح۱۳ ابن ماجہ وغیرہ، و ح۳۱ احمد، حاکم و ح۳۳ احمد وغیرہ و ح۱۰۲ مجمع الزوائد، اوسط طبرانی

۱؎ بیت المقدس کا ذکر صرف حدیث ۳۵ میں ہے ۲؎ بظاہر دروازوں سے مراد راستے ہیں کیونکہ آگے اسی حدیث ۳۳ میں ہے کہ "ان سات میں سے ہر درے پر دو فرشتے ہوں گے" حدیث ۱۰۲ میں بھی دروں ہی کا ذکر ہے۔ رفیع

علامات قیامت بترتیب زمانی	حوالہ احادیث
نہ دیں گے۔	
۳۹۔ لہٰذا وہ مدینہ طیبہ کے باہر (ظریب احمر میں کھاری زمین کے ختم پر اور خندق کے درمیان) ٹھہرے گا۔	ص۱۳ ابن ماجہ وغیرہ و ص۳۳ احمد، الدرالمنثور و ص۶۸ درمنثور، معمر و ص۱۰۲ مجمع الزوائد، طبرانی۔
۴۰۔ اور بیرون مدینہ پر اس کا غلبہ ہو جائے گا۔	ص۲۰ حاکم
۴۱۔ اس وقت مدینہ طیبہ میں (تین) زلزلے آئیں گے جو ہر منافق مرد و عورت کو مدینہ سے نکال پھینکیں گے۔	ص۱۳ ابن ماجہ وغیرہ و ص۶۸ معمر، درمنثور
۴۲۔ یہ سب منافقین دجال سے جا ملیں گے	ص۱۳ ابن ماجہ وغیرہ و ص۳۳ احمد وغیرہ و ص۶۸ معمر، درمنثور
۴۳۔ عورتیں دجال کی پیروی سب سے پہلے کریں گی۔	ص۱۰۲ مجمع الزوائد، طبرانی
۴۴۔ غرض مدینہ طیبہ ان سے بالکل پاک ہو جائے گا اس لئے اس دن کو یوم نجات کہا جائے گا۔	ص۱۳ ابن ماجہ
۴۵۔ جب لوگ اسے پریشان کریں گے تو وہ غصہ کی حالت میں واپس ہو گا۔	ص۱۰۲ مجمع الزوائد، اوسط طبرانی
"فتنہ دجال"	
۴۶۔ فتنہ دجال اتنا سخت ہو گا کہ تاریخ انسانی میں اس سے بڑا فتنہ نہ کبھی ہوا نہ آئندہ ہو گا۔	ص۱۳ ابن ماجہ وغیرہ و ص۲۸ طبرانی، فتح الباری
۴۷۔ اسی لئے تمام انبیاء کرام اپنی اپنی امتوں کو اس سے خبردار کرتے رہے۔	ص۱۳ ابن ماجہ وغیرہ و ص۲۵ احمد وغیرہ

حوالہ احادیث	علامات قیامت بترتیب زمانی
۳۸ طبرانی، فتح الباری	۴۸۔ مگر اس کی جتنی تفصیلات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتائیں کسی اور نبی نے نہیں بتلائیں۔
۱۳ ابن ماجہ وغیرہ و ۱۸ حاکم وغیرہ و ۳۱ احمد، حاکم، و ۳۸ طبرانی، و فتح الباری	۴۹۔ وہ (پہلے) نبوت کا اور اس کے بعد خدائی کا دعویٰ کرے گا۔
۳۱ احمد، حاکم	۵۰۔ اس کے ساتھ غذا کا بہت بڑا ذخیرہ ہوگا
۵ مسلم وغیرہ	۵۱۔ زمین کے پوشیدہ خزانوں کو حکم دے گا تو وہ باہر نکل کر اس کے پیچھے ہو جائیں گے
۳۸ طبرانی، و فتح الباری	۵۲۔ مادر زاد اندھے اور ابرص کو تندرست کر دے گا۔
۳۱ احمد، حاکم	۵۳۔ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ شیاطین بھیجے گا جو لوگوں سے باتیں کریں گے۔
۱۳ ابن ماجہ وغیرہ	۵۴۔ چنانچہ وہ کسی دیہاتی سے کہے گا کہ اگر میں تیرے ماں باپ کو زندہ کر دوں تو مجھے تو اپنا رب مان لے گا؟ دیہاتی وعدہ کرے گا تو اس کے سامنے دو شیطان اس کے ماں باپ کی صورت میں آکر کہیں گے کہ بیٹا تو اس کی اطاعت کر یہ تیرا رب ہے۔
۳۵ احمد، در منثور	۵۵۔ نیز دجال کے ساتھ دو فرشتے دو نبیوں کے ہم شکل ہوں گے جو اس کی تکذیب لوگوں

لہ قوسین کا مضمون صرف حدیث ۱۳ میں ہے۔

علاماتِ قیامت بترتیب زمانی	حوالہ احادیث
کی آزمائش کے لئے اس طرح کریں گے کہ سننے والوں کو تصدیق کرتے ہوئے معلوم ہوں گے۔	
۵۶۔ جو شخص اس کی تصدیق کرے گا کافر ہو جائے گا اور اس کے پچھلے تمام نیک اعمال باطل و بے کار ہو جائیں گے اور جو اس کی تکذیب کرے گا اس کے سب گناہ معاف ہو جائیں گے۔	ص۱۵ حاکم وغیرہ وص۳۸ طبرانی، فتح الباری
۵۷۔ اس کا ایک عظیم فتنہ یہ ہوگا کہ جو لوگ اس کی بات مان لیں گے ان کی زمینوں میں دجال کے کہنے پر بادلوں سے بارش ہوتی نظر آئے گی اور اسی کے کہنے پر ان کی زمین نباتات اُگائے گی، ان کے مویشی خوب فربہ ہو جائیں گے اور مویشیوں کے تھن دودھ سے بھر جائیں گے اور جو لوگ اس کی بات نہ مانیں گے ان میں قحط پڑے گا اور ان کے سارے مویشی ہلاک ہو جائیں گے۔	ص۵ مسلم وغیرہ، وص۱۲ ابن ماجہ وغیرہ۔
۵۸۔ غرض اس کی پیروی کرنے والوں کے سوا سب لوگ اس وقت مشقت میں ہونگے۔	ص۲۱ احمد، حاکم
۵۹ اور عیسیٰ علیہ السلام کے علاوہ کوئی بھی اسے قتل کرنے پر قادر نہ ہوگا۔	ص۱۸ الجامع الصغیر للسیوطی، ابوداؤد الطیالسی و ص۲۷ احمد وغیرہ۔

علاماتِ قیامت بترتیب زمانی	حوالۂ احادیث
۶۰۔ (نہروں اور وادیوں کی صورت میں) اس کے ساتھ ایک جنت ہوگی اور ایک آگ لیکن حقیقت میں جنت آگ ہوگی اور آگ جنت	ح۱۲ ابن ماجہ وغیرہ، و ح۳۵ احمد وغیرہ و ح۳۶ حاکم وغیرہ و ح۳۹ ابن ابی شیبہ، ابن عساکر، کنز العمال
۶۱۔ جو شخص اس کی آگ میں گرے گا اس کا اجر و ثواب یقینی اور گناہ معاف ہوجائیں گے	ح۳۹ ابن ابی شیبہ، ابن عساکر وغیرہما
۶۲۔ اور جو شخص دجّال پر سورۂ کہف کی ابتدائی (دس) آیات پڑھ دیگا وہ اس کے فتنہ سے محفوظ رہے گا، حتّٰی کہ اگر دجّال اُسے اپنی آگ میں بھی ڈال دے تو وہ اس پر ٹھنڈی ہوجائے گی۔	ح۵ مسلم وغیرہ و ح۱۲ ابن ماجہ وغیرہ
۶۳۔ دجّال تلوار (یا آرے) سے ایک (مؤمن) نوجوان کے دو ٹکڑے کرکے الگ الگ ڈال دے گا، پھر اس کو آواز دے گا، تو (اللہ کے حکم سے) وہ زندہ ہوجائے گا۔	ح۵ مسلم وغیرہ و ح۱۳ ابن ماجہ وغیرہ و ح۴۱ احمد، حاکم۔
۶۴۔ اور دجال اس سے پوچھے گا بتا تیرا رب کون ہے؟ وہ کہے گا "میرا رب اللہ ہے" اور تو اللہ کا دشمن دجّال ہے، مجھے آج پہلے سے زیادہ تیرے دجّال ہونے کا یقین ہے۔	ح۱۲ ابن ماجہ وغیرہ
۶۵۔ دجّال کو اس شخص کے علاوہ کسی اور کے مارنے اور زندہ کرنے پر قدرت نہ دی جائے گی۔	ح۳۱ احمد، حاکم

علامات قیامت بترتیب زمانی	حوالہ احادیث
۶۶۔ اس کا فتنہ بس چالیس روز رہے گا جن میں سے ایک دن ایک سال کی برابر اور ایک دن ایک ماہ کی برابر اور ایک دن ایک ہفتہ کی برابر ہوگا، باقی ایام حسبِ معمول ہوں گے۔	ح۵ مسلم وغیرہ و ح۳۱ احمد، حاکم
۶۷۔ اس زمانہ میں مسلمانوں کے تین شہر ایسے ہوں گے کہ ان میں سے ایک تو دو سمندروں کے سنگم پر ہوگا، دوسرا "حیرہ" (عراق) کے مقام پر اور تیسرا شام میں، وہ مشرق کے لوگوں کو شکست دے گا اور اس شہر میں سب سے پہلے آئے گا جو دو سمندروں کے سنگم پر ہے۔	ح۱۲ احمد وغیرہ
۶۸۔ (شہر کے) لوگ تین گروہوں میں بٹ جائیں گے۔[۱]	ح۱۲ احمد، ح۵۰ ابن ابی شیبہ، الدر المنثور
۶۹۔ ایک گروہ (وہیں رہ جائے گا اور) دجّال کی پیروی کرے گا، اور ایک دیہات میں چلا جائے گا۔[۲]	ح۱۲ احمد و ح۵۰ ابن ابی شیبہ وغیرہ
۷۰۔ اور ایک گروہ اپنے قریب والے شہر میں[۳] منتقل ہو جائے گا، پھر دجّال اس قریب والے شہر میں آئے گا اس میں بھی لوگوں کے	ح۱۲ احمد

۱، ۲ قوسین کا مضمون صرف حدیث ح۱۲ میں اور باقی مضمون ح۱۲ و ح۵۰ دونوں حدیثوں میں ہے ۳ حضرت ابن مسعودؓ کے اثر (حدیث ح۵۰) میں ہے کہ تیسرا گروہ ساحل فرات کی طرف نکل جائے گا جو دجّال سے جنگ کریگا۔ ابن ابی شیبہ وغیرہ

علاماتِ قیامت بترتیبِ زمانی	حوالۂ احادیث
اسی طرح تین گروہ ہو جائیں گے، اور تیسرا گروہ، اس قریب والے شہر میں منتقل ہو جائے گا جو شام کے مغربی حصہ میں ہوگا۔	
۷۱۔ یہاں تک کہ مومنین اُردن[1] و بیت المقدس میں جمع ہو جائیں گے۔	۱۳ ابن ماجہ وغیرہ و ۱۷ حاکم ۳۶ حاکم
۷۲۔ اور دجال شام میں (فلسطین کے ایک شہر تک) پہنچ جائے گا (جو باب لُدّ پر واقع ہوگا)	۲۲ احمد، ابن ابی شیبہ، الدر المنثور د ۲۸ جامع معمر بن راشد، در منثور
۷۳۔ اور مسلمان "افیق" نامی گھاٹی کی طرف سمٹ جائیں گے، یہاں سے وہ اپنے مویشی چرنے کے لئے بھیجیں گے جو سب کے سب ہلاک ہو جائیں گے[2]۔	۱۱ احمد وغیرہ
۷۴۔ بالآخر مسلمان (بیت المقدس کے) ایک پہاڑ پر محصور ہو جائیں گے۔	۲۰ حاکم، و ۲۹ جامع معمر، در منثور
۷۵۔ جس کا نام "جَبَلُ الدُّخان" ہے۔	۲۱ احمد، حاکم

[1] ابن مسعودؓ کی حدیث موقوف ۴۵ میں ہے کہ "شام کی بستیوں میں جمع ہو جائیں گے (ابن ابی شیبہ) اور قتادہؒ کے اثر (حدیث ۱۳) میں ہے کہ "شام میں جمع ہو جائیں گے۔ (نُعیم بن حماد، الحاوی) یاد رہے کہ اصل ملک شام اردن اور بیت القدس پر بھی مشتمل تھا جیسا کہ حصہ سوم کے حواشی میں ہم تفصیل سے لکھ چکے ہیں لہٰذا احادیث میں کوئی تعارض نہیں۔

[2] نیز ابن مسعودؓ کی حدیث موقوف ۴۵ میں ہے کہ شام کی بستیوں میں جمع ہونے کے بعد مسلمان ایک دستہ دجال کا حال معلوم کرنے کے لئے بھیجیں گے جس میں ایک شخص بھورے یا چتکبرے گھوڑے پر سوار ہوگا، یہ پورا دستہ شہید کر دیا جائے گا۔ کوئی بھی زندہ نہ لوٹے گا۔

(ابن ابی شیبہ وغیرہ)

علامت قیامت بترتیب زمانی	بحوالہ احادیث
۷۶۔ اور دجال (پہاڑ کے دامن میں پڑاؤ ڈال کر) مسلمانوں (کی ایک جماعت) کا محاصرہ کر لے گا۔	۲۰ حاکم و ۳۱ احمد، حاکم و ۶۸ جامع معمر و در منثور و ۱۱۵ الحاوی۔ ابونُعیم
۷۷۔ یہ محاصرہ سخت ہوگا۔	۳۱ احمد، حاکم
۷۸۔ جس کے باعث مسلمان سخت مشقت (اور فقر و فاقہ[1]) میں مبتلا ہو جائیں گے۔	۱۶ احمد وغیرہ، ۲۰ حاکم وغیرہ، و ۳۱ احمد، حاکم و ۱۱۵ الحاوی، کتاب الفتن لابی نعیم
۷۹۔ حتّٰی کہ بعض لوگ اپنی کمان کی تانت جلا کر کھائیں گے۔	۱۶ احمد وغیرہ و ۱۱۵ الحاوی، ابونعیم
۸۰۔ دجال آخری بار اردن کے علاقہ میں "افیق" نامی گھاٹی پر نمودار ہوگا اس وقت جو بھی اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہوگا وادیٔ اُردن میں موجود ہوگا، وہ ایک تہائی مسلمانوں کو قتل کر دے گا، ایک تہائی کو شکست دے گا، اور صرف ایک تہائی مسلمان باقی بچیں گے۔	۳۶ حاکم
۸۱۔ (جب محاصرہ طول کھینچے گا تو مسلمانوں کا امیر[2] ان سے کہے گا کہ (اب کس کا انتظار ہے) اس سرکش سے جنگ کرو تاکہ شہادت یا فتح میں سے ایک چیز تم کو حاصل ہو جائے، چنانچہ سب لوگ پختہ عہد کر	۲۰ حاکم و ۳۶ حاکم وغیرہ و ۶۸ معمر وغیرہ

[1] قوسین کا مضمون صرف حدیث ۱۶ و ۱۱۵ میں ہے۔

[2] یعنی امام مہدی، کیونکہ اس وقت مسلمانوں کے امیر وہی ہوں گے جیسا کہ آگے آئیگا اور پیچھے بھی گذر چکا ہے۔ رفیع

علامات قیامت بترتیب زمانی	حوالۂ احادیث
لیں گے کہ صبح ہوتے ہی (نماز فجر کے بعد) دجال سے جنگ کریں گے۔	

"نزول عیسیٰ علیہ السلام"

علامات قیامت بترتیب زمانی	حوالۂ احادیث
۸۲۔ وہ رات سخت تاریک ہوگی	۲۸ معمر وغیرہ
۸۳۔ اور لوگ جنگ کی تیاری کر رہے ہونگے	۲ مسلم
۸۴۔ کہ صبح کی تاریکی میں اچانک کسی کی آواز سنائی دے گی (کہ تمہارا فریاد رس آپہنچا[1]) لوگ تعجب سے کہیں گے "یہ تو کسی شکم سیر کی آواز ہے[2]"	۱۶ احمد و ۱۱۵ الحاوی، ابونعیم
۸۵۔ غرض (نماز فجر کے وقت) حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوجائیں گے۔	از حدیث ۱ تا ۱۱۶ (علاوہ حدیث ۲، و ۴۲، و ۸۶ تا ۹۱ و ۹۸، کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اُٹھائے جانے کے بارے میں ہیں)۔
۸۶۔ نزول کے وقت وہ اپنے دونوں ہاتھ دو فرشتوں کے کاندھوں پر رکھے ہوئے ہوں گے[3]۔	۵ مسلم

"حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حلیہ"

علامات قیامت بترتیب زمانی	حوالۂ احادیث
۸۷۔ آپ مشہور صحابی حضرت عُروہ بن مسعودؓ	۶ مسلم، احمد، حاکم وغیرہم و ۹۲ در منثور،

---

[1] قوسین کا مضمون صرف حدیث ۱۶ میں ہے۔

[2] حضرت کعب احبارؓ کے اثر (حدیث ۱۱۵) میں ہے کہ "پس لوگ نظر دوڑائیں گے تو ان کی نظر عیسیٰ علیہ السلام پر پڑے گی" نُعیم بن حماد الحاوی للسیوطی

[3] کعب احبارؓ کے اثر (حدیث ۱۱۴) میں ہے کہ "آپ کو ایک بادل نے اٹھا رکھا ہوگا اور اپنے دونوں ہاتھ دو فرشتوں کے کندھوں پر رکھے ہوئے ہوں گے۔ تاریخ دمشق ابن عساکر۔

علاماتِ قیامت بترتیب زمانی	حوالہ احادیث
کے مشابہ ہوں گے[1]	ابن جریر
۸۸۔ قد و قامت درمیانہ، رنگ سُرخ و سفید	۵۲ ابوداؤد، ابن ابی شیبہ، احمد، ابن حبان، ابن جریر، ۱۵ احمد۔
۸۹۔ اور بال (شانوں تک پھیلے ہوئے) سیدھے[2] صاف اور چمکدار ہوں گے جیسے غسل کے بعد ہوتے ہیں۔	۵۲ ابوداؤد وغیرہ مع حاشیہ از بخاری و ۱۵ احمد۔
۹۰۔ سر جھکائیں گے تو اس سے موتیوں کی مانند قطرے ٹپکیں گے (یا ٹپکتے ہوئے[3] معلوم ہوں گے)	۵ مسلم وغیرہ و ۱۵ و ۵۲ الحاوی، الدرالمنثور، و ۱۳۲ تاریخ دمشق۔
۹۱۔ جسم پر ایک زرہ	۶۸ معمر وغیرہ
۹۲۔ اور ہلکے زرد رنگ کے دو کپڑے[4] ہوں گے۔	۵ مسلم وغیرہ و ۵۲ ابوداؤد و ۱۵ احمد

[1] نیز ابن زید کے اثر (حدیث ۹۶) میں یہ بھی ہے کہ اُس وقت آپ کہولت کی عمر میں ہوں گے۔ لقولہ تعالیٰ: "وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا" درمنثور، ابن جریر۔

[2] صحیح مسلم کتاب الایمان کی ایک حدیث میں ہے "عیسیٰ جَعْدٌ مَرْبُوعٌ" یعنی عیسیٰ علیہ السلام کے بال گھنگریالے ہیں، اور اکثر احادیث میں ہے کہ سیدھے (سَبِطٌ) ہوں گے، دونوں قسم کی حدیثوں میں تطبیق علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بیان کی ہے کہ جہاں سیدھا (سبط) فرمایا وہاں مراد یہ ہے کہ زیادہ پیچ دار نہ ہوں گے اور جہاں پیچ دار فرمایا اُس سے مراد یہ ہے کہ بالکل سیدھے بھی نہ ہوں گے جس کا حاصل یہ ہے کہ بال نہ بہت پیچ دار ہوں گے نہ بالکل سیدھے بلکہ کسی قدر گھنگریالے ہوں گے (شرح نووی مع صحیح مسلم ج ۱ ص ۹۴)

[3] روایات دونوں طرح کی ہیں، قوسین کا مضمون صرف حدیث ۱۵ اور ۵۲ میں ہے

[4] کعب احبارؓ کے اثر (حدیث ۱۴۳) میں یہ بھی ہے کہ وہ دو کپڑے ملائم ہوں گے، ایک چادر ہوگی دوسرا تہبند۔ تاریخ دمشق ابن عساکر۔

علامات قیامت بترتیب زمانی	حوالہ احادیث
۹۳۔ جس جماعت میں آپ کا نزول ہو گا، وہ اس زمانہ کے صالح ترین آٹھ سو مرد اور چار سو عورتوں پر مشتمل ہو گی۔	م۲۹ دیلمی
۹۴۔ ان کے استفسار پر آپ اپنا تعارف کرائیں گے۔	م۶۸ معمر وغیرہ
۹۵۔ اور دجال سے جہاد کے بارے میں ان کے جذبات وخیالات معلوم فرمائیں گے۔	م۳۱ احمد، حاکم و م۶۸ درمنثور، معمر
۹۶۔ اس وقت مسلمانوں کے امیر امام مہدی ہوں گے۔	م۲ مع حاشیہ و م۱۴۴ الحاوی للسیوطی، واخبار المہدی لابی نُعیم و م۱۰۵ الحاوی ابوعمرو الدانی و م۱۱۲ الحاوی ۔ ابونعیم ۔
۹۷۔ جن کا ظہور نزولِ عیسیٰؑ سے پہلے ہو چکا ہو گا۔	م۲۷ نسائی، ابونعیم، حاکم، کنزالعمال و م۲۶ مشکوٰۃ رزین و م۱۱۲ الحاوی للسیوطی ۔ ابونعیم

"مقام نزول، وقت نزول اور امام مہدی"

۹۸۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول دمشق کی مشرقی سمت میں سفید منارے کے پاس (یا بیت المقدس[1] میں امام مہدی کے پاس) ہو گا۔	م۵ مسلم وغیرہ مع حاشیہ و م۳۰ طبرانی، ابن عساکر، ~~وص تاریخ الکبیر بخاری، تاریخ ابن عساکر~~ المختارہ و م۱۰۵ الحاوی، ابوعمرو الدانی و م۱۱۱ الحاوی، نُعیم بن حماد ۔

---

[1] بیت المقدس کی صراحت صرف حدیث م۱۰۵ میں ہے اور حدیث م۵ و م۳۰ و م۴۵ میں صراحت ہے کہ نزول دمشق کی مشرقی سمت میں سفید منارے کے پاس ہو گا۔ ہو سکتا ہے کہ آسمان سے نزول تو دمشق کی مشرقی سمت میں سفید منارے کے پاس ہی ہو مگر اخیر شب میں آپ بیت المقدس کے محصور مسلمانوں کے پاس پہنچ جائیں جہاں امام مہدی بھی ہوں گے دوسری متعدد احادیث سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے جن کی تفصیل کا یہاں موقع نہیں اور حدیث م۱۱۱ میں ہے کہ نزول امام مہدی کے پاس ہو گا اس میں مقام کا نام مذکور نہیں اور کعب احبارؒ کے اثر م۱۲۴ میں ہے کہ نزول دمشق کے مشرقی دروازے پر سفید پل کے پاس ہو گا۔ تاریخ دمشق ابن عساکر۔

علامات قیامت بترتیب زمانی	حوالہ احادیث
۹۹۔ اس وقت امام (مہدی) نماز فجر پڑھانے کے لئے آگے بڑھ چکے ہوں گے۔	م ۱۳ ابن ماجہ، و م ۱۰۴ الحاوی، ابو عمرو الدانی و م ۱۱۵ الحاوی، ابونعیم
۱۰۰۔ اور نماز کی اقامت ہو چکی ہو گی	م ۲ مسلم و م ۱۳ ابن ماجہ و م ۱۱۵ الحاوی للسیوطی ابونعیم۔
۱۰۱۔ امام (مہدی) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو امامت کے لئے بلائیں گے مگر وہ انکار کریں گے۔	م ۲ مسلم، احمد و م ۱۳ ابن ماجہ، م ۱۴ احمد، م ۲۱ احمد، حاکم و م ۱۰۴ الحاوی، اخبار المہدی لابی نعیم و م ۱۰۵ الحاوی، سنن ابی عمرو الدانی و م ۱۰۶ ابو یعلیٰ و م ۱۰۴ سیوطی۔ ابو عمرو الدانی
۱۰۲۔ اور فرمائیں گے کہ (یہ اس امت کا اعزاز ہے کہ) اس کے بعض لوگ بعض کے امیر ہیں۔	م ۲ مسلم، م ۱۴ احمد و م ۱۰۴ سیوطی، ابونعیم و م ۱۰۵ سیوطی، ابو عمرو الدانی و م ۱۰۶ ابو یعلیٰ
۱۰۳۔ جب امام (مہدی) پیچھے ہٹنے لگیں گے تو آپ (ان کی پشت پر ہاتھ رکھ کر) فرمائیں گے کہ تم ہی نماز پڑھاؤ۔	م ۱۳ ابن ماجہ و م ۲۱ احمد، حاکم
۱۰۴۔ کیونکہ اس نماز کی اقامت تمہارے لئے ہو چکی ہے۔	م ۱۳ ابن ماجہ م ۱۰۴ الحاوی، ابو عمرو الدانی و م ۱۱۵ الحاوی، ابونعیم
۱۰۵۔ چنانچہ اس وقت کی نماز امام مہدی ہی پڑھائیں گے۔	م ۲ بخاری و مسلم مع حاشیہ م ۱۳ ابن ماجہ، و م ۱۴ احمد و م ۱۱۵ الحاوی، ابونعیم
۱۰۶۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی ان کے پیچھے پڑھیں گے۔	م ۴۱ کنز العمال، ابونعیم و م ۱۰۴ الحاوی، ابو عمرو الدانی و م ۱۱۰ الحاوی، نعیم بن حماد و م ۱۱۱ الحاوی، ابن ابی شیبہ۔
۱۰۷۔ اور رکوع سے اٹھ کر "سمع اللہ لمن حمدہ" کے بعد یہ جملہ فرمائیں گے۔	م ۲۴ ابن حبان، مجمع الزوائد، مشکوۃ، شرح وقایہ

علاماتِ قیامت بترتیب زمانی	حوالہ احادیث
"قتل اللہ الدجال واظہر المؤمنین"[1]	
"دجّال سے جنگ"	
۱۰۸۔ غرض نمازِ فجر سے فارغ ہو کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام دروازہ کھلوائیں گے جس کے پیچھے دجّال ہوگا، اور اس کے ساتھ ستّر ہزار مسلح یہودی ہوں گے۔	۱۳ ابن ماجہ
۱۰۹۔ آپ ہاتھ کے اشارہ سے فرمائیں گے کہ میرے اور دجّال کے درمیان سے ہٹ جاؤ۔	۳۶ حاکم، ابن عساکر
۱۱۰۔ دجّال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھتے ہی اس طرح گھلنے لگے گا جیسے پانی میں نمک گھلتا ہے (یا جیسے رانگ اور چربی پگھلتی ہے)۔	۵ مسلم و ۱۳ ابن ماجہ ۱۴ احمد، ۱۶ احمد، ۳۱ احمد، حاکم و ۳۴ ابن ابی شیبہ، کنز العمال، ۳۶ حاکم، ابن عساکر و ۶۸ معمر۔
۱۱۱۔ اس وقت جس کافر پر عیسیٰ علیہ السلام کے سانس کی ہوا پہنچے گی مرجائے گا اور جہاں تک آپ کی نظر جائیگی وہیں تک سانس پہنچے گا۔	۵ مسلم
۱۱۲۔ مسلمان پہاڑ سے اتر کر دجّال کے لشکر پر ٹوٹ پڑیں گے اور یہودیوں پر ایسا رعب چھائے گا کہ ڈیل ڈول والا یہودی تلوار تک نہ اٹھا سکے گا۔	۶۸ معمر وغیرہ

[1] اس کی تشریح حصہ دوم میں حدیث ۲۲۱ کے حاشیہ پر ملاحظہ فرمائیں۔ رفیع

علاماتِ قیامت بترتیب زمانی	حوالۂ احادیث
۱۱۳۔ غرض جنگ ہو گی۔	ے۲۱ حاکم، الدرالمنثور
۱۱۴۔ اور دجّال بھاگ کھڑا ہو گا	ے۱۳ ابن ماجہ

"قتل دجال اور مسلمانوں کی فتح"

علاماتِ قیامت بترتیب زمانی	حوالۂ احادیث
۱۱۵۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کا تعاقب کریں گے۔	ے۵ مسلم وغیرہ و ے۶ مسلم، احمد، حاکم وغیرہم و ے۳۱ احمد، حاکم
۱۱۶۔ اور فرمائیں گے کہ میری ایک ضرب تیرے لئے مقدر ہو چکی ہے جس سے تو بچ نہیں سکتا۔	ے۱۳ ابن ماجہ
۱۱۷۔ اس وقت آپ کے پاس (دو نرم تلواریں اور) ایک حربہ ہو گا۔	ے۷ مسلم و ے۱۴ احمد، ے۱۶ احمد۔
۱۱۸۔ جس سے آپ دجّال کو بابِ لُدّ[له] پر قتل کر دیں گے۔	ے۵ تا ے۷ و ے۱۰ ابوداؤد و ے۱۱ ترمذی، احمد، و ے۱۳ و ے۱۶ احمد و ے۲۰ حاکم، ے۳۱ و ے۳۳ احمد، ابن ابی شیبہ، و ے۳۴ ابن ابی شیبہ، کنز العمال و ے۳۸ طبرانی، فتح الباری و ے۵۵ الاشاعۃ و ے۶۵ درمنثور، ابن جریر و ے۶۶ درمنثور طبرانی و ے۶۸ معمر، و ے۷۵ ابن ابی شیبہ، و ے۸۲ ابن جریر و ے۹۷ درمنثور، ابن جریر و ے۱۰۰ درمنثور، و ے۱۰۸ حاکم، الحاوی و ے۱۰۹ الحاوی تفسیر ابن ابی حاتم۔
۱۱۹۔ پاس ہی "افیق نامی گھاٹی" ہو گی۔	ے۳۵ ابن ابی شیبہ۔

له لُدّ فلسطین کا ایک مقام ہے جس کی تعیین مستند احادیث مرفوعہ میں کی گئی ہے یہ مقام آج کل یہودیوں کے قبضہ میں ہے اور یہاں نام نہاد اسرائیلی حکومت کا ایک ایر پورٹ بھی ہے۔ رفیع

علاماتِ قیامت بترتیب زمانی	حوالہ احادیث
۱۲۰۔ حربہ اس کے سینہ کے بیچوں بیچ لگے گا۔	م۱۶ احمد
۱۲۱۔ اور عیسیٰ علیہ السلام اس کا خون جو آپ کے حربہ پر لگ گیا ہو گا، مسلمانوں کو دکھائیں گے۔	م۷ مسلم
۱۲۲۔ بالآخر دجال کے ساتھی (یہودیوں) کو شکست ہو جائے گی۔	م۱۳ ابن ماجہ، م۱۲ احمد، م۱۶ حاکم، و م۲۰ حاکم، و م۲۱ احمد، حاکم، و م۳۲ مسلم، ابن ابی شیبہ، کنز العمال۔
۱۲۳۔ اور اُن کو مسلمان (چُن چُن کر) قتل کریں گے۔	م۱۳ ابن ماجہ و م۲۱ احمد، حاکم و م۳۴ ابن ابی شیبہ و م۳۶ حاکم، کنز العمال،
۱۲۴۔ کسی یہودی کو کوئی چیز پناہ نہ دیگی	م۱۳ ابن ماجہ، م۱۲ احمد وغیرہ
۱۲۵۔ حتّٰی کہ درخت اور پتھر بول اُٹھیں گے کہ یہ (ہمارے پیچھے) کافر (یہودی چھپا ہوا) ہے (آکر اسے قتل کردو)۔	م۱۳ ابن ماجہ م۱۴ احمد، م۱۲ احمد، م۱۶ حاکم، م۲۱ احمد حاکم، م۳۴ مسلم، ابن ابی شیبہ۔
۱۲۶۔ باقی ماندہ تمام اہل کتاب آپ پر ایمان لے آئیں گے۔	م۱ بخاری و مسلم، احمد، م۴ احمد، م۷۶ درمنثور، حاکم تا م۷۹ ابن جریر وغیرہ و م۸۰ درمنثور، ابن المنذر، و م۸۱ عبدالرزاق، عبد بن حمید، درمنثور و م۸۲ تا م۸۴ ابن جریر و م۸۵ درمنثور، ابن ابی حاتم و م۸۱ درمنثور۔
۱۲۷۔ عیسیٰ علیہ السلام (اور مسلمان) خنزیر کو قتل کریں گے (اور صلیب توڑ دیں گے)	م۱ بخاری، مسلم، احمد، و م۴ احمد، و م۱۰ ابوداؤد، و م۱۲ ابن ماجہ، و م۱۵ احمد، و م۳۶ حاکم، کنزالعمال م۶۹ درمنثور، الطبرانی
۱۲۸۔ پھر آپ کی خدمت میں اطراف واکناف کے لوگ جو دجال (کے دھوکہ فریب) سے بچے رہے ہوں گے حاضر ہوں گے اور	م۵ مسلم وغیرہ

ل یعنی نصرانیت کو مٹائیں گے

علامات قیامت بترتیب زمانی	حوالۂ احادیث
آپ ان کو جنت میں عظیم درجات کی خوشخبری دے کر دلاسا و تسلی دیں گے	
۱۲۹۔ پھر لوگ اپنے اپنے وطن واپس ہو جائیں گے۔	م ۱۲ احمد
۱۳۰۔ مسلمانوں کی ایک جماعت آپ کی خدمت و صحبت میں رہے گی۔	م ۴ الدر المنثور والحکیم الترمذی
۱۳۱۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مقام فج الروحاء میں تشریف لے جائیں گے، وہاں سے حج یا عمرہ (یا دونوں) کریں گے۔	م ۴ مسلم، احمد، حاکم و م ۷ ابن عساکر، کنز العمال
۱۳۲۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس پر جا کر سلام عرض کریں گے اور آپ ان کے سلام کا جواب دیں گے۔	م ۴ حاکم و م ۶۲ مجمع الزوائد، روح المعانی، عند قولہ تعالیٰ "وخاتم النبیین"

"یاجوج ماجوج"

۱۳۳۔ لوگ امن و چین کی زندگی بسر کر رہے ہوں گے کہ یاجوج ماجوج کی دیوار ٹوٹ جائے گی۔	م ۱۰ حاکم، السیوطی فی الحاوی
۱۳۴۔ اور یاجوج ماجوج نکل پڑیں گے۔	م ۵ مسلم وغیرہ، و م ۵ مسلم، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ و آیت قرآنیہ بر حاشیہ حدیث م ۵ و م ۲۳ طبرانی، حاکم و م ۳۶ حاکم، ابن عساکر، و م ۴۵ ابن ابی شیبہ، م ۵ مسلم وغیرہ۔

؁ اس کے اور اگلے واقعہ کے بارے میں صراحت نہیں ملی کہ یہ یاجوج ماجوج کے واقعہ سے پہلے ہوں گے یا بعد۔ رفیع ؁ یہ لفظ صرف حدیث م ۲ میں ہے جو مرفوع ہے۔

علاماتِ قیامت بترتیب زمانی	حوالہ احادیث
۱۳۵۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوگا کہ وہ مسلمانوں کو طور کی طرف جمع کرلیں کیونکہ یاجوج و ماجوج کا مقابلہ کسی کے بس کا نہ ہوگا۔	۵ مسلم وغیرہ
۱۳۶۔ یاجوج ماجوج اتنی بڑی تعداد میں تیزی سے نکلیں گے کہ ہر بلندی سے پھسلتے ہوئے معلوم ہوں گے۔	۵ مسلم وغیرہ و ۱۴ احمد
۱۳۷۔ وہ شہروں کو روند ڈالیں گے زمین میں (جہاں پہنچیں گے) تباہی مچادیں گے[1] اور جس پانی پر گذریں گے اسے پی کر ختم کردیں گے۔	۱۴ احمد وغیرہ و ۶۵ ابن ابی شیبہ وغیرہ و ۱۰۹ حاکم، الحاوی۔
۱۳۸۔ ان کی ابتدائی جماعت جب بحیرہ (طبریہ) پر گذرے گی تو اس کا پورا پانی پی جائے گی اور جب ان کی آخری جماعت وہاں سے گزرے گی تو اسے دیکھ کر کہے گی۔ "یہاں کبھی پانی (کا اثر) تھا"!	۵ مسلم وغیرہ و ۳۶ حاکم، ابن عساکر
۱۳۹۔ بالآخر یاجوج ماجوج کہیں گے کہ اہل زمین پر تو ہم غلبہ پاچکے، آؤ اب آسمان والوں سے جنگ کریں۔	۳۶ حاکم، ابن عساکر
۱۴۰۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی اس وقت محصور ہوں گے جہاں غذا کی	۵ مسلم وغیرہ

[1] قوسین کا مضمون صرف ۱۴ میں ہے۔

علاماتِ قیامت بترتیب زمانی	حوالۂ احادیث
سخت قلت کے باعث لوگوں کو ایک بیل کا سر سو دینار سے بہتر معلوم ہوگا۔	

"یاجوج ماجوج کی ہلاکت"

علاماتِ قیامت بترتیب زمانی	حوالۂ احادیث
۱۴۱۔ لوگوں کی شکایت پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام یاجوج ماجوج کے لئے بد دعا فرمائیں گے	۵ مسلم وغیرہ و ۱۴ احمد
۱۴۲۔ پس اللہ تعالیٰ ان کی گردنوں (اور کانوں) میں ایک کیڑا (اور حلق میں ایک پھوڑا) نکال دے گا۔	۵ مسلم وغیرہ و ۳۶ حاکم، ابن عساکر، و ۱۰۸ حاکم السیوطی فی الحاوی۔
۱۴۳۔ جس سے سب کے جسم پھٹ جائیں گے۔	۵ مسلم وغیرہ
۱۴۴۔ اور وہ سب (دفعتہً) ہلاک ہو جائیں گے۔	۵ مسلم وغیرہ، و ۱۴ احمد، و ۳۶ حاکم، ابن عساکر و ۱۰۸ حاکم، السیوطی فی الحاوی
۱۴۵۔ اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی زمین[۱] پر اُتریں گے مگر پوری زمین یاجوج ماجوج کی لاشوں کی (چکناہٹ اور) بدبو سے بھری ہوگی	۵ مسلم وغیرہ و ۱۴ احمد، و ۱۰۸ حاکم، السیوطی فی الحاوی
۱۴۶۔ جس سے مسلمانوں کو تکلیف ہوگی۔	۳۶ حاکم، ابن عساکر و ۱۰۸ حاکم وغیرہ
۱۴۷۔ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام (اور ان کے ساتھی) دعا کریں گے۔	۵ مسلم وغیرہ و ۱۰۸ حاکم وغیرہ
۱۴۸۔ پس اللہ تعالیٰ (ایک ہوا اور) لمبی گردنوں والے (بڑے بڑے) پرندے بھیج دیگا جو اُن کی لاشیں اُٹھا کر (سمندر میں اور)	۵ مسلم وغیرہ و ۳۶ حاکم، ابن عساکر وغیرہما، و ۱۰۸ حاکم وغیرہ

[۱] کوہ طور سے۔ رفیع

علاماتِ قیامت بترتیب زمانی	حوالۂ احادیث
جہاں اللہ چاہے گا پھینک دیں گے۔	
۱۴۹۔ پھر اللہ تعالیٰ ایسی بارش برسائے گا جو زمین کو دھو کر آئینہ کی طرح صاف کردیگی	م۵ مسلم وغیرہ و م۱۴۲ احمد
۱۵۰۔ اور زمین اپنی اصلی حالت پر ثمرات و برکات سے بھر جائے گی	م۵ مسلم وغیرہ

"حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی برکات"

علاماتِ قیامت بترتیب زمانی	حوالۂ احادیث
۱۵۱۔ دنیا میں آپ کا نزول (و قیام) امام عادل[ل] اور حاکم منصف کی حیثیت سے ہوگا۔	م۱ بخاری، مسلم، م۴۲ احمد، و م۳۵ طبرانی، کنز العمال
۱۵۲۔ اور اس اُمت میں آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ ہوں گے۔	م۶۲ درمنثور، طبرانی
۱۵۳۔ چنانچہ آپ قرآن و حدیث (اور اسلامی شریعت) پر خود بھی عمل کریں گے اور لوگوں کو بھی اس پر چلائیں گے۔	م۳۸ طبرانی وغیرہ و م۵۵ الاشاعۃ ابوالشیخ ابن حیان۔
۱۵۴۔ اور (نمازوں میں) لوگوں کی امامت کریں گے۔	م۴ احمد، و م۲۴ ابن حبان، بزار مع حاشیہ
۱۵۵۔ آپ کا نزول اس امت کے آخری دَور میں ہوگا	م۱۸ کنز العمال، درمنثور و م۱۹ ابن ابی شیبہ، حاکم، حکیم ترمذی، درمنثور، و م۲۷ نسائی، تاریخ حاکم ابونعیم، ابن عساکر وغیرہم و م۶۴ کنز العمال، حلیۃ ابی نعیم و م۶۵ درمنثور، ابن جریر، و م۶۶ مشکوٰۃ، رزین۔

ل اس کی صراحت صرف حدیث م۱۴ میں ہے، البتہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے اثر (حدیث م۷) میں یہ صراحت بھی ہے کہ آپ نمازیں اور جمعہ پڑھایا کریں گے۔ ابن عساکر، و کنز العمال اور کعب احبار رحمہ اللہ کے اثر (حدیث م۱۱۵) میں یہ تفصیل بھی ہے کہ نزول عیسیٰ علیہ السلام کے وقت کی نماز تو امام مہدی رضی اللہ عنہ پڑھائیں گے اور بعد میں امامت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کیا کریں گے۔ نعیم بن حماد الحاوی

حوالۂ احادیث	علامات قیامت بترتیب زمانی
۲۱ ابوداؤد، درمنثور۔ ع ۳۴ احمد ۲ ۵ مرقاۃ الصعود ۵۵ الاشاعۃ	۱۵۶۔ اور نزول کے بعد دنیا میں چالیس سال قیام کریں گے۔
۶۴ کنزالعمال ۔ ابونعیم	۱۵۷۔ اسلام کے دورِ اوّل کے بعد یہ اس اُمّت کا بہترین دَور ہوگا۔
۹ نسائی، احمد، المختارہ، اوسط طبرانی	۱۵۸۔ آپ کے ساتھیوں کو اللہ تعالیٰ جہنم کی آگ سے محفوظ رکھے گا۔
۵۲ کنزالعمال، نعیم بن حماد	۱۵۹۔ اور جو لوگ اپنا دین بچانے کے لئے آپ سے جا ملیں گے وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہوں گے۔
۲۱ ابوداؤد، درمنثور، ۱۳ ابن ماجہ، ۱۵ احمد، ۱۸ عبدالرزاق، عبد بن حمید، ۸۵ درمنثور، ابن ابی حاتم	۱۶۰۔ اس زمانہ میں اسلام کے سوا دنیا کے تمام ادیان و مذاہب مٹ جائیں گے اور دنیا میں کوئی کافر باقی نہ رہے گا۔
۱ بخاری، مسلم۔	۱۶۱۔ جہاد موقوف ہوجائے گا۔[1]
۴ احمد۔	۱۶۲۔ اور نہ خراج وصول کیا جائے گا۔
۱ ابوداؤد، و ۱۲ ابن ماجہ، و ۱۵ احمد و ۴۶ حاکم و ۴۷ درمنثور، الطبرانی، مجمع الزوائد۔	۱۶۳۔ نہ جزیہ
۱ بخاری و مسلم وغیرہما و ۱۳ احمد و ۱۲ ابن ماجہ	۱۶۴۔ مال و زر لوگوں میں اتنا عام کردیں گے کہ مال کوئی قبول نہ کرے گا۔[2]
۱۳ ابن ماجہ وغیرہ	۱۶۵۔ زکوٰۃ وصدقات کا لینا ترک کردیا جائیگا۔

[1] کیونکہ کوئی کافر ہی باقی نہ ہوگا جس سے جہاد کیا جائے یا جزیہ وخراج وصول کیا جائے بدیع

[2] ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے اثر (حدیث ۵۱) میں ہے کہ لوگ اُن کی بدولت دوسروں سے مستغنی ہوجائیں گے، ابن عساکر، کنزالعمال۔

علاماتِ قیامت ترتیب زمانی	حوالۂ احادیث
۱۶۶۔ اور لوگ ایک سجدہ کو دنیا و مافیہا سے زیادہ پسند کریں گے۔	ح۱ بخاری، مسلم
۱۶۷۔ ہر قسم کی دینی و دنیوی برکات نازل ہوں گی۔[1]	ح۵ مسلم وغیرہ
۱۶۸۔ پوری دنیا امن و امان سے بھر جائیگی۔	ح۱۳ ابن ماجہ وغیرہ و ح۱۵ احمد، و ح۲۶ طبرانی وغیرہ
۱۶۹۔ سات سال تک کسی بھی دو کے درمیان عداوت نہ پائی جائے گی۔	ح۶ مسلم، احمد، کنز العمال، در منثور۔
۱۷۰۔ سب کے دلوں سے بخل، کینہ اور بغض وحسد نکل جائے گا۔	ح۱ و ح۶ مسلم وغیرہ و ح۱۳ ابن ماجہ وغیرہ و ح۵۶ کنز العمال، ابونعیم۔
۱۷۱۔ چالیس سال تک نہ کوئی مریگا نہ بیمار ہوگا۔	ح۱۰ حاکم، سیوطی فی الحاوی
۱۷۲۔ ہر زہریلے جانور کا زہر نکال لیا جائیگا۔	ح۱۳ ابن ماجہ وغیرہ
۱۷۳۔ سانپ اور بچھو بھی کسی ایذا نہ دیں گے۔	ح۱۳ ابن ماجہ وغیرہ و ح۵۶ کنز العمال، ابونعیم، و ح۱۰ حاکم، السیوطی
۱۷۴۔ بچے سانپوں کے ساتھ کھیلیں گے۔	ح۱۵ احمد۔
۱۷۵۔ یہاں تک کہ بچہ اگر سانپ کے منہ میں بھی ہاتھ دیگا تو وہ گزند نہ پہنچائیگا۔	ح۱۳ ابن ماجہ وغیرہ
۱۷۶۔ درندے بھی کسی کو کچھ نہ کہیں گے	ح۱۳ ابن ماجہ وغیرہ و ح۱۰ حاکم، السیوطی فی الحاوی۔
۱۷۷۔ آدمی شیر کے پاس سے گزرے گا تو شیر نقصان نہ پہنچائے گا۔	ح۵۶ کنز العمال، ابونعیم۔

---

[1] ابوہریرہ رضی کے اثر (حدیث ۵۸) میں ہے کہ "عیسیٰ علیہ السلام حلال اشیاء کی فراوانی کردیں گے (ابن عساکر، کنز العمال) یعنی اُن کے زمانہ میں حلال اشیاء کثرت سے پیدا ہوں گی۔ رفیع۔

علاماتِ قیامت بترتیب زمانی	حوالۂ احادیث
۱۷۸۔ حتیٰ کہ کوئی لڑکی شیر کے دانت کھول کر دیکھے گی تو وہ اسے کچھ نہ کہے گا۔	۱۳ ابن ماجہ وغیرہ
۱۷۹۔ اونٹ شیروں کے ساتھ چیتے گایوں کے ساتھ اور بھیڑیئے بکریوں کے ساتھ چریں گے۔	۱۵ احمد
۱۸۰۔ بھیڑیا بکریوں کے ساتھ ایسا رہے گا جیسے کتا ریوڑ کی حفاظت کے لئے رہتا ہے۔	۱۳ ابن ماجہ
۱۸۱۔ زمین کی پیداواری صلاحیت اتنی بڑھ جائے گی کہ بیج ٹھوس پتھر میں بھی بویا جائے گا تو اُگ آئے گا۔	۵۷ کنز العمال، ابونعیم
۱۸۲۔ ہل چلائے بغیر بھی ایک مُد سے سات سو مُد گندم پیدا ہوگا۔	۱۰۸ حاکم، السیوطی فی الحاوی
۱۸۳۔ ایک انار اتنا بڑا ہوگا کہ اسے ایک جماعت کھائے گی اور اس کے چھلکے کے نیچے لوگ سایہ حاصل کریں گے۔	۵ مسلم وغیرہ
۱۸۴۔ دُودھ میں اتنی برکت ہوگی کہ دُودھ دینے والی ایک اونٹنی لوگوں کی بہت بڑی جماعت کو، ایک گائے پورے قبیلہ کو اور ایک بکری پوری برادری کو کافی ہوگی۔	۵ مسلم وغیرہ
۱۸۵۔ غرض نزولِ عیسیٰ کے بعد زندگی بڑی	۵۶ کنز العمال، ابونعیم

خوش گوار ہوگی

"عیسیٰ علیہ السلام کا نکاح اور اولاد"

۱۸۶۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام (نزول کے بعد[۱]) دنیا میں نکاح[۲] فرمائیں گے۔	ح۵۵ مشکوٰۃ، ابن الجوزی، کنز العمال، ح۱۰۲ فتح الباری نعیم بن حماد ح۱۰۱ الخطط للمقریزی
۱۸۷۔ اور آپ کے اولاد بھی ہوگی	ح۵۵ مشکوٰۃ، ابن الجوزی، کنز العمال ح۱۰۱ الخطط للمقریزی۔
۱۸۸۔ (نکاح[۳] کے بعد) دنیا میں آپ کا قیام انیس[۱۹] سال رہے گا۔	ح۹۳ فتح الباری، نعیم بن حماد

"آپ کی وفات اور جانشین"

۱۸۹۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ہوجائے گی۔	ح۱ ابوداؤد ح۱۵ احمد ح۵۵ الاشاعۃ للبرزنجی ح۵۹ ابن جریر، در منثور، ح۶۰ حاکم تا ح۶۲ در منثور، ابن جریر بحوالہ آیت قرآنیہ ح۸۴ ابن جریر ح۸۵ ابن ابی حاتم، در منثور
۱۹۰۔ اور مسلمان نماز جنازہ پڑھ کر آپ کو دفن کرینگے[۴]۔	ح۱ ابوداؤد وغیرہ ح۱۵ احمد

---

[۱] اس کی تصریح صرف حدیث ح۵۵ میں ہے [۲] حدیث مرفوع ح۱۰۱ میں ہے کہ یہ نکاح حضرت شعیبؑ کی قوم یعنی قبیلہ جذام میں ہوگا یہ حدیث علامہ مقریزی نے "الخطط" میں بغیر سند کے ذکر کی ہے [۳] حدیث ہذا میں اس کی پوری صراحت نہیں البتہ الفاظِ حدیث سے ظاہر یہی ہوتا ہے کہ انیس سال کی مدت نکاح کے بعد ہے نیز حدیث ح۱ اور ح۳۲، ح۵۴، ح۵۵ بھی اسی کی مؤید ہیں ۱۲ رفیع [۴] اور حضرت عبد اللہ بن سلامؓ کی حدیث موقوف ح۶۲ میں ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دفن کیا جائے گا ترمذی۔ اور عبد اللہ بن سلامؓ ہی کی حدیث موقوف ح۶۵ میں یہ بھی ہے کہ عیسیٰ ابن مریم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے دو رفیقوں کے ساتھ دفن کیا جائے گا پس عیسیٰ علیہ السلام کی قبر چوتھی ہوگی، رواہ البخاری فی تاریخہ والطبرانی کما فی الدر المنثور۔

حوالہ احادیث	علاماتِ قیامت بترتیب زمانی
ص۵۵ الاشاعۃ للبرزنجی	۱۹۱۔ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وصیت کے مطابق قبیلۂ بنی تمیم کے ایک شخص کو جس کا نام مُقعَد ہوگا، خلیفہ مقرر کریں گے۔
ص۵۵ الاشاعۃ للبرزنجی	۱۹۲۔ پھر مُقعد کا بھی انتقال ہوجائے گا۔

"متفرق علاماتِ قیامت"

حوالہ احادیث	علاماتِ قیامت بترتیب زمانی
ص۳۹ ابن ابی شیبہ، ابن عساکر، کنز العمال ص۲۴۴، نعیم بن حماد، کنز العمال	۱۹۳۔ اور آپ کے بعد اگر کسی کی گھوڑی بچہ دے گی تو قیامت تک اس پر سواری کی نوبت نہیں آئے گی۔[۱]
ص۸ مسلم، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ ص۲۲ طبرانی، حاکم، ابن مردویہ، کنز العمال	۱۹۴۔ زمین میں دھنس جانے کے تین واقعات ہوں گے، ایک مشرق میں، ایک مغرب میں اور ایک جزیرہ عرب میں۔

---

[۱] ممکن ہے اس کی وجہ یہ ہو کہ دوسری قسم کی سواریوں کا رواج ہوگا اور گھوڑے کی سواری بالکل متروک ہوجائے گی، یا یہ مراد ہو کہ جہاد کے لیے سواری نہ ہوگی کیونکہ جہاد قیامت تک منقطع رہے گا، یا پھر یہاں قیامت سے قیامت کی کوئی بڑی علامت مثلاً آفتاب کا مغرب سے طلوع یا دابۃ الارض یا دخان یا سب مؤمنین کی موت مراد ہو کیونکہ احادیث میں بعض علاماتِ قیامت کو بھی قیامت سے تعبیر کیا گیا ہے جس کی تفصیل ہم نے فہرست سے پہلے "اسباب تعارض" کے ذیل میں ذکر کی ہے۔ یہ توجیہات اس لئے ضروری ہیں کہ دوسری روایات کے مجموعے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد قیامت تک کم از کم (ایک سو بیس) ۱۲۰ سال ضرور لگیں گے مثلاً حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ کے اثر (حدیث ۵۴) میں ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے بعد قیامت سے پہلے ایک سو بیس برس تک عرب لوگ شرک و بت پرستی میں مبتلا رہیں گے (الاشاعۃ للبرزنجی) اور فتح الباری میں تو حضرت عمرو بن العاصؓ کا یہ ارشاد منقول ہے کہ آفتاب کے مغرب سے طلوع کے بعد لوگ دنیا میں ایک سو بیس سال تک رہیں گے پھر قیامت آئے گی، دیکھئے عربی حاشیہ التصریح بما تواتر فی نزول المسیح ص۲۳۱ طبع حلب۔

علاماتِ قیامت بترتیب زمانی	حوالہ احادیث

"دھواں"

۱۹۵۔ ایک خاص دھواں ظاہر ہوگا جو لوگوں پر چھا جائے گا۔	ص مسلم، ابوداؤد وغیرہما مع آیت قرآنیہ بر حاشیہ ص طبرانی، حاکم۔
۱۹۶۔ اس سے مؤمنین کو تو زکام سا محسوس ہوگا مگر کفار کے سَر ایسے ہو جائیں گے جیسے انھیں آگ پر بھون دیا گیا ہو۔	حاشیہ حدیث ص بحوالہ تفسیر ابن جریر مرفوعاً وموقوفاً

"آفتاب کا مغرب سے طلوع ہونا"

۱۹۷۔ قیامت کی ایک علامت یہ ہوگی کہ ایک روز آفتاب مشرق کی بجائے مغرب سے طلوع ہوگا۔	ص مسلم وغیرہ و ص۴۳ طبرانی، حاکم، ابن مردویہ و ص۱۰ حاکم السیوطی فی الحادی
۱۹۸۔ جسے دیکھتے ہی سب کافر ایمان لے آئیں گے مگر اس وقت ان کا ایمان قبول نہ کیا جائے گا اور گنہگار مسلمانوں کی توبہ بھی اس وقت قبول نہ ہوگی۔	حاشیہ حدیث ص بحوالہ صحیح بخاری و آیت قرآنیہ

"دابۃ الارض"

۱۹۹۔ پھر ایک جانور[1] زمین سے نکلے گا	ص مسلم وغیرہ و ص۴۳ طبرانی، حاکم، ابن مردویہ
۲۰۰۔ جو لوگوں سے باتیں کرے گا۔	آیت قرآنیہ بر حاشیہ حدیث ص

"یمن کی آگ"

۲۰۱۔ پھر ایک آگ یمن (عدن کی گہرائی) سے نکلے گی جو لوگوں کو محشر (شام) کی طرف ہانک کر لی جائے گی۔	ص مسلم، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ مع حاشیہ و ص۴۳ طبرانی، حاکم، ابن مردویہ، و ص۴۷ تفسیر ابن جریر، در منثور

---

[1] یعنی دابۃ الارض۔

علامات قیامت بترتیب زمانی	حوالہ احادیث
۲۰۲۔ اور سب مؤمنین کو ملک شام میں جمع کردے گی۔	حاشیہ برحدیث ۵ بحوالہ احمد، نسائی، ابوداؤد، ترمذی، حاکم۔
۲۰۳۔ مُقعد کی موت کے بعد تیس سال گذرنے نہ پائیں گے کہ قرآن لوگوں کے سینوں اور مصاحف سے اُٹھا لیا جائے گا۔	ح ۵۵ الاشاعۃ
۲۰۴۔ پہاڑ اپنے مرکزوں سے ہٹ جائیں گے اس کے بعد قبضِ ارواح ہوگا۔	ح ۱ حاکم

"مومنین کی موت اور قیامت"

۲۰۵۔ ایک (خوش گوار[1]) ہوا آئے گی جو تمام مؤمنین کی روحیں قبض کرلے گی، اور کوئی مؤمن دنیا میں باقی نہ رہے گا	ح ۵ مسلم وغیرہ و ح ۱۱۶ الحاوی للسیوطی، نُعیم بن حماد۔
۲۰۶۔ پھر دنیا میں صرف بدترین لوگ[2] رہیں گے۔	ح ۵ مسلم وغیرہ
۲۰۷۔ اور گدھوں کی طرح[3] جماع کیا کریں گے۔	ح ۵ مسلم وغیرہ
۲۰۸۔ پہاڑ دُھن دیئے جائیں گے اور زمین چمڑے کی طرح پھیلا کر سیدھی کردی جائے گی۔ اس کے بعد قیامت کا حال پورے دنوں کی اس گابھن کی طرح ہوگا جس کے مالک ہر وقت اس انتظار میں ہوں کہ دن رات میں نہ معلوم کب	ح ۱۱۴ احمد

[1] یہ لفظ صرف حدیث ۵ میں ہے [2] کعب احبار کے اثر (حدیث ۱۱۹) میں ہے کہ یہ لوگ نہ کسی دین کو جانتے ہوں گے نہ سنت کو، مومنین کی موت کے بعد یہ لوگ تنو سال تک رہیں گے انہی پر قیامت آئے گی نعیم بن حماد، الحاوی

[3] یعنی کھلم کھلا، حدیث ۱۱۶ میں جو کعب احبار پر موقوف ہے اس کی صراحت ہے۔

بچہ جن دے۔

۲۰۹۔ بالآخر اُنہی بدترین لوگوں پر قیامت آجائے گی[1] | ۵ مسلم وغیرہ و ۱۱ سیوطی نعیم بن حماد

قیامت کس طرح آئے گی اس کی ہولناک تفصیلات قرآن کریم اور احادیثِ نبویہ میں مختلف عنوانات کے ساتھ بہت کثرت سے بیان کی گئی ہیں مگر حصّہ دوم کی احادیث میں وہ تفصیلات نہیں ہیں۔ اس لئے ہم اس فہرست کو یہیں ختم کرتے ہیں، و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلیّ العظیم والصلوٰۃ والسلام علیٰ افضل النبیین وخاتم المرسلین وعلیٰ اٰلہٖ وصحبہٖ اجمعین ونسألُ اللہ شفاعتہٗ یوم الدین

کتبہ محمد رفیع عثمانی عفا اللہ عنہ

خادم طلبہ و دار الافتاء دار العلوم کراچی ۱۴

۲۰ ربیع صفر المظفر ۱۳۹۳ھ

---

[1] مسلم کی ایک اور حدیث صحیح میں ہے "لا تقوم الساعۃ علیٰ احدٍ یقول اللہ اللہ" ص ۸۴ ج ۱، مسلم ہی کی ایک اور حدیث مرفوع صحیح میں ہے لا تقوم الساعۃ الاّ علیٰ شرار الناس ص ۴۰۷ ج ۲۔

حضرت مولانا محمّد عاشق الٰہی مدظلہ کی کتاب

اُمّت مسلمہ کی مائیں

اسلامی اوصاف سے متصف
نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کی ازواجِ مطہرات

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رض	حضرت زینب بنت جحش	حضرت زینب بنت خزیمہ
حضرت عائشہ رض	حضرت حفصہ رض	حضرت ام سلمہ رض
حضرت ام حبیبہ رض	حضرت سودہ بنت زمعہ	حضرت جویریہ بنت حارث
حضرت صفیہ بنت حیی	حضرت میمونہ بنت حارث رض	

کی پاکیزہ زندگیوں کے حالات پیش کرتی ہے۔

جو غمگسار نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم اور آپ کی سب سے پہلی بیوی حضرت خدیجۃ الکبریٰ رض کے ایمان افروز حالات اور حضرت عائشہ صدیقہ رض کی علمی اور فقہی خدمات اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلّم کے خانگی حالات جاننے کے لئے بے نظیر کتاب ہے۔

مکتبہ دار العلوم کراچی ۱۴